
شرح
اربعین نووی
للإمام ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ
تحقیق
محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ
ترجمہ و تشریح
الشیخ عبدالہادی عبدالخالق مدنی
تخریج تنقیح و تصحیح
عبداللہ یوسف ذہبی
www.KitaboSunnat.com
مکتبہ اسلامیہ



للإمام ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ

ترجمہ و تشریح
الشیخ عبدالہادی عبدالخالق مدنی

تخریج تنقیح و تصحیح
عبداللہ یوسف ذہبی

تحقیق
محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

مکتبہ اسلامیہ





لاہور غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-37244973 - 37232369

فیصل آباد بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد 041-2631204 - 2641204

Email: maktabaislamiapk@gmail.com, Visit on Facebook page. maktabaislamiapk

فہرست



عرض ناشر

حدیث مبارکہ کی نشر واشاعت بلا شبہ ایک بابرکت عمل ہے۔ اور جو اس کوشش میں شب روز بسر کرے وہ یقیناً خوش نصیب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرامین کی اشاعت کرنے والوں کو ان الفاظ میں دعا دی ہے:

«نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا فَأَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا»

''اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی، اسے یاد رکھا، پھر جس طرح سنا تھا، اسی طرح پہنچا دیا۔''

مکتبہ اسلامیہ کے قیام کا مقصدِ عظیم کتاب وسنت کا پرچار ہے۔ بتوفیق الٰہی ادارے کی طرف سے صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، موطا امام مالک اور مشکاۃ المصابیح جیسی امہات کتب حدیث زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں، جبکہ صحیح ابن خزیمہ، مسند الحمیدی، الادب المفرد اور مسند الشافعی جیسی اہم کتب طباعت کے مراحل میں ہیں۔

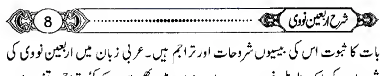
جمع وتدوینِ حدیث کے سلسلے میں اہل علم نے ''اربعین'' کی مناسبت سے چالیس احادیث کے متعدد مجموعے مرتب کیے ہیں، مکتبہ اسلامیہ درج ذیل ''اربعین'' شائع کر چکا ہے:

① ہدیۃ المسلمین (نماز کے بارے میں چالیس احادیث) از محدث العصر حافظ زبیر علی زئی ﷫۔

② کتاب الأربعین فی الحث علی الجهاد لابن عساکر (فضائل جہاد) ترجمہ، تحقیق وفوائد: محدث العصر حافظ زبیر علی زئی ﷫۔

③ کتاب الأربعین للشیخ الاسلام ابن تیمیة۔ ترجمہ، تحقیق وفوائد: محدث العصر حافظ زبیر علی زئی ﷫۔

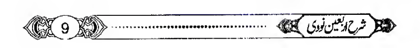
کتب اربعین میں ایک نمایاں نام ''اربعین نووی'' کا ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ جو مقبولیت امام نووی ﷫ کی اربعین کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آسکی۔ اس



بات کا ثبوت اس کی بیسیوں شروحات اور تراجم ہیں۔ عربی زبان میں اربعین نووی کی شروحات کی ایک طویل فہرست ہے، اردو زبان میں بھی اس کے کئی تراجم وتشریحات پاک و ہند میں شائع ہو چکی ہیں۔ زیرنظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، جس میں اربعین کی احادیث کے آسان ترجمہ کے ساتھ ساتھ ترتیب وار فوائد وتشریح پیش کی گئی ہے، ترجمہ وشرح کی سعادت فضیلۃ الشیخ عبدالہادی عبدالخالق المدنی ﷾ کو حاصل ہوئی جنھوں نے آسان فہم انداز میں بھرپور ترجمانی کی ہے اور علمی واصلاحی فوائد بھی قلمبند کیے ہیں، اس کتاب کی اہم خوبی ہر روایت کی تخریج کے ساتھ ساتھ صحت وسقم کے اعتبار سے ہر روایت پر حکم نمایاں ہے جو محدث العصر حافظ زبیر علی زئی ؒ کی تحقیق وافادات کا خلاصہ ہیں، نیز احادیث کے متن کے لیے دارالمنہاج بیروت سے شائع شدہ اربعین نووی کے محقق نسخے کو اصل قرار دیا گیا ہے، جسے محققین نے تین قلمی نسخوں کی روشنی میں مرتب کیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ کتاب علماء، طلباء اور عام قارئین کے لیے فہم حدیث کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگی۔

آخر میں عزیزم عبداللہ یوسف ذہبی ﷾ کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اپنے رفقا کے ساتھ محنت و جانفشانی سے اس کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ محترم عمران ندیم اور محمد ذیشان مشتاق نے اس کو فنی مراحل سے گزار کر اس کے ظاہری حسن کو مزید چار چاند لگا دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان رفقاء کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو صحیح معنوں میں عوام وخواص کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین

محمد سرور عاصم



امام نووی رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی

نام ونسب

ابو زکریا یحیی بن شرف بن مُرّی بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعۃ بن حزام الحزامی النووی رحمہ اللہ۔ آپ محی الدین کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ولادت

دمشق کے قریب حوران شہر کی ایک بستی نوی میں محرم ۶۳۱ھ میں پیدا ہوئے، اور ''نوی'' کی طرف نسبت کی وجہ سے نووی کہلائے۔

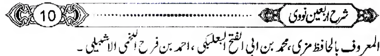
اساتذہ

موصوف نے اپنے دور کے بہت سے علماء ومشائخ سے کسب علم کیا، ان میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں:

ابو ابراہیم اسحاق بن احمد بن عثمان المغربی، ابو محمد عبدالرحمٰن بن نوح بن محمد بن ابراہیم ابن موسی المقدسی، ابوالحسن بن سلاّر بن الحسن الاربلی، ابی عمرو عثمان بن عبدالرحمٰن بن عثمان المعروف بابن الصلاح، ابوالفتح عمر بن بُندار بن عمر بن علی بن محمد التفلیسی، فخر الدین المالکی، ابی اسحاق ابراہیم بن عیسی المرادی الاندلسی، ابوالبقاء خالد بن یوسف بن سعد النابلسی، وعبدالکریم بن عبدالصمد، وعبدالرحمٰن الانباری، وابراہیم بن علی الواسطی۔

تلامذہ

ابو عبداللہ محمد ابراہیم بن جماعۃ الکنانی الحموی، ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن الدمشقی



المعروف بالحافظ مزی، محمد بن ابی الفتح البعلبکی، احمد بن فرح اللخمی الاشبیلی۔

تصانیف

امام نووی رحمہ اللہ نے علوم اسلامیہ کے تقریباً تمام فنون پر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ چند اہم کتب درج کی جا رہی ہیں:

علوم قرآن

⊙التبیان فی آداب حملة القرآن

علوم حدیث

⊙ المنهاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج. یہ صحیح مسلم کی معروف ترین شرح ہے۔

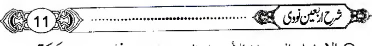
⊙ الأذکار المنتخبة من کلام سید الأبرار – صلّی اللّٰه علیه وسلّم دعاؤں اور اذکار کا مستند مجموعہ ہے۔

⊙ ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین ﷺ آداب واخلاق پر احادیث کا مقبول ترین مجموعہ ہے۔

⊙ الأربعون حدیثًا النَّوَوِیَّة.

⊙ إرشاد طلاب الحقائق إلی معرفة سنن خیر الخلائق ﷺ یہ اصول حدیث پر علامہ ابن الصلاح کی معروف کتاب ''معرفة علوم الحدیث'' کا اختصار ہے۔

⊙ التقریب والتیسیر لمعرفة سنن البشیر النذیر ﷺ. یہ مذکورہ بالا کتاب ''الإرشاد'' کا اختصار ہے۔



⊙ الإرشاد إلى بيان الأسماء المبهمات، یہ خطیب بغدادی کی کتاب الأسماء المبهمة في الأنباء المحكمة کا اختصار ہے۔

⊙ الخلاصة في أحاديث الأحكام، یہ احکام کی احادیث پر مشتمل کتاب ہے، لیکن موصوف صرف کتاب الزکاۃ تک لکھ پائے۔

⊙ الإيجاز في شرح سنن أبي داود السجستاني رحمه الله: سنن ابو داود کی صرف کتاب الوضو کی شرح ہے۔

⊙ التلخيص شرح صحيح الإمام البخاري رحمه الله، صحیح بخاری کی نامکمل شرح ہے، صرف کتاب العلم تک ہے۔

فقہ

⊙ روضة الطالبين، فقہ شافعی کی معرف کتاب ''الشرح الكبير للإمام الرافعي'' کا اختصار ہے۔

⊙ منهاج الطالبين، فقہ شافعی کی کتاب ''المُحرَّر للإمام الرافعي'' کا اضافی فوائد کے ساتھ اختصار ہے۔

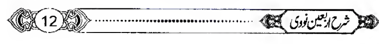
⊙ الإيضاح في المناسك، حج وعمرہ کے مسائل پر تفصیلی کتاب ہے۔

⊙ المجموع شرح المهذب للإمام الشّيرازي.

⊙ فتاوى الإمام النَّوَوِي المعروفة بـ «المنثورات»، امام نووی کے فتاوی پر مشتمل کتاب ہے جسے ان کے شاگرد ابن العطار نے جمع کیا ہے۔

⊙ الترخيص بالقِيَام لِذَوِي الفضل والمزِيَّة من أهل الإسلام. اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ کسی قابل احترام شخص کی آمد پر اس کے لیے قیام جائز ہے۔

⊙ وجوب تقسيم الغنيمة.



❁ لغت

⊙ تهذيب الأسماء واللغات.

⊙ التحرير في ألفاظ التنبيه.

❁ زہد وورع

⊙ بستان العارفين

اربعین نووی

اربعین نویسی، علوم حدیث کی علمی دلچسپیوں کا ایک مستقل باب ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ وہ پہلے محدث ہیں جنھوں نے اس فن پر پہلی اربعین مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں علم حدیث، حفاظت حدیث، حفظ حدیث اور عمل بالحدیث کی علمی اور عملی ترغیبات نے اربعین نویسی کو ایک مستقل شعبۂ حدیث بنادیا۔ اس ضمن میں کی جانے والی کوششوں کے نتیجے میں اربعین کے سیکڑوں مجموعے اصول دین، عبادات، آدابِ زندگی، زہد وتقویٰ اور خطبات و جہاد جیسے موضوعات پر مرتب ہوتے رہے۔ اس سلسلۂ سعادت میں ایک معتبر اور نمایاں نام امام نووی کا ہے جن کی اربعین اس سلسلے کی سب سے ممتاز تصنیف ہے۔

اربعین نووی کی تصنیف کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ علامہ نووی کے استاذ ابن الصلاح (م:۶۴۳ھ) نے انہیں ''الاحادیث الکلیة'' کے نام سے احادیث املا کروائیں، جن احادیث کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان پر دین کا مدار ہے۔ ان احادیث کی تعداد ۲۶ تھی۔ علامہ نووی نے ان پر اضافہ کیا اور ان کی تعداد ۴۲ تک پہنچ گئی۔ احادیث کا یہ مجموعہ ''اربعین نووی'' کے نام سے معروف ہے۔

اپنی حسن ترتیب اور مذکورہ امتیازات کے باعث یہ مجموعۂ اربعین عوام وخواص میں قبولیت کا حامل ہے۔ انہی خصائص کی بنا پر اہل علم نے اس کی متعدد شروحات اور حواشی لکھے ہیں۔



اربعین نووی کی بعض عربی شروحات

① الأربعون النووية وشرحها، صاحب المتن الإمام النووی

② شرح ابن دقيق العيد للعلامة تقی الدين أبی الفتح محمد بن علی بن وهب المصری الشهير بابن دقيق العيد (م702ھ)

③ شرح العلامة الشيخ نجم الدين سليمان بن عبد القوی بن عبد الكريم الطوفی الحنبلی (م716ھ)

④ شرح العلامة الشيخ سعد الدين مسعود بن عمر التفتازانی (م791ھ)

⑤ جامع العلوم والحكم فی شرح خمسين حديثًا من جوامع الكلم، امام أبی الفرج عبد الرحمن بن أحمد بن عبد الرحمن السلامی الحنبلی الشهير بابن رجب (م795ھ)

⑥ الفتح المبين بشرح الأربعين، الشيخ أحمد بن حجر الهيتمی المكی (م974ھ)

⑦ المجالس السنية فی الكلام علی الأربعين النووية، الشيخ أحمد بن حجازی الفشنی (م978ھ)

⑧ الجواهر البهية فی شرح الأربعين النووية، الشيخ أبی الفضل محمد ولی الدين بن علی سالم الشبشيری المتوفی سنة (989ھ)

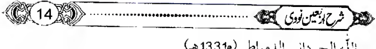
⑨ الفتوحات الوهبية بشرح الأربعين حديثًا النووية، الشيخ إبراهيم بن مرعی بن عطية الشبرخيتی (م 1106ھ)

⑩ (المبين المعين لفهم الأربعين) الشيخ ملا علی بن سلطان بن محمد القاری الحنفی (م1114ھ)

⑪ شرح العلامة الشيخ محمد حياة السندی (م1163ھ)

⑫ عروس الأفراح، الشيخ عبد الله بن محمد النبراوی (م1275ھ)

⑬ الجواهر اللؤلؤية فی شرح الأربعين النووية، الشيخ محمد بن عبد



اللّٰہ الجرداني الدمياطي (م1331ھ)

⑭ شرح الأربعين حديثاً النووية، الشيخ عبد المجيد الشرنوبي (م1348ھ)

⑮ النزهة البهية في شرح أحاديث الأربعين النووية، الشيخ قاسم القيسي

⑯ الشرح الموجز المفيد، الشيخ عبد اللّٰہ بن صالح المحسن المدرس بالجامعة الإسلامية في المدينة النبوية۔

⑰ التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، الشيخ إسماعيل بن محمد الأنصاري (م1317ھ)

⑱ شرح الألفاظ الغريبة في الأربعين النووية، تأليف الشيخ محيي الدين مستو.

⑲ الوافي في شرح الأربعين النووية، الدكتور مصطفى البغا والشيخ محيي الدين مستو.

⑳ المختار في شرح الأربعبن النووية، الشيخ عبد الخالق مسعود.

㉑ المختار من شرح الأربعين النووية، الشيخ محمد أديب الحمود.

㉒ البيان في شرح الأربعين النووية، الشيخ خالد البيطار.

㉓ قواعد وفوائد من الأربعين النووية، الشيخ ناظم بن محمد سلطان

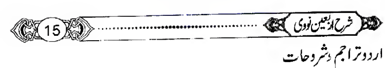
㉔ شرح الأربعين النووية في الأحاديث الصحيحة النبوية، الشيخ محمود بن عبد القادر الأرناؤوط.

㉕ شرح الأربعبن النووية في ثوب جديد، الشيخ عبد الوهاب بن رشيد بن صالح أبو صفية.

㉖ شرح الأربعين النووية، الدكتور محمد بكر زكريا.

㉗ إيضاح المعاني الخفية في الأربعبن النووية، الشيخ محمد تاتاي.

㉘ من مشكاة النبوة شرح الأربعين النووية، للشيخ محمد صالح فرفور.



اردو تراجم و شروحات

① شرح اربعین نووی، ترجمہ وتشریح: پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی (دارالسلام)
② شرح اربعین نووی، ترجمہ وتشریح: پروفیسر ظفر اقبال (نعمانی کتب خانہ، لاہور)
③ ترجمہ وتشریح، مفتی عاشق الٰہی بلند شہری (الفیصل اسلامک پریس، کویت)
④ ترجمہ وتشریح: مولانا امیر الدین مہر (البدر پبلی کیشنز، لاہور)
⑤ ترجمہ وتشریح، شیخ محمد اقبال ایم اے (علمی کتب خانہ، لاہور)

وفات

24 رجب 676ھ کو 54 سال کی عمر میں اپنے مولد نوی ہی میں وفات پائی۔

امام نووی اہل علم کی نظر میں

آپ کے شاگرد ابن العطار آپ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

كان محقّقاً في علمه وفنونه، مُدقّقاً في علمه وكلّ شؤونه، حافظاً لحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، عارفاً بأنواعه كلها، من صحيحه وسقيمه، وغريب ألفاظه وصحيح معانيه، واستنباط فقهه، حافظاً لمذهب الشافعي وقواعده وأصوله وفروعه، ومذاهب الصحابة والتابعين، واختلاف العلماء، ووفاقهم، وإجماعهم، وما اشتهر من ذلك جميعه، وما هُجر، سالكاً في كلّها ذكر طريقة السلف، قد صرف أوقاته كلها في أنواع العلم والعمل، فبعضها للتصنيف، وبعضها للتعليم، وبعضها للصلاة، وبعضها للتلاوة، وبعضها للأمر بالمعروف، والنهي عن المنكر. (تحفة الطالبين:ص٦٤)

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

الامام الحافظ الاوحد القدوة شيخ الاسلام علم الاولياء، صاحب

التصانيف النافعة. (تذكرة الحفاظ:٤ـ١٧٤)

تاج الدین السبکی لکھتے ہیں:

شيخ الْإِسْلَام، أستاذ الْمُتَأَخرين وحجة الله على اللاحقين والداعي إِلَى سَبِيل السالفين ـ كَانَ يحيى رحمه الله سيدا وَحَصُورًا وليثا على النَّفس هصورا وزاهدا لم يبال بخراب الدُّنْيَا إِذا صير دينه ربعا معمورا لَهُ الزّهْد والقناعة ومتابعة السالفين من أهل السّنة وَالْجَمَاعَة والمصابرة على أَنْوَاع الْخَيْر لَا يصرف سَاعَة فِي غير طَاعَة هَذَا مَعَ التفنن فِي أَصْنَاف الْعُلُوم فقها ومتون أَحَادِيث وَأَسْمَاء رجال ولغة وتصوفا وَغير ذَلِك. (الطبقات الشافعية:٨،٣٩٥)

حافظ ابن کثیر نے فرمایا:

العالم العلامة، شيخ المذهب وكبير الفقهاء في زمانه.

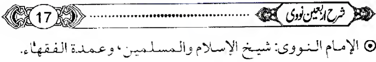
(البداية والنهاية: ١٣،٢٩٤)

ابن ناصر الدین دمشقی نے لکھا ہے:

هو الحافظ القدوة الامام، شيخ الاسلام، كان فقيه الأمة علم الأئمة.(شذرات الذهب: ٦،١٠٠)

آپ کے مفصل حالات اور سیرت وکردار کے لیے درج ذیل کتب دیکھی جاسکتی ہیں:

- تحفة الطالبين فى ترجمة الإمام النووى لابن العطّار
- المنهل العَذب الرَّوِيْ في ترجمة قطب الأولياء النووى للسخاوى.
- المنهاج السوى فى ترجمة الإمام النووى – للإمام جلال الدين السيوطى.



⊙ الإمام النووی: شیخ الإسلام والمسلمین، وعمدة الفقہاء. والمحدثین، للشیخ عبد الغنی الدَّقْر.

⊙ تذکرة الحفاظ و تاریخ الاسلام للذہبی.

⊙ البدایة والنہایة لابن کثیر.

⊙ الطبقات الشافعیة لتاج الدین عبد الوہاب بن تقی الدین السبکی



پیش لفظ

انسان کی زندگی کا سب سے بہترین استعمال یہ ہے کہ اللہ کی کتاب قرآن حکیم اوررسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے میں عمرعزیز کے قیمتی لمحات صرف کئے جائیں۔قرآن پاک کو سمجھنے کے لیے معتبر تفسیروں کا مطالعہ اور احادیث کے فہم کے لیے ان کی تشریحات کا دیکھنا بے حد مفید ہے۔ احادیث رسول کے مجموعے متعدد عناوین سے مرتب کئے گئے ہیں، جامع، سنن، مسند، متدرک، جزء، مستخرج وغیرہ۔ انھی عناوین میں ایک عنوان اربعین کا بھی ہے۔عنوان کے تحت چالیس ایسی احادیث ذکر کی جاتی ہیں جن کو باہم مربوط کرنے والی کوئی قدر مشترک ہوتی ہے مثلا وہ ساری احادیث کسی ایک موضوع پر ہوں یا کسی ایک استاد کی ہوں یا جوامع الکلم میں سے ہوں۔

امام نووی رحمہ اللہ کی زیرنظر اربعین کی احادیث میں قدر مشترک یہ ہے کہ وہ سب ایسی عظیم اور اہم احادیث ہیں جو دین کی اساسیات اور کلی قواعد پر مشتمل ہیں جنھیں اہل علم نے اسلام کا چوتھائی یا تہائی یا آدھا حصہ قرار دیا ہے۔اس مجموعے کی اسی اہمیت کی بنا پر اہل علم میں اسے بڑی پذیرائی ملی اور اس کی پچاسوں شرحیں لکھی گئیں۔اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسے علما اور عوام ہر دو طبقے میں یکساں مقبولیت حاصل ہے،شاید یہ مؤلف کے اخلاص کا نتیجہ اور اسی کی برکت ہے، کیونکہ مقبولیت یقیناً اللہ کی جانب سے ہے جس میں بندوں کی اپنی خواہش وتمنا اور جہد ومشقت کا دخل نہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد الہ بخشندہ

احساء اسلامک سینٹر نے اربعین نووی کی اسی اہمیت کو دیکھتے ہوئے دنیا کی مختلف زندہ

زبانوں میں اس کے ترجمے اور مختصر شرح کی منصوبہ بندی کی۔ اردو زبان میں اس کے ترجمہ وتشریح کی ذمہ داری مجھ ناچیز پر آئی، چنانچہ میں نے اسے اپنے لیے ایک سعادت سمجھا اور بلاتاخیر اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے کام شروع کر دیا، مختلف شروحات سے استفادہ کرتے ہوئے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ ناسپاسی ہوگی اگر استاذ ڈاکٹر بندر بن نافع بن برکات العبدلی کی کتاب (الدرر السنية بفوائد الأربعين النووية) کا ذکر نہ ہو، جس سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

اس شرح کی بعض خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

① ہر حدیث کو نئے صفحے سے شروع کیا گیا ہے اور قول رسول ﷺ کو قوسین میں لکھا گیا ہے تاکہ قاری کے لیے سہولت وآسانی ہو۔

② حدیث کے ترجمہ کے بعد شرح وفوائد کا عنوان دے کر نمبر وار نکات کی شکل میں مسائل ومطالب کو بیان کیا گیا ہے۔

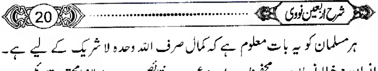
③ قرآنی آیات پر اعراب لگا دیا گیا ہے، نیز سورت کا نام اور آیت نمبر کا حوالہ ذکر کر دیا گیا ہے۔

④ تشریح کے اندر اختصار کے پیش نظر عموماً احادیث کے ترجموں پر اکتفا کیا گیا ہے، لیکن اگر کبھی کسی فائدے کی خاطر عربی متن کا ذکر کیا گیا ہے تو اس پر بھی اعراب لگا دیا گیا ہے۔

⑤ احادیث کی صحت کا پورا خیال رکھا گیا ہے، ضعیف اور موضوع احادیث سے کلی احتراز کیا گیا ہے۔

⑥ عام فہم، سلیس اور سہل ورواں الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، نیز بوجھل ترکیبوں سے پرہیز کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کریم سے امید ہے کہ یہ شرح ان شاء اللہ موجودہ صورت میں فی الحال اردو زبان میں پائی جانے والی تمام شروحات سے ممتاز، متوسط حجم کی سب سے بہترین اور عمدہ شرح ہے جس میں نہ اس قدر اختصار ہے کہ ضروری مطالب بھی نہ آسکیں اور نہ اس قدر تطویل ہے کہ اکتاہٹ پیدا ہو جائے۔

ہر مسلمان کو یہ بات معلوم ہے کہ کمال صرف اللہ وحدہ لا شریک کے لیے ہے۔ انسان نہ خطا ونسیان سے محفوظ ہے اور نہ عیوب ونقائص سے مبرا، لہٰذا محترم قارئین سے گزارش ہے کہ اس شرح کے اندر جو چیز بھی قابل ملاحظہ محسوس فرمائیں، مطلع کر کے مشکور ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے بھی اصل کتاب کی طرح دنیا میں مقبولیت کی نعمت سے سرفراز فرمائے اور آخرت میں میزانِ عمل کو وزنی کرنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین

طالب دعا

عبدالہادی عبدالخالق مدنی

داعی احساء اسلامک سینٹر سعودی عرب

مقدمہ امام نووی رحمہ اللہ

ہر قسم کی حمد وثنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا سنبھالنے والا، تمام مخلوقات کی تدبیر کرنے والا، قطعی دلائل اور واضح براہین کے ساتھ بندوں کی ہدایت اور دین وشریعت کی وضاحت کے لیے رسولوں کا بھیجنے والا ہے۔ میں اس کی تمام نعمتوں پر اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے مزید فضل وکرم کا طالب ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ واحد و قہار اور کریم وغفار اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول، اس کے حبیب وخلیل اور مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔ قرآن مجید عطا فرما کے آپ کو عزت بخشی گئی جو صدیاں گزرنے کے باوجود ایک باقی رہنے والا معجزہ ہے، اور آپ کی احادیث اور سنتیں رشد وہدایت کے متلاشیوں کے لیے مینارۂ نور ہیں، آپ کو جامع کلمات اور آسان دین سے سرفراز فرمایا گیا۔ آپ پر اور تمام نبیوں اور رسولوں پر سلامتی اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اور ان کے آل پر اور تمام نیک بندوں پر۔ امابعد!

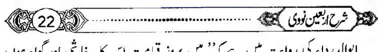
طرقِ کثیرہ اور روایاتِ متنوعہ کے ذریعے سے علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابوالدرداء، ابن عمر، ابن عباس، انس بن مالک، ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کی سندوں سے ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے میری امت کے لیے اس کے دین کے بارے میں چالیس احادیث محفوظ کیں، اللہ تعالیٰ اسے بروز قیامت علماء اور فقہاء کی جماعت میں مبعوث فرمائے گا۔''[1]

ایک روایت میں ہے کہ ''اسے عالم اور فقیہ بنا کر مبعوث فرمائے گا۔''[2]

---

[1] جامع بيان العلم وفضله: ١/ ١٩٧. المجالسة وجواهر العلم ٧/ ١٦٤

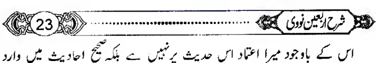


ابوالدرداء کی روایت میں ہے کہ'' میں بروز قیامت اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا''۔[1] اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:''اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہتے ہو داخل ہو جاؤ''[2] ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:''اس کا نام علماء کی جماعت میں لکھا جائے گا اور شہداء کی جماعت میں اس کا حشر ہوگا''[3] مذکورہ حدیث کی بہت سی سندیں ہونے کے باوجود حفاظ حدیث اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں، لیکن علماء نے اس باب میں بے شمار تصنیفات کی ہیں۔ میرے علم کے مطابق سب سے پہلی تصنیف عبداللہ بن مبارک کی ہے، پھر عالم ربانی ابن اسلم طوسی کی، پھر حسن بن سفیان النسوی، ابوبکر آجُری، ابوبکر محمد بن ابراہیم اصبہانی، دارقطنی، حاکم، ابونعیم، ابوعبدالرحمن السلمی، ابوسعید المالینی، ابوعثمان الصابونی، عبداللہ بن محمد انصاری، ابوبکر بیہقی اور ان کے علاوہ متقدمین ومتاخرین میں سے بے شمار لوگوں کی تصانیف ہیں۔

ان ائمہ اعلام اور حفاظ اسلام کی اقتدا کرتے ہوئے میں نے بھی چالیس احادیث جمع کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا۔ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔[4]

---

[1] جامع بيان العلم و فضله: ١/ ١٩٣. [2] حلية الاولياء و طبقات الأصفياء: ٤٢/ ١٨٩. [3] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جَمَعْتُ طُرُقَهٗ فِي جُزْءٍ لَيْسَ فِيْهَا طَرِيْقٌ تَسْلَمُ مِنْ عِلَّةٍ قَادِحَةٍ. ''میں نے اس روایت کے تمام طرق کو ایک جز میں جمع کیا ہے ان میں سے کوئی سند بھی علت قادحہ سے محفوظ نہیں۔'' (التلخيص الحبير: ٣ / ٢٠٢) [4] اللہ تعالیٰ امام نووی پر رحم فرمائے، انھوں نے فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کے جواز پر علما کا اتفاق نقل تو کر دیا، لیکن خود اس پر مطمئن نہیں ہیں اسی لیے فرماتے ہیں کہ میرا اعتماد ان ضعیف احادیث پر نہیں بلکہ فلاں فلاں صحیح احادیث پر ہے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کے جواز میں علماء کا اتفاق ہے ہی نہیں۔ بہت سے اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ کسی ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں خواہ وہ عقیدہ واحکام سے متعلق ہو یا فضائل اعمال سے۔ علامہ ابن حزم، علامہ ابن العربی اور امام خطابی وغیرہ کی یہی رائے ہے اور یہی رائے سب سے زیادہ درست ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اگر ضعیف حدیث فضائل اعمال کی ہو تو چند شرطوں کے ساتھ اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ سخت ضعیف نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ کسی عام دلیل کے تحت داخل ہو۔ (یعنی اس سے ثابت ہونے والا مسئلہ قرآن یا صحیح حدیث سے ثابت ہو) تیسری شرط یہ ہے کہ اس پر عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ نہ رکھا جائے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تاکہ آپ کی جانب کوئی ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ کی بات نہیں ہے، بلکہ احتیاط کا عقیدہ رکھا جائے۔



اس کے باوجود میرا اعتماد اس حدیث پر نہیں ہے بلکہ صحیح احادیث میں وارد نبی ﷺ کے اس فرمان پر ہے:

«لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ»

''تم میں سے حاضر لوگ غائب لوگوں تک پہنچا دیں۔''①

اسی طرح نبی ﷺ کا ایک اور فرمان ہے:

«نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا فَأَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا»

''اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سنی، اسے یاد رکھا پھر جس طرح سنا تھا، اسے پہنچا دیا۔''②

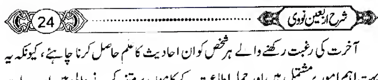
کچھ علماء نے اصولِ دین کی چالیس حدیثیں جمع کی ہیں اور بعض نے فروعِ دین کی، کسی نے جہاد کے موضوع پر جمع کی ہیں اور کسی نے آداب کے اور کسی نے خطبات جمع کئے ہیں اور یہ سب نیک مقاصد ہیں۔ اللہ ان کی کاوشیں قبول فرمائے۔

میں نے ان سب سے زیادہ اہم ایسی چالیس احادیث جمع کرنے کا ارادہ کیا جو ان تمام موضوعات پر مشتمل ہوں اور ہر حدیث دین کا ایک عظیم قاعدہ ہو، جس کے بارے میں علماء نے یہ فرمایا ہو کہ اس پر دین کا مدار ہے یا وہ نصف اسلام یا ایک تہائی اسلام ہے یا اسی طرح کی کوئی اور بات کہی گئی ہو۔

میں نے ان تمام چالیس احادیث میں صحت کا التزام کیا ہے۔ واضح رہے کہ اکثر احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہیں۔ میں نے ان کی سندیں حذف کر دی ہیں تا کہ انہیں یاد کرنے اور ان سے نفع اٹھانے میں باذن اللہ سہولت ہو۔ پھر ایک مستقل باب میں مشکل الفاظ کی شرح کر دی گئی ہے۔

---

① صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، حدیث: ۱۷۳۹، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب تحریم مکة و تحریم صیدها و خلاها و شجرها ... حدیث: ۱۳۵٤. ② (حسن) سنن ابن ماجه، المقدمة، باب من بلّغ علماً، حدیث: ۲۳٦.



آخرت کی رغبت رکھنے والے ہر شخص کو ان احادیث کا علم حاصل کرنا چاہئے، کیونکہ یہ بہت اہم امور پر مشتمل ہیں اور جملہ اطاعت کے کاموں پر متنبہ کرنے والی ہیں اور یہ بات ذرا سا غور کرنے سے ہر شخص پر ظاہر ہوسکتی ہے۔

اللہ ہی پر میرا اعتماد ہے، میں اسی کو اپنے امور سونپتا ہوں اور اسی پر بھروسا کرتا ہوں، ہر قسم کی تعریف اسی کے لیے زیبا ہے اور تمام نعمتیں اسی کی طرف سے ہیں اور توفیق وعصمت بھی اسی کی طرف سے ہے۔

اَلْحَدِيْثُ الْاَوَّلُ (١)

عَنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ».

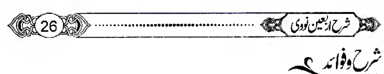
رَوَاهُ إِمَامَا الْمُحَدِّثِيْنَ أَبُوعَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ بَرْدِزْبَهْ الْبُخَارِيُّ وَأَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْقُشَيْرِيُّ النَّيْسَابُورِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي صَحِيحَيْهِمَا اللَّذَيْنِ هُمَا أَصَحُّ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ[1]

[نیت کی اہمیت]

امیر المومنین ابوحفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی، چنانچہ جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کے لیے ہے اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہے تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لیے ہے جس کے لیے اس نے ہجرت کی ہے۔''

(اسے محدثین کے امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن معیرہ بن بردزبہ بخاری اور ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیساپوری نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے جو مصنفہ کتب میں سب سے صحیح ہیں۔)

[1] صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللّٰہ ﷺ، حدیث:١، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب قولہ ﷺ: «انما الاعمال بالنیات»، حدیث: ١٩٠٧



شرح وفوائد

① یہ ایک عظیم حدیث ہے، علما، اس کی صحت وقبولیت پر متفق ہیں۔ امام بخاری نے اسی حدیث سے اپنی کتاب کا آغاز کیا ہے۔

② اس حدیث کے شان ورود کے طور پر ایک قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص مدینے کی ایک عورت سے نکاح کرنا چاہتا تھا، لیکن اس عورت نے ہجرت کے بغیر شادی کرنے سے انکار کردیا، چنانچہ اس شخص نے اس عورت سے نکاح کی خاطر ہجرت کی، اسی بنا پر مہاجر ام قیس کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ حافظ ابن رجب فرماتے ہیں کہ کسی صحیح سند سے اس کی کوئی اصل ہمیں نہیں ملی۔ [1]

③ کوئی عمل نیت کے بغیر نہیں ہوتا، انسان پہلے دل میں نیت کرتا ہے، پھر اس کو عملی شکل دیتا ہے۔ اسی لیے بعض سلف کا قول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں نیت کے بغیر عمل کا مکلّف کرتا تو یہ تکلیف مالا یطاق ہوتی۔ حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اعمال کا صلاح وفساد یا ردوقبول اور ثواب وعقاب نیت کے مطابق ہوتا ہے۔

④ ایک مسلمان کو اپنی نیت کی اصلاح ودرستی کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہنی چاہیے، وہ اپنے ہر عمل میں ایسی ہی نیت کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی قربت اور اس کی جنت نصیب ہونے والی ہو، سلف صالحین کو نیت وا خلاص کی بڑی فکر ہوتی تھی اور وہ اس پر بہت توجہ دیا کرتے تھے۔

⑤ نیت اگر نیک ہو تو مباحات مثلاً کھانا پینا، سونا جاگنا اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا بھی باعث اجر وثواب ہو جاتا ہے۔ آدمی اگر کھاتے اور سوتے ہوئے یہ نیت رکھے کہ اس سے اللہ کی اطاعت کے لیے طاقت حاصل ہوگی اور وہ چست ہو جائے گا تو اس پر بھی ثواب پائے گا۔

⑥ نیت کی دو قسمیں ہیں: ایک اس بات کی نیت کہ وہ کس کی خاطر یہ عمل کرنے جارہا ہے؟ کیا محض اللہ کی خاطر، اگر ایسا ہے تو اسی کا نام اخلاص ہے جس کے بغیر اللہ کے

---

[1] جامع العلوم و الحكم بتحقيق ماهر ياسين الفحل: ۱/ ۷۵.

نزدیک کوئی عمل قابل قبول نہیں۔ اگر کوئی عمل اللہ کی خاطر نہ ہو، بلکہ غیر اللہ کے لیے ہو، کسی بت یا ولی کے لیے ہو یا ریاونمود اور دولت وشہرت وغیرہ کے حصول کے لیے ہوتو وہ عمل اخلاص سے عاری اور شرکیہ ہو جاتا ہے نیز نجات کے بجائے ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے۔نیت کی دوسری قسم وہ ہے جس کے ذریعے سے عبادت اور عادت میں، نیز خود عبادات میں ایک دوسرے سے تمیز ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر غسل کرتے ہوئے بدن کی صفائی کی نیت ہے یا جنابت سے طہارت کی۔ اسی طرح عبادت کرتے ہوئے فرض کی نیت ہے یا نفل کی۔

⑦ نیت کا مقام دل ہے نہ کہ زبان۔ اللہ عزوجل کو دلوں کا حال خوب معلوم ہے، لہٰذا نیت کو زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں، بلکہ لفظی نیت شریعت سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے ایک بدعت ہے۔

⑧ کوئی بات سمجھانے کے لیے مثالیں بیان کرنا جائز ہے جس طرح نبی ﷺ نے مثال بیان کر کے یہ وضاحت فرمائی کہ ایک ہی عمل نیت کے مختلف ہونے کی بنا پر کس طرح گناہ یا ثواب بن جاتا ہے۔

⑨ ہجرت کی تین قسمیں ہیں:

① ہجرت مکانی اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی ملک میں اپنے دینی شعائر آزادانہ طور پر نہ ادا کر سکتا ہو تو اس کو چھوڑ کر ایسے ملک چلا جائے جہاں اسے اس کی آزادی حاصل ہو۔

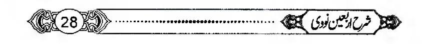
② ہجرت عمل اور وہ یہ ہے کہ آدمی اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَانَهَى اللّٰهُ عَنْهُ»[1]

''مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔''

③ ہجرت عامل یہ ہے کہ بدعتی اور فاسق کو چھوڑ دیا جائے، ان سے ترکِ تعلق کر لیا جائے حتی کہ وہ اپنی بدعت اور نافرمانی سے باز آ جائے، البتہ اگر ان سے میل جول رکھنے سے اپنے قریب کرنا مقصود ہو یا کوئی دینی مصلحت ہو تو ان سے قطع تعلقی نہ کی جائے۔

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده: ٢٠.



اَلْحَدِيْثُ الثَّانِي (٢)

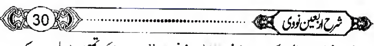
عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ـ اَيْضًا ـ قَالَ: بَيْنَمَا نَحنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «الْإِسْلَامُ: أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا» قَالَ: صَدَقْتَ، فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ» قَالَ: صَدَقْتَ قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ، فَإِنَّهُ يَرَاكَ» قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ» قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا؟ قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ» ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ: «يَا عُمَرُ أَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ؟» قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: «فَإِنَّهُ جِبْرِيْلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الایمان و الاسلام و الاحسان، حدیث:٨.

[دین کے تین مراتب: اسلام، ایمان اور احسان]

عمر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک شخص خوب سفید کپڑوں اور سخت کالے بالوں میں نمودار ہوا، اس پر سفر کے کوئی اثرات نہ تھے اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ وہ نبی ﷺ کے قریب آکر بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھ دیا اور سوال کیا: اے محمد (ﷺ)! مجھے اسلام کے بارے میں بتلایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اگر وہاں تک پہنچنے کی تم میں استطاعت ہے۔'' اس نے کہا: آپ سچ فرماتے ہیں۔ ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ خود سوال کرتا ہے اور خود ہی (جواب کی) تصدیق کرتا ہے۔ اس نے پھر کہا: مجھے ایمان کے بارے میں بتلایئے۔ آپ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔'' اس نے کہا: آپ سچ فرماتے ہیں۔ پھر کہا: مجھے احسان کے بارے میں بتلایئے؟ آپ نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے دیکھ نہیں رہے تو وہ یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا: ''جس سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔'' اس نے کہا: تو اس کی نشانیوں کے بارے میں بتلایئے۔ آپ نے فرمایا: ''لونڈی اپنی آقا (مالکن) کو جنے گی اور تم دیکھو گے کہ ننگے پیر، ننگے بدن، فقیر اور بکریوں کے چرواہے اونچی اونچی عمارتیں بنا کر ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔'' پھر وہ چلا گیا، میں ایک مدت



تک منتظر رہا (پھر ایک دن) نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ پوچھنے والا کون تھا؟'' میں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ جبریل (علیہ السلام) تھے جو تمہیں تمہارے دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔'' (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① یہ حدیث بہت عظیم ہے، ''حدیث جبریل'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے اندر اجمالی طور پر پورے دین کا ذکر ہے اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام تمہیں تمہارا دین سکھلانے آئے تھے۔

② فرشتے کبھی انسانی شکل اختیار کرکے آتے ہیں۔ نبی ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام اکثر اوقات دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آیا کرتے تھے۔

③ طالب علم کو اپنے استاد کے سامنے بڑے ادب واحترام کے ساتھ بیٹھنا چاہیے۔

④ اس حدیث میں اسلام کے پانچ ارکان کا بیان ہے جس کی تفصیل اگلی حدیث میں آرہی ہے۔

⑤ ایمان اور اسلام کے درمیان فرق کیا گیا ہے، اسلام اعضاء وجوارح کے ظاہری اعمال کو کہا گیا ہے جبکہ ایمان میں قلبی اعمال ذکر کئے گئے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب اسلام وایمان کو اکٹھا ذکر کیا جائے تو دونوں الگ الگ مفہوم رکھتے ہیں، لیکن اگر صرف کسی ایک کا ذکر ہو تو اس کے اندر دونوں کا مفہوم شامل ہوتا ہے۔ اسی لیے اہل علم کا قول ہے: ہر مومن مسلمان ہے اور ہر مسلمان مومن نہیں۔ کیونکہ ایمان جس کے دل میں رچ بس جائے گا وہ اسلام کے اعمال ضرور انجام دے گا، لیکن جو شخص اسلام کے ظاہری اعمال انجام دے رہا ہے ضروری نہیں کہ اس کا دل ایمان پر پوری طرح مطمئن ہو۔

⑥ اعمال ایمان میں داخل ہیں، ان کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔

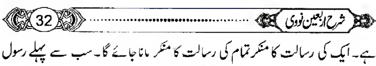
⑦ ایمان کے چھ ارکان ہیں: ① اللہ پر ② اس کے فرشتوں پر ③ اس کی کتابوں پر ④ اس کے رسولوں پر ⑤ یوم آخرت پر ⑥ تقدیر کے اچھے اور برے ہونے پر ایمان لانا۔

ایمان باللہ کے ضمن میں اللہ کے وجود، اس کی ربوبیت والوہیت اور اسماء وصفات پر ایمان لانا داخل ہے۔ یعنی وہ سارے جہان کا پالنے والا ہے، تمام اگلوں پچھلوں کی عبادت کا اکیلا مستحق ہے، ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے، اپنی ہر چھوٹی بڑی مخلوق اور کائنات کے ذرے ذرے کا اسے علم ہے۔ اس کی نظر سے کوئی چیز مخفی نہیں، اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اس کے پیارے پیارے نام اور بلند کمالات ہیں جو اس کے شایانِ شان ہیں، ہم ان پر ویسے ہی ایمان رکھتے ہیں جیسے اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں خبر دی ہے، نہ اس کی کیفیت بیان کرتے ہیں اور نہ مثال، نہ اس کی تاویل کرتے ہیں اور نہ تحریف وتعطیل۔

فرشتوں پر ایمان میں یہ بات شامل ہے کہ وہ اللہ کی ایک مخلوق ہیں، اس کے معزز بندے ہیں، وہ اللہ کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں، کسی بھی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے، نور سے پیدا کئے گئے ہیں، نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، کسی اکتاہٹ کے بغیر شب وروز اللہ کی تسبیح میں مشغول ہیں، وہ اتنی کثیر تعداد میں ہیں کہ ان کی گنتی اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ کچھ فرشتوں کے مخصوص کاموں کا ذکر قرآن وحدیث میں آیا ہے ان پر ایمان بھی فرشتوں پر ایمان کا ایک حصہ ہے۔

کتابوں پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے مختلف زمانوں میں مختلف رسولوں پر بہت سی کتابیں نازل فرمائیں، وہ سب حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔ ان میں کچھ کتابوں کا نام ہمیں معلوم ہے مثلاً تورات، انجیل اور زبور۔ ہم ان پر نام بنام ایمان رکھتے ہیں اور بہت سی کتابوں کا نام معلوم نہیں، ہم ان پر مجملاً ایمان رکھتے ہیں۔ نیز یہ ایمان بھی رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے ذریعے سے تمام سابقہ کتابیں منسوخ ہوگئی ہیں اور قرآن مجید ان سب پر حاکم اور فیصل ہے۔

رسولوں پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ ان کی رسالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے برحق



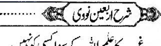
ہے۔ ایک کی رسالت کا منکر تمام کی رسالت کا منکر مانا جائے گا۔ سب سے پہلے رسول نوح علیہ السلام اور سب سے آخری رسول محمد ﷺ ہیں۔ جن نبیوں اور رسولوں کا نام ہمیں معلوم ہے ان پر نام بنام ورنہ اجمالی طور پر ایمان رکھنا ہے، ان سے متعلق ثابت اور صحیح خبروں پر ایمان لانا ہے اور اپنی طرف بھیجے گئے رسول کی شریعت کے مطابق عمل کرنا ہے۔

یوم آخرت پر ایمان کے ضمن میں ان تمام باتوں پر ایمان لانا داخل ہے جو موت کے بعد قبر کے عذاب وآرام، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا، جزاو حساب اور جنت وجہنم وغیرہ سے متعلق قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔

تقدیر پر ایمان اس بات کو شامل ہے کہ اللہ تعالی کو ساری چیزوں کا اجمالی اور تفصیلی علم حاصل ہے، اس نے سب کچھ لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے، اس کی مشیت اور چاہت کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا، نہ کوئی ذرہ اپنی جگہ سے اڑسکتا ہے اور نہ کوئی پتا ہل سکتا ہے۔

⑧ احسان کے لفظی معنی ہیں: کسی کام کو عمدہ اور بہتر انداز میں کرنا۔ اصطلاح میں احسان کی دو قسمیں ہیں: ایک تو اللہ کی عبادت میں احسان جس کا اس حدیث میں ذکر ہے، یعنی اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو وہ یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے۔ یعنی بندہ ایسے شوق ورغبت سے اللہ کی عبادت کرے گویا وہ اللہ کو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور اگر اس کو یہ مقام حاصل نہیں تو یہ یقین لازمی طور پر ہونا چاہیے کہ اللہ تعالی اسے دیکھ رہا ہے۔ احسان کی دوسری قسم یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کے ساتھ معاملات میں حسن سلوک کا رویہ اپنایا جائے، ان سے مسکراہٹ اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملا جائے اور دیگر اعمال خیر انجام دیئے جائیں۔

⑨ قیامت کے قائم ہونے کا متعین وقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: جس سے پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، یعنی وقتِ قیامت کے بارے میں ساری مخلوق کا علم یکساں ہے اور اللہ کے سوا کسی کو اس کی خبر نہیں۔ جو شخص قیامت قائم ہونے کے وقت کے جاننے کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے اور جو اس کے دعوے کی تصدیق کرے وہ گمراہ ہے، کیونکہ یہ غیب دانی کا دعوی ہے اور

غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

⑩ عالم جواب نہ معلوم ہونے پر یہ کہے کہ مجھے معلوم نہیں ،اس سے اس کے مقام ومرتبے میں کوئی کمی نہیں ہوتی بلکہ یہ اس کی دینداری کی دلیل ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے قیامت کے وقت کا علم نہ ہونے پر صاف صاف کہہ دیا کہ جس سے پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

⑪ اس حدیث میں قیامت کی بعض علامات کا بیان ہے۔لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی۔ یعنی فتوحات ہوں گی اور لونڈیاں بڑھ جائیں گی اور ایسے ہی ان کی اولاد بھی ، پھر ماں اپنے آقا کی لونڈی ہوگی اور اس سے ہونے والی اولاد اس کے آقا کے درجے میں ہو گی۔اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لونڈی سے بچی پیدا ہوگی۔گویا اس حدیث میں مال ودولت کی کثرت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔نیز بہت سے اہل علم نے اس حدیث کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ قیامت کے قریب اولاد نافرمان اور خودسر ہو جائے گی اور اپنے والدین کے ساتھ غلاموں جیسا سلوک کرے گی۔

⑫ آپ ننگے پاؤں ، ننگے بدن ،فقیر لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ عمارتوں میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے۔یعنی پست قسم کے لوگ سردار بن جائیں گے اور مال کی اس قدر فراوانی ہو جائے گی کہ اونچی بلڈنگیں اور بلند وبالا عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے میں فخر یہ مقابلہ کریں گے۔

⑬ لوگوں کی ضرورت کے مطابق عالم سے کوئی سوال کرنا بھی تعلیم ہی کا ایک طریقہ ہے، کیونکہ اس واقعہ میں جبریل علیہ السلام نے صرف سوالات کیے تھے پھر بھی نبی ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا کہ وہ تم کو تعلیم دینے کے لیے آئے تھے۔



اَلْحَدِيْثُ الثَّالِثُ (٣)

عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: «بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ ①

| ارکانِ اسلام |

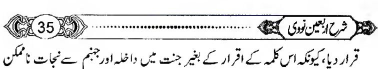
ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: ① اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ ② نماز قائم کرنا ③ زکاۃ ادا کرنا ④ بیت اللہ کا حج کرنا ⑤ رمضان کے روزے رکھنا۔'' (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① اس حدیث میں اسلام کے پانچ ارکان کا بیان ہے۔

② اسلام کا پہلا رکن شہادتین ہے جس کا مطلب ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کو نبی ﷺ نے پہلا رکن

① صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ: ((بني الإسلام على خمس)) حديث: ٨؛ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أركان الإسلام ودعائمه العظام، حديث: ١٦.



قرار دیا، کیونکہ اس کلمہ کے اقرار کے بغیر جنت میں داخلہ اور جہنم سے نجات ناممکن ہے اور کوئی عبادت شہادتین میں مذکور شرطوں کے بغیر مقبول نہیں۔ ایک اخلاص جو لا الہ الا اللہ کا معنی ہے اور دوسری اتباع سنت جو محمد رسول اللہ کا تقاضا ہے۔

③ لا الہ الا اللہ کی شہادت کا مطلب یہ ہے کہ ہر طرح کی عبادت و پرستش کا یکتا و تنہا مستحق اللہ تعالیٰ ہے، وہی سچا اور برحق معبود ہے، اس کے سوا جن کی بھی عبادت کی جاتی ہے وہ جھوٹے معبود ہیں اور ان کی پوجا کرنے والے باطل پرست ہیں۔

④ محمد ﷺ کو رسول ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے حکموں کی اطاعت کی جائے، آپ کی خبروں کی تصدیق کی جائے، آپ کی منع کی ہوئی چیزوں سے اجتناب کیا جائے اور اللہ کی عبادت کا وہی طریقہ اپنایا جائے جو آپ ﷺ کی شریعت میں ہے۔

⑤ نماز قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق انجام دیا جائے، اس کے شروط و ارکان اور واجبات و سنن کا لحاظ کیا جائے اور خشوع وخضوع کے ساتھ دل لگا کر ادا کیا جائے۔ نماز کی پابندی کرنے والے کے لیے بری خوشخبریاں ہیں۔ بروز قیامت سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا جس کی نماز خراب رہی اس کے سارے اعمال خراب ہوں گے۔[1]

⑥ زکاۃ کی ادائیگی کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے مال میں غریبوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے اور زکاۃ کو مستحقین تک پہنچایا جائے۔ زکاۃ کی ادائیگی سے اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور حرص وطمع اور بخل جیسے برے اوصاف سے نفس کو پاکی نصیب ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف زکاۃ نہ ادا کرنے سے دنیا میں قحط سالی پڑتی ہے اور آخرت میں اس مال کی تختیاں بنا کر اور اسے آگ میں تپا کر زکاۃ نہ دینے والے کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ کو داغا جائے گا نیز یہی مال گنجے سانپ کی شکل میں آکر اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور اسے اپنے جبڑوں سے پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال اور تیرا خزانہ ہوں۔[2]

---

① **(صحیح)** سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء أن أول ما يحاسب به العبد يوم القيامه الصلاۃ، حدیث: ٤١٣. ② صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ، حدیث: ١٤٠٣.

⑦ حج کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کی غرض سے حج کے مہینوں میں مکہ مکرمہ کا رخ کیا جائے اور طوافِ کعبہ، صفاومروہ کے درمیان سعی، وقوف عرفہ، مزدلفہ ومنیٰ میں شب گزاری، رمی جمرات اور حلق وتقصیر وغیرہ جیسی مخصوص عبادات بجالائی جائیں۔ ہر تندرست اور استطاعت رکھنے والے مسلمان پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے۔ حج مقبول ایک بہت بڑی سعادت ہے جس کا بدلہ جنت ہی ہے۔① نبی ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: جس نے اس گھر کا حج کیا، نہ کوئی بیہودہ بات کی اور نہ کوئی بُرا کام کیا تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہوکر لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔②

⑧ رمضان کے روزے سے مراد یہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں اللہ کی عبادت کی غرض سے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع، بلکہ روزے کو ختم کردینے والی ہر چیز سے دور رہا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» ”جس نے ایمان اور حصولِ ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“③

④ اسلام کے مذکورہ ارکان میں سے کسی رکن کی فرضیت کا انکار کرتے ہوئے اسے ترک کرنے والا کافر ہو جائے گا، البتہ سستی اور کاہلی سے چھوڑنے والا سخت گناہِ کبیرہ کا مرتکب اور فاسق ہوگا، لیکن ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوگا سوائے نماز کے کہ محققین اہل علم کی ایک معتبر تعداد نے سستی وکاہلی سے بھی نماز چھوڑنے والے کو خارج ازملت قرار دیا ہے۔

صحیح البخاری، کتاب الحج، باب وجوب العمرة وفضلها، حدیث: ۱۷۷۳؛ صحیح مسلم، باب الحج، فضل الحج والعمرة ویوم عرفة حدیث. ۱۳۴۹. ② صحیح البخاری، کتاب الحج، ب فضل الحج المبرور، حدیث ۱۰۶۱؛ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الحج و العمرة: ۱۲. ③ صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب صوم رمضان احتسابا من الایمان، حدیث: ۳۸؛ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح، حدیث: ۷۶۰.



اَلْحَدِيْثُ الرَّابِعُ (٤)

عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ، فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكَتْبِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ [1]

[تخلیق انسانی کے مراحل اور انجام آخرت]

ابوعبدالرحمن، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ایک حدیث بیان فرمائی، آپ سچے بھی ہیں اور آپ کی سچائی تسلیم بھی کی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کی تخلیق کو اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک جمع رکھا جاتا ہے، پھر اتنے ہی دن جمے ہوئے خون کی شکل میں، پھر اتنے ہی دن گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رکھا جاتا ہے، پھر اس کی طرف

[1] صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة، حديث: ٣٢٠٨، صحيح مسلم، كتاب القدر، باب كيفية خلق الآدمي، حديث: ٢٦٤٣.

ایک فرشتے کو بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے۔ اسے چار باتیں لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے: رزق، عمر، عمل اور نیک بخت ہے یا بدبخت۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں! تم میں سے کوئی اہل جنت کا سا عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جنت اور اس کے مابین صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی کتاب (تقدیر) غالب آجاتی ہے اور وہ جہنمیوں کا سا عمل کر کے جہنم میں چلا جاتا ہے اور تم میں سے کوئی شخص جہنمیوں کا سا عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے، پھر اس کی کتاب غالب آجاتی ہے اور وہ اہل جنت کا سا عمل کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔" (اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے)



شرح وفوائد

① ماں کے پیٹ میں بچے کی تخلیق کئی مراحل سے گزرتی ہے۔ چالیس دن نطفے کی شکل میں، پھر چالیس دن خون کے لوتھڑے کی شکل میں، پھر چالیس دن گوشت کی بوٹی کی شکل میں اور ایک سو بیس دن مکمل ہونے کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔

② بچے کی تخلیق کا ان مراحل سے گزرنا اللہ عزوجل کی حکمت سے ہے۔

③ بچے کی تقدیر لکھنے کے لیے اللہ کی جانب سے ایک فرشتہ مقرر ہے۔

④ پیٹ کے بچے پر ایک سو بیس دن گزر جانے کے بعد اسقاط جائز نہیں کیونکہ اتنے دنوں کے بعد اس کے جسم میں جان ڈال دی جاتی ہے اور کسی جان کو ناحق قتل کرنا حرام ہے۔ البتہ اس سے پہلے اسقاط کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے مگر زیادہ راجح یہی ہے کہ وہ بھی جائز نہیں۔ ہاں! اگر اس کے اسقاط میں کوئی شرعی مصلحت ہو یا اسقاط نہ کرنے میں ماں کی صحت کو خطرہ ہو تو اس میں حرج نہیں۔

⑤ روح پھونکے جانے کے بعد جو بچہ پیٹ سے گر جائے اس کو غسل دیا جائے گا اور اس کی تکفین وتدفین کی جائے گی اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ روح پھونکے جانے سے پہلے اسقاط کا یہ حکم نہیں۔

⑥ انسان کی تقدیر اس کی ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دی جاتی ہے، اسے تقدیر عمری کہتے ہیں اور اس سے قبل لوحِ محفوظ میں بھی تقدیر لکھی جا چکی ہے، اسے تقدیر ازلی کہتے ہیں۔ ہر سال شب قدر میں بھی تقدیر لکھی جاتی ہے، اسے تقدیر حولی کہتے ہیں۔

⑦ تقدیر پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اللہ کے تقسیم کردہ رزق پر راضی رہے، کیونکہ وہی اس کی قسمت میں ہے اور اس رزق کی تکمیل کے بغیر اس کی موت نہیں ہو سکتی۔ آدمی دوسروں کی دولت پر نظر نہ رکھے اور نہ بلا ضرورت کسی کے سامنے دست سوال ہی دراز کرے، بلکہ روزی کمانے کے حلال اسباب و ذرائع کو اختیار کرے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: جو پاکدامنی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پاکدامن رکھتا ہے اور جو بے نیازی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔ ①

⑧ ہر انسان کی موت اسی وقت سے مقدر ہے جب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا کہ وہ کس ساعت اور کس جگہ مرے گا۔

⑨ ہر انسان کا عمل اور انجام دونوں تقدیر میں لکھے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی پوچھے کہ پھر عمل کی کیا ضرورت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہی سوال صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ نے اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''عمل کرو کیونکہ ہر شخص کے لیے وہی راستہ آسان ہوگا جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے اگر نیک بخت ہے تو نیک بختوں کا سا عمل اس کے لیے آسان ہوگا اور اگر بد بخت ہے تو بد بختوں کا سا عمل۔ ② اگر آپ اپنے دل میں اللہ کی اطاعت وفرماں برداری کی رغبت پا رہے ہیں تو یہ خوش آئند بات ہے اور اگر اس کے برخلاف کوئی اور حالت ہے تو جلد از جلد اپنے دل کا علاج کریں۔

⑩ قسم کا مطالبہ کیے بغیر قسم کھانا جائز ہے۔ حدیث میں جس بات پر قسم کھائی گئی ہے وہ

---

① صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألة، حدیث: ١٤٧٩، صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل التعفف و الصبر و القناعة، حدیث: ١٠٥٣. ② صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عند القبر و قعود اصحابه حوله، حدیث: ١٣٦٢؛ صحیح مسلم، کتاب القدر، باب خلق الآدمی فی بطن امه، حدیث: ٢٦٤٧.

ایک غیبی چیز تھی، اس لیے قسم کے ذریعے سے اس کی تاکید کی ضرورت تھی۔

⑪ حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بسا اوقات انسان نیک عمل کرنے کے باوجود موت سے پہلے توفیق سے محروم ہو کر جہنم رسید ہو جاتا ہے، لیکن صحیحین ہی کی ایک دوسری حدیث سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اس میں ہے کہ انسان لوگوں کے دیکھنے میں جنتیوں کا سا عمل کرتا رہتا ہے، حالانکہ وہ جہنمی ہوتا ہے اور ایک آدمی لوگوں کے دیکھنے میں جہنمیوں کا سا عمل کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔[①] ''لوگوں کے دیکھنے میں'' کہنے سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ باطن کچھ اور تھا اور اسی باطنی خرابی کی بنا پر اس کا یہ برا انجام ہوا۔

⑫ اس حدیث سے ایک مسلمان کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ سوئے خاتمہ سے ہمیشہ ڈرتا رہے، سدا اپنے دل کو پاک وصاف رکھے اور پوشیدہ گناہوں سے دور رہے کہ ان کا نتیجہ بہت بھیانک ہے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دین پر ثابت قدمی کی دعا کرتا رہے:

«يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلَى دِيْنِكَ»

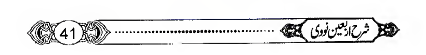
''اے دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنے دین پر جما دے۔''[②]

⑬ جس رب نے ایک انسان کو مختلف مراحل سے گزارتے ہوئے دنیوی زندگی عطا فرمائی، مرنے کے بعد دوبارہ زندگی عطا کرنا اس کے لیے بہت آسان ہے، لہٰذا انسان کو اس رب کے سامنے حاضری کا وقت کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے۔

⑭ اس حدیث میں راہِ حق سے منحرف افراد کے لیے ترغیب موجود ہے کہ وہ اپنی روش کی جلد اصلاح کر لیں، اللہ کا خوف کریں اور گناہوں سے باز آئیں۔ گناہوں کی کثرت کے باوجود اللہ سے ناامید اور مایوس نہ ہوں بلکہ اپنے رب سے اچھا گمان رکھیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہے۔

---

① صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب لایقول فلان شهید، حدیث: ۲۸۹۸؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم قتل الانسان نفسه، حدیث: ۱۱۲۔ ② (**صحیح**) سنن الترمذی، کتاب القدر، باب ما جاء أن القلوب بین اصبعی الرحمن، حدیث: ۲۱٤۰



اَلْحَدِيْثُ الخَامِسُ (٥)

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أُمِّ عَبْدِاللّٰهِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ: «مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ». ①

[بدعت کی مذمت]

ام المؤمنین ام عبداللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے وہ مردود (ناقابل قبول) ہے۔'' (اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے) اور مسلم کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: ''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔''

شرح وفوائد

① یہ حدیث اسلام کا ایک عظیم اصول ہے۔ یہ ہر عمل کے ظاہر کو پرکھنے کے لیے ایک پیمانہ ہے جیسا کہ حدیث: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ»② ہر عمل کے باطن کو پرکھنے کا پیمانہ ہے۔ جس طرح ہر اس عمل کا کوئی ثواب نہیں جس سے اللہ کی رضا مقصود نہیں،

① صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، حدیث: ۲٦۹۷؛ صحیح مسلم، کتاب الاقضية، باب نقض الأحكام الباطلة، حديث: ۱۷۱۸. ② صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، حدیث: ۱.

اسی طرح ہر وہ عمل کرنے والے کے منہ پر مار دیا جائے گا اور قابل قبول نہ ہوگا جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق نہیں۔

② یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ کسی بھی عمل کی قبولیت کے لیے اتباعِ رسول شرط ہے۔

③ یہ حدیث بدعت کے حرام ہونے کی دلیل ہے کیونکہ بدعت دین میں ایجاد کردہ ہر اس عمل کا نام ہے جس کی شریعت میں کوئی اساس نہ ہو۔ نیز نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

«كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ »

''ہر بدعت گمراہی ہے۔''[1]

④ دین اسلام مکمل ہو چکا ہے اور اب اس میں کسی اضافے کی گنجائش نہیں ہے۔

⑤ ہر بدعت مردود ہے لہٰذا بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی تقسیم باطل ہے۔ اور جن لوگوں نے بدعت کی پانچ قسمیں ذکر کی ہیں، واجب، مندوب، مباح، حرام اور مکروہ؛ ان لوگوں کی تقسیم بھی غلط ہے۔

⑥ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ اپنی امت کے لیے نہایت شفیق و مہربان اور ہمدرد و خیر خواہ تھے، اسی بنا پر آپ نے اپنی امت کو ہر اس چیز سے آگاہ اور خبردار کر دیا جو اعمال کی بربادی اور عدم قبولیت کا سبب ہو سکتی ہے۔

---

[1] **(صحيح)** سنن ابو داود، كتاب السنة، باب فى لزوم السنة، حديث: ٤٦٥٧، سنن الترمذى، كتاب العلم، باب ماجاء فى الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، حديث: ٢٦٧٦ وقال: حسن صحيح؛ مسند احمد ٤/ ١٢٦، صححه ابن حبان، حديث: ١٠٢ والحاكم: ١/ ٩٥ ووافقه الذهبى.



اَلْحَدِيْثُ السَّادِسُ (٦)

عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ، لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ [1]

[حلال وحرام اور اصلاحِ قلب]

سیدنا ابوعبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''یقیناً حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ شبہ کی چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے، چنانچہ جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالیا اور جو شبہ والی چیزوں میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ جائے گا جیسے ایک چرواہا کسی محفوظ چراگاہ کے اردگرد چرا رہا ہو تو بہت ممکن ہے کہ چراگاہ کے اندر اس کا ریوڑ چلا جائے۔ خبردار! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے (جس میں دوسروں کا داخلہ ممنوع ہوتا ہے)

[1] صحيح البخاري، كتاب الايمان - باب فضل من استبرأ لدينه، حديث:٥٢ ؛ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب أخذ الحلال و ترك الشبهات، حديث: ١٥٩٩.

خبردار! اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ سن لو! بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہوتو سارا جسم درست رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ جان لو کہ وہ دل ہے۔'' (اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① حلال وحرام کا معاملہ بالکل واضح اور عیاں ہے، کسی سے پوشیدہ نہیں لہٰذا جہاں حرام سے مکمل دوری اختیار کرنا ایک مسلمان کا فریضہ ہے وہیں حلال سے لطف اندوز ہونے کے لیے اسے کوئی رکاوٹ نہیں اور کسی کے لیے یہ جائز اور درست نہیں کہ وہ اللہ کی حلال کردہ کسی چیز کو حرام ٹھہرائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ ①

''کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھ لو۔''

② اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، خرید وفروخت، لین دین اور دیگر معاملات میں ایسے مشتبہ امور کے ذریعے سے آزماتا ہے جن کا حکم اکثر لوگوں کی نظر سے مخفی ہوتا ہے۔ یہ اللہ کی ایک حکمت ہے تاکہ ایک سچے مومن اور ایک خواہش پرست میں تمیز ہو جائے۔

③ اس حدیث میں کہا گیا ہے کہ شبہ کی چیزوں کا حکم اکثر لوگ نہیں جانتے جس کا مفہوم مخالف یہ نکلتا ہے کہ کچھ یعنی علم میں رسوخ رکھنے والے اس کا حکم جانتے ہیں لہٰذا کوئی چیز مشتبہ صرف اسی شخص کے لیے ہے جس کے علم کی رسائی اس کے حکم تک نہیں ورنہ درحقیقت کوئی چیز مشتبہ نہیں۔

---

① ١٦/النحل:١١٦.

④ ایک مسلمان ہمیشہ اپنی عزت وآبرو اور نیک نامی کی حفاظت کرتا ہے اور اسے داغدار کرنے والی تمام چیزوں سے بچتا ہے، اسی بنا پر وہ ایسی چیزوں سے بھی بچتا ہے جن کے حلال یا حرام ہونے میں شبہ ہو، تاکہ دین کو تاہی سے اور اس کی آبرو لوگوں کی عیب گیری سے محفوظ رہے، کیونکہ شبہات کا مرتکب لوگوں کی طعنہ زنی اور عیب جوئی سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور اگر اس سے محفوظ رہے تو کم از کم بدگمانیوں سے تو نہیں بچ سکتا۔

⑤ نبی کریم ﷺ کی تعلیم کا انداز نہایت عمدہ اور بہترین تھا، آپ نے چراگاہ، مویشی اور چرواہے کی مثال دے کر معنی کو ذہنوں سے قریب کر دیا۔

⑥ اللہ تعالیٰ نے اپنی حرام کردہ چیزوں کی حدیں متعین کر دی ہیں تاکہ مسلمان ان کے قریب نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا﴾ [1]

''یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔''

نیز نبی ﷺ کا ارشاد ہے: «اِجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ» [2]

''سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے اجتناب کرو۔''

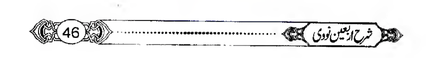
یعنی تم ایک جانب رہو اور یہ چیزیں دوسری جانب رہیں۔

⑦ اعمال کی اچھائی و برائی کا دار ومدار دل کی اصلاح وفساد پر ہے اسی لیے اللہ کے یہاں روزِ قیامت حساب وکتاب دل کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ دنیا میں بھی ظاہری اصلاح باطنی اصلاح کی دلیل مانی جائے گی اور ظاہری فساد باطنی فساد کی دلیل۔

⑧ ایک مسلمان اپنے بدن کی صحت وتندرستی سے کہیں زیادہ اپنے دل کی تندرستی پر دھیان دیتا ہے۔ بغض وکینہ، نفرت وحسد، خیانت وفریب، شک ونفاق، کفر وتکبر اور غفلت جیسی معنوی بیماریوں سے دل کو پاک صاف کرتا ہے، نیز ذکر الٰہی اور کثرتِ استغفار سے اس کی سختی کو نرمی سے بدلتا ہے۔

---

① البقرة ۲: ۱۸۷. ② صحیح البخاري، کتاب الوصایا، باب قول الله تعالیٰ: ﴿إن الذین یأکلون اموال الیتمی﴾ حدیث: ۲۷٦٦.



اَلْحَدِيْثُ السَّابِعُ (٧)

عَنْ أَبِي رُقَيَّةَ تَمِيْمِ بْنِ أَوْسٍ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلدِّينُ النَّصِيحَةُ» قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

[دین خیر خواہی کا نام ہے]

سیدنا ابورقیہ تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دین خیر خواہی کا نام ہے۔'' ہم نے پوچھا: کس کی خیر خواہی کا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمانوں کے حاکموں اور عوام کی۔'' (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① یہ بڑی عظیم الشان حدیث ہے، اس میں پورے دین کو نصیحت وخیر خواہی میں محصور کر دیا گیا ہے، کیونکہ جب تک مسلمانوں میں یہ چیز باقی رہے گی ان کا دین مضبوط و مستحکم رہے گا اور جب یہ چیز ان میں کمزور پڑ جائے گی تو وہ خود بھی زندگی کے تمام میدانوں میں زوال وانحطاط کا شکار اور ضعیف وکمزور ہوتے چلے جائیں گے۔

② نصیحت لغت میں خلوص کے معنی میں آتا ہے۔ جب شہد کو موم سے الگ کر کے خالص شہد بناتے ہیں تو کہتے ہیں: نَصَحْتُ الْعَسَلَ. اور ایسے ہی رفو گری کے معنی میں بھی آتا ہے جب چاکدامنی رفو کرتی ہے تو کہتے ہیں: نصحْتُ الثَّوْبَ۔ نصیحت نہایت

---

① صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحۃ، 55.

جامع لفظ ہے، اردو میں اس کے لیے خیر خواہی کا لفظ کسی قدر مناسب ہے۔

③ اللہ کی خیر خواہی میں مندرجہ ذیل باتیں شامل ہیں:

⊙ اللہ پر ایمان اور اس کی توحید کا صحیح اعتقاد، یعنی وہ اپنی ربوبیت والوہیت اور اسماء وصفات میں یکتا اور بے مثال ہے۔

⊙ اللہ کی شکر گزاری، اس کے حکموں کی بجا آوری اور اس کے ممنوعات سے اجتناب۔ جہاں حکم ہے وہاں سے بندہ غائب نہ ہو اور جہاں ممانعت ہے وہاں بندہ نظر نہ آئے۔ یہی اللہ سے محبت کی علامت ہے۔

⊙ ہر قسم کی عبادت، دعاء، مدد طلبی وفریاد رسی، توکل وانابت، خوف وامید، نذر وقسم وغیرہ خالص اللہ کے لیے کرنا۔

⊙ اللہ کی طرف لوگوں کو بلانا اور اس راہ میں آنے والی ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے گوارا کرنا اور صبر سے کام لینا۔

⊙ اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے نفرت کرنا۔

④ کتاب اللہ کی خیر خواہی میں حسب ذیل امور داخل ہیں:

⊙ اس بات پر ایمان کہ یہ اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جبریل علیہ السلام کے واسطے سے اپنے بندے محمد ﷺ کے دل پر نازل فرمایا ہے۔ اس کے حروف ومعانی سب اللہ کا کلام ہیں، اس کے سارے احکام عدل پر مبنی اور ساری خبریں صدق پر مبنی ہیں۔

⊙ اس کی تلاوت، حفظ، فہم وتدبر اور اس پر عمل کا اہتمام نیز قرآنی علوم کی نشر واشاعت۔

⊙ قرآن حفظ کرنے والوں کی مدد اور ان کی حوصلہ افزائی۔

⑤ رسول اللہ ﷺ کی خیر خواہی مندرجہ ذیل باتوں کو شامل ہے:

⊙ آپ پر ایمان کہ آپ اللہ کے بھیجے ہوئے سچے رسول ہیں، خاتم الانبیاء اور صدق وامانت کے پیکر ہیں۔

⊙ آپ کے حکموں کی تعمیل، آپ کی خبروں کی تصدیق، آپ کی ممنوعات سے اجتناب

اور آپ کی شریعت کے مطابق اللہ کی عبادت کرنا۔

⊙ آپ کی محبت کو اپنی جان و مال اور اہل وعیال کی محبت سے مقدم رکھنا، لیکن محبت کا یہ مفہوم قطعاً نہیں ہے کہ آپ کے بارے میں غلو سے کام لیا جائے اور آپ کو آپ کے مقام سے بڑھا کر اللہ کا مقام و مرتبہ دے دیا جائے کیونکہ خود نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

⊙ آپ کی ذات، آپ کی سنتوں اور آپ کے دین کا دفاع کرنا۔ آپ کو گالی دینے والا اور آپ کو عیب لگانے والا کافر ہے۔ آپ کے دین کو برا کہنے والا کافر ہے۔ آپ کا دین مکمل ہے اور آپ کی سنت کافی ہے۔ سنتوں کو چھوڑ کر بدعتوں کو اختیار کرنا راہِ حق سے انحراف ہے۔

⊙ نبی ﷺ کی حدیثوں اور سنتوں کو عام کرنا۔

⊙ نبی ﷺ کے آل واصحاب کی محبت اور تعظیم وتوقیر کرنا۔

⑥ مسلمانوں کے حاکموں کی خیر خواہی میں درج ذیل امور داخل ہیں:

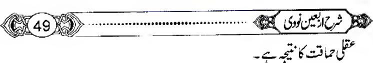
⊙ ان سے حق بیان کر کے ان کو نصیحت کرنا۔

⊙ نیک کاموں میں ان کی اطاعت کرنا، ان کی عیب پوشی کرنا، ان کی مدد کرنا، ان کا دفاع کرنا اور ان کے لیے دعا کرنا۔

⊙ اچھے طریقے سے انہیں ظلم وزیادتی سے محفوظ رکھنا۔

مسلمانوں کے حاکموں کی اطاعت واجب ہے، البتہ جب وہ کسی معصیت کا حکم دیں تو اس وقت ان کی بات نہیں مانی جائے گی، کیونکہ اطاعت صرف نیکی کے کاموں میں ہے اور خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

⊙ لوگوں کے سامنے ان کے عیوب اور ان کے گناہوں کو بیان کرنے سے بچنا، کیونکہ اس میں فتنہ ہے اور ان کی اطاعت سے نکلنے کا ذریعہ ہے نیز لوگوں کا ان کی مذمت اور غیبت میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ ابن عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حجاج جیسے ظالم اور خوں ریز حاکم کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے۔ منبروں پر عوام کے سامنے یا تقریروں میں یا دیگر علمی مجلسوں یا تفریحی محفلوں میں مسلمان حاکموں کے عیوب کا تذکرہ دینی کمی اور



عقلی حماقت کا نتیجہ ہے۔

⑦ عام مسلمان کی خیر خواہی میں مندرجہ ذیل امور داخل ہیں:

⊙ آدمی اپنے مومن بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو خود اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

⊙ مشورہ طلب کرنے پر ایسا خیر خواہانہ مشورہ دے گویا کہ وہ اس کا اپنا معاملہ ہے۔

⊙ کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو سلام کرے اور سلام کا جواب دے، چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے، دعوت دے تو قبول کرے ، بیمار ہونے پر عیادت کرے اور فوت ہونے پر جنازہ میں شریک ہو۔

⊙ ہدیہ وتحفہ لیا دیا کرے، کوئی مسلمان مقروض ہو اور قرض چکانے کی طاقت نہ ہو تو اس کا قرض چکا دے، خود قرضہ واپس لینا ہو تو آسانی دے، مہلت دے یا معاف کر دے۔ بوقت ضرورت اس کی مدد سے منہ نہ موڑے اور لوگوں سے اس کی سفارش کر دیا کرے۔

⊙ اس کی مصیبت پر خوش نہ ہو بلکہ اس کے دکھ درد میں کام آئے، اس کا مذاق نہ اڑائے، اسے حقیر نہ جانے، کسی گناہ پر اسے عار نہ دلائے، نہ اس کی غیبت کرے اور نہ سنے بلکہ اگر کوئی غیبت کرتا ہو تو اپنے مسلمان بھائی کا دفاع کرے۔

⊙ ایک مسلمان کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ اس کے پیغام نکاح پر پیغام دے۔

⊙ گالی نہ دے، تہمت نہ لگائے، عیب جوئی نہ کرے بلکہ عیب پوشی سے کام لے، چغل خوری سے دور رہے اور لگائی بجھائی نہ کرے۔

⊙ نرمی اور خوش خلقی کا برتاؤ کرے، ظلم وستم سے پرہیز کرے اور اذیت رسانی سے بچے۔

⊙ جاہلوں کو تعلیم دے اور غافلوں کو وعظ ونصیحت کرے۔

⊙ ایک مسلمان ساری مخلوق کا ہمدرد اور خیر خواہ ہوتا ہے۔ اسے مسلمانوں ہی کی نہیں بلکہ غیر مسلموں کی بھی خیر خواہی مقصود ہوتی ہے اور ان کی سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں جہنم کی آگ اور شرک وبت پرستی سے نجات دلائی جائے اور یہ نکتہ چونکہ دیگر نکتوں میں شامل ہے اسی لیے اسے حدیث میں خصوصی طور پر ذکر نہیں کیا گیا۔

اَلْحَدِيْثُ الثَّامِنُ (٨)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ ①

مسلمان کے جان و مال کا تحفظ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں، نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کرنے لگیں گے تو مجھ سے اپنے جان و مال کو محفوظ کر لیں گے، سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔'' (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① یہ حدیث عام ہے لیکن قرآن مجید کی ایک آیت اسے خاص کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

① صحيح البخاري، كتاب الايمان، باب فان تابوا و أقاموا الصلاة، حديث:٢٥؛ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لااله الا الله، حديث: ٢٢.

﴿ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ﴾ [1]

''ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے، جو اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام نہیں جانتے، نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں، ان لوگوں میں سے جنھیں کتاب دی گئی ہے، یہاں تک کہ وہ ذلیل وخوار ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔''

لوگوں سے جنگ اس وقت تک واجب ہے جب تک وہ اللہ کے دین میں داخل نہ ہوں یا جزیہ ادا نہ کریں۔

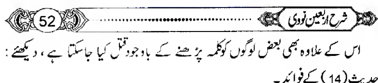
② شہادتین کا فقط اقرار کر لینے سے آدمی مسلمان ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر وہ اسلامی شریعت پر کاربند ہوتا ہے تو اس کے بھی وہی حقوق وفرائض ہیں جو دیگر مسلمانوں کے ہیں، لیکن اگر وہ کسی رکن کو ترک کر دیتا ہے اور ایسے لوگ مل کر اپنا ایک پرشوکت گروہ بنا لیتے ہیں تو ان سے جنگ کی جائے گی۔

③ نماز قائم کرنا اور زکاۃ کی ادائیگی اسلام کا حق ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکاۃ (وہ لوگ جنھوں نے زکاۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا) سے جنگ کے وقت فرمایا تھا: اللہ کی قسم! میں ان سے ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکاۃ کے درمیان فرق کرتے ہیں، کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ ایک رسی، جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے مجھے نہیں دیں گے تو اس کے روکنے پر میں ان سے جنگ کروں گا۔ [2]

④ اسلام قبول کر لینے سے جان ومال محفوظ ہو جاتا ہے سوائے ان حالات کے جس میں اسلام خود اپنے کسی حق کا مطالبہ کرے مثلاً کسی کو ناحق قتل کر دینے یا شادی شدہ ہو کر زنا کر لینے یا اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جانے سے جان کی حفاظت ختم ہو جائے گی۔

---

① 9/التوبة:29. ② صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب أخذ العناق في الصدقة، حديث: 1456؛ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله، حديث: 20.



اس کے علاوہ بھی بعض لوگوں کوکلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کیا جا سکتا ہے ، دیکھئے : حدیث (14) کے فوائد۔

⑤ قیامت کے دن ہر بندے کو اللہ کے سامنے اپنے عمل کا حساب دینا ہوگا، اگر نیکی کر رکھی ہے تو اس کا انجام اچھا ہوگا اور اگر برائی کر رکھی ہے تو اسی لحاظ سے اس کا نتیجہ سامنے آئے گا۔

جو شخص ظاہری طور پر اسلام پر قائم ہو اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کیا جائے گا،اس کے دل اور اندرونی کیفیت سے متعلق کوئی رائے نہیں قائم کی جائے گی، جب تک کہ کسی ظاہری عمل سے اس کے خلاف معلوم نہ ہو جائے۔ اگر وہ منافق ہے تو اس کا حساب بروز قیامت اللہ کے ذمہ ہے۔

اَلْحَدِيْثُ التَّاسِعُ (٩)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ صَخْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ، فَاجْتَنِبُوهُ، وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔ ①

[اطاعتِ رسول اور کثرتِ سوال کی ممانعت]

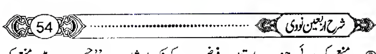
سیدنا ابوہریرہ، عبدالرحمٰن بن صخر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میں تمھیں جس چیز سے منع کردوں اس سے اجتناب کرو اور جس چیز کا حکم دوں اس پر اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو، کیونکہ تم سے پہلے کی امتوں کو ان کے کثرتِ سوالات اور اپنے نبیوں سے اختلاف نے تباہ کرڈالا۔'' (اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی منع کردہ چیزوں سے ہر حال میں بچنا ضروری ہے، کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جن چیزوں سے روکا ہے اس میں بندوں ہی کی مصلحت ہے اور اللہ اپنے بندوں کی مصلحتوں سے خوب واقف ہے۔

---

① صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب و السنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ، حدیث: ٦٧٧٧، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب توقیره، حدیث: ١٣٣٧۔



② ہر منع کی ہوئی چیز سے اجتناب فرض ہے کیونکہ ارشاد ہے: ''جس سے میں منع کر دوں اس سے رک جاؤ۔'' غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہی میں کسی چیز کے ارتکاب کی رخصت نہیں دی گئی جبکہ امر میں استطاعت کی قید لگا دی گئی ہے۔ بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر ممنوعہ چیزوں کے اسباب ومقدمات تک سے بچنا ضروری قرار دیا گیا ہے، مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی﴾ ①

''زنا کے قریب مت جاؤ''

پس زنا تک پہنچانے والی ہر چیز حرام ہے۔

③ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی بجا آوری فرض ہے جب تک کہ اس حکم کو استحباب کی طرف پھیر دینے والی کوئی دوسری دلیل نہ ہو۔

④ اسلام ایک آسان دین ہے، اس کے اندر ایک شخص کو شرعی اوامر واحکام کا اس قدر مکلف کیا گیا ہے جتنی اس کے اندر قدرت واستطاعت ہے۔ اگر کوئی کسی حکم کو پورے طور پر ادا کرنے سے عاجز ہو، یا صرف اس کا بعض حصہ ادا کر سکتا ہو تو اس کے لیے ممکن حد تک عبادت کی ادائیگی کافی ہے۔ مثال کے طور پر وضو کی استطاعت نہ ہو تو تیمم کر لے، کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھے اور بیٹھنے کی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر اشارے سے پڑھ لے۔

⑤ اس حدیث سے زیادہ سوال کرنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے خصوصا اس وقت جب کہ وحی کا نزول ہو رہا تھا اور یہ امکان تھا کہ کسی کے سوال کی بنا پر کسی حلال کو حرام کر دیا جائے اور کسی غیر واجب کو واجب کر دیا جائے۔

ممنوعہ سوالات کی بہت سی قسمیں ہیں، ایک تو یہ کہ ایسے غیبی امور سے متعلق سوال کیا جائے جس کا علم اللہ نے کسی کو نہیں دیا مثلاً قیامت کب آئے گی یا قبر کے عذاب وآرام کی کیفیت کیا ہے؟ یا صفات باری تعالیٰ کی کیفیت سے متعلق سوال کیا جائے تو اس کا جواب

① الاسراء ١٧: ٣٢.

یہ دیا جائے گا کہ جس طرح اللہ کی ذات کسی ذات کے مشابہ نہیں ویسے ہی اس کی صفات کسی کی صفات کے مشابہ نہیں اور ان کی کیفیت وحقیقت کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

وہ سوالات بھی منع ہیں جن کا مقصد تشدد، تعمق اور تنطع ہو۔ حدیث میں ہے:

«هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ۔ قَالَهَا ثَلَاثًا»۔ ①

''غلو اور تکلف کرنے والے ہلاک ہوگئے۔ آپ نے تین بار ارشاد فرمایا۔''

ممنوعہ سوالات میں وہ فرضی سوالات بھی شامل ہیں جو ابھی واقع نہیں ہوئے۔ سلف صالحین اس طرح کے سوالات سخت ناپسند کرتے تھے۔ البتہ دینی مسائل جاننے کے لیے کسی مسئلہ میں اللہ اور اس کے رسول کا حکم معلوم کرنا ضروری ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ②

''اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرلو۔''

رسول اللہ ﷺ کے دور میں جب ایک زخمی شخص نے احتلام ہونے پر غسل کرلیا، جس سے وہ مرگیا، تو آپ نے فرمایا: «اَلَمْ يَكُنْ شِفَاءَ الْعِيِّ السُّؤَالُ»

''کیا جاہل کی شفا سوال کرلینا نہیں ہے؟'' ③

طہارت وصلاۃ، صوم وزکاۃ، حج وعمرہ، خرید وفروخت اور نکاح وطلاق وغیرہ کے مسائل حاجت کے مطابق پوچھ کے سیکھنا فرض ہے۔

⑥ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت دین ودنیا کے خسارے کا باعث ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ④

''سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انھیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آن پڑے یا انھیں کوئی دردناک عذاب آن پہنچے۔''

---

① صحیح مسلم، کتاب العلم، باب هلك المتنطعون، حدیث:٢٦٧٠. ② ١٦/النحل:٤٣.

③ (صحیح) سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة، باب المجدور يتيمم، حديث: ٣٣٧.

④ ٢٤/النور:٦٣.



اَلْحَدِيْثُ الْعَاشِرُ (١٠)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : «إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ، فَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يٰأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا﴾[1] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾[2] ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَبِّ يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ[3]

[حلال روزی کی اہمیت]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی کو قبول فرماتا ہے اور اللہ نے مومنوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے: ''اے رسولو! پاکیزہ رزق کھاؤ اور نیک عمل کرو۔'' نیز ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! ہم نے تمہیں جو روزی دی ہے اس میں سے پاکیزہ رزق کھاؤ''۔ پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبے سفر پر ہے، پراگندہ حال اور غبار سے اٹا ہوا ہے، اپنے دونوں ہاتھ

---

[1] المؤمنون ٢٣: ٥١. [2] البقرة ٢: ١٧٢. [3] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب و تربيتها، حديث: ١٠١٥.

آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور حرام ہی سے اس کی پرورش ہوئی ہے تو اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے!'' (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)



شرح وفوائد

① اللہ تعالیٰ کا ایک نام ''طیب'' ہے یعنی ہر قسم کے عیوب ونقائص سے پاک۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات اور اقوال وافعال میں طیب و پاکیزہ ہے، کہیں کسی قسم کا عیب ونقص نہیں ہے۔

② اللہ تعالیٰ صرف پاکیزہ چیزیں ہی قبول فرماتا ہے خواہ وہ اقوال واعمال ہوں یا صدقات وزکوٰۃ ہو۔ اگر اقوال واعمال شرک وریا وغیرہ سے پاک نہیں تو وہ عنداللہ مقبول نہیں اور اگر صدقات حلال مال سے نہیں بلکہ سود، رشوت، جوا، لاٹری، چوری، غصب یا کسی اور حرام طریقے سے حاصل کردہ ہیں تو ایسے مال کا صدقہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قابلِ قبول نہیں ہے۔

③ رسولوں اور ان کی امتوں کو پاکیزہ رزق کھانے اور عمل صالح کر کے اللہ کا شکر بجالانے کا حکم دیا گیا ہے۔

④ اس حدیث میں دعا کی قبولیت کے چند اسباب ذکر کیے گئے ہیں:

⊙ لمبا سفر: سفر اگرچہ طویل نہ ہو پھر بھی دعا کی قبولیت کا سبب ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''تین دعائیں بلاشک وشبہ قبول ہوتی ہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور اولاد کے لیے والد کی دعا۔''[1] وطن سے دوری اور مشقتیں جھیلنے کی وجہ سے سفر میں انسان پر لاچاری وعاجزی کی کیفیت نمایاں ہوتی ہے اور یہ حالت رب کریم کو بہت پسند ہے۔

⊙ لباس اور شکل وصورت کی پراگندگی اور غبار آلودگی۔

---

[1] (حسن) سنن ابو داود، کتاب الوتر، باب الدعاء بظهر الغيب، حديث: ١٥٣٦.

⊙ آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ اٹھانا: نبی ﷺ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ بہت حیادار اور نہایت کریم ہے۔ جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ اس کی طرف اٹھاتا ہے تو اللہ کو انہیں خالی اور نامراد واپس کرنے سے حیا آتی ہے۔''[1]

⊙ اللہ کے اسماء وصفات کا وسیلہ: حدیث میں ہے کہ وہ شخص یارب یارب کہہ کر اللہ کی ربوبیت کا وسیلہ دے رہا ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ [2]

''اللہ ہی کے اچھے اچھے نام ہیں لہٰذا ان ناموں کے واسطے سے اللہ سے دعا کرو۔''

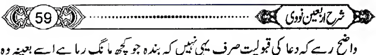
قرآنی دعاؤں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر دعائیں ﴿رَبَّنَا﴾ سے شروع ہوتی ہیں۔

⊙ دعا میں اصرار وتکرار اور عزم وقطعیت: حدیث میں مذکور شخص اپنے مطلوب کا مکمل حریص اور بار بار یارب کہہ کر اصرار کر رہا ہے۔ دعا میں نبی ﷺ کی سنت بھی یہی تھی کہ آپ ایک دعا کو تین تین بار دہرایا کرتے تھے۔[3]

⑤ حدیث میں دعا کی قبولیت میں پائی جانے والی رکاوٹوں میں سے ایک رکاوٹ کا بیان ہے اور وہ ہے حرام کھانا، جو تمام رکاوٹوں میں سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ دوسری رکاوٹ واجبات کو چھوڑنا اور محرمات کا ارتکاب ہے۔[4] تیسری رکاوٹ قبولیت میں جلد بازی کرنا اور کہنا کہ میں نے دعا کی اور میری دعا قبول نہ ہوئی۔[5] چوتھی رکاوٹ گناہ یا رشتے توڑنے کی دعا کرنا ہے۔[6]

---

① **(ضعیف)** سنن ابو داود، کتاب الوتر، باب الدعاء، حدیث: ۱۴۸۸۔ اس کی سند میں جعفر بن میمون ضعیف ہے۔ ② ۷/الاعراف: ۱۸۰. ③ صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب اذا القی علی ظهر قذر: ۲٤۰؛ صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب ما لقی النبی ﷺ من اذی المشرکین و المنافقین: ۱۷۹٤. ④ **(حسن)** سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی الأمر بالمعروف والنهی عن المنکر: ۲۱۶۹. اس حدیث میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ چھوڑ دینے کو قبولیت دعا میں رکاوٹ بتایا گیا ہے۔ ⑤ صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب یستجاب للعبد مالم یعجل: ٦٣٤٥. ⑥ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب بیان انه یستجاب للداعی مالم یعجل: ۹۲/ ۲۷۳۵.



واضح رہے کہ دعا کی قبولیت صرف یہی نہیں کہ بندہ جو کچھ مانگ رہا ہے اسے بعینہ وہ چیز مل جائے بلکہ اس کے دوسرے بھی انداز ہیں جو حدیث میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''زمین پر جب کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ اسے وہ چیز عطا فرما دیتا ہے یا اسی جیسی کوئی مصیبت ٹال دیتا ہے بشرطیکہ اس نے گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کی ہو۔''

ایک شخص نے کہا: تب تو ہم بہت دعا کریں گے۔

آپ نے فرمایا: ''اللہ بہت دینے والا ہے۔'' ①

مستدرک حاکم کی روایت میں قبولیت کا ایک اور انداز مروی ہے۔ وہ یہ کہ ''اللہ تعالیٰ اسی جیسا اجر و ثواب اس کے لیے ذخیرہ فرما دیتا ہے۔'' ②

---

① **(حسن)** سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب في انتظار الفرج و غير ذلك، حديث: ٣٥٧٣.

② **(حسن)** المستدرك للحاكم: ١/ ٤٦٣؛ مسند احمد: ٣/ ١٨، حديث: ١١١٥٠- مشكاة بتحقيق حافظ زبير على زئي رحمه الله، حديث: ٢٢٥٩



اَلْحَدِيْثُ الْحَادِي عَشَرَ (١١)

عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ سِبْطِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرَيْحَانَتِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: «دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ». رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. ①

[شبہات سے اجتناب]

رسول اللہ ﷺ کے نواسے حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ بات یاد کر رکھی ہے: ''شبہ میں ڈالنے والی چیز کو چھوڑ کر وہ چیز اپناؤ جو مشتبہ نہ ہو۔'' (اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے)

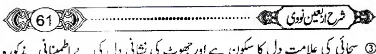
شرح وفوائد

① حدیث میں مشکوک اور مشتبہ چیزوں کو چھوڑ کر ایسے امور اپنانے کا حکم ہے جو شک وشبہ سے بالا ہیں تاکہ دل اضطراب و بے چینی کا شکار نہ ہو خواہ دنیاوی امور ہوں یا اخروی۔

② آدمی کوئی کام کرنے سے پہلے اس کے متعلق پختہ علم حاصل کر لے تاکہ کسی قسم کا شک اور تردد باقی نہ رہے اور کام کر لینے کے بعد ندامت اور پچھتاوے کی نوبت نہ آئے۔

---

① **(صحیح)** سنن الترمذي، كتاب صفة القيامة، باب حديث اعقلها وتوكل، حديث: ٢٥١٨؛ سنن النسائي، كتاب الأشربة، باب الحث على ترك الشبهات، حديث: ٥٧١٤؛ وصححه ابن خزيمة، حديث: ٢٣٤٨ وابن حبان، حديث: ٥١٢ والحاكم: ٢/ ١٣ ووافقه الذهبي.



③ سچائی کی علامت دل کا سکون ہے اور جھوٹ کی نشانی دل کی بے اطمینانی۔ مذکورہ روایت کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں: «فَإِنَّ الصِّدْقَ طَمَأْنِينَةٌ وَالْكِذْبَ رِيْبَةٌ» ''کیونکہ سچائی باعث اطمینان ہے اور جھوٹ باعث شک ہے۔''



اَلْحَدِيْثُ الثَّانِيْ عَشَرَ (١٢)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ» حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ ①

[غیر متعلق امور سے اجتناب]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ جس معاملے سے اس کا تعلق نہیں اسے چھوڑ دے۔'' (یہ حدیث حسن ہے اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① لایعنی قول وعمل ترک کر دینے سے آدمی کے اسلام میں خوبی اور بہتری پیدا ہو جاتی ہے،اس طرح وہ اپنے وقت اور زبان کی حفاظت کر لیتا ہے اور سکون واطمینانِ قلب پا لیتا ہے۔

② لایعنی چیزوں سے مراد وہ اقوال واعمال ہیں جو آدمی سے غیر متعلق ہوتے ہیں، اپنے سے غیر متعلق امور میں دخل اندازی سے ہی سارے مسائل کھڑے ہوتے ہیں، اگر آدمی ان غیر متعلق امور سے کنارہ کش ہو کر اپنے متعلق امور میں لگ جائے تو

---

① (**ضعیف**) سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فیمن تکلّم فیما لا یعنیه، حدیث: ٢٣١٧؛ سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب کف اللسان فی الفتنة، حدیث: ٣٩٧٦ اس کی سند میں 'قرۃ' نامی راوی ہے، جسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔

فضولیات سے بچ کر نفع اٹھانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

③ لایعنی امور کو چھوڑ کر آدمی ان چیزوں کو اپنی مشغولیت بنائے جو اس کے لیے دین و دنیا دونوں میں مفید اور نفع بخش ہوں۔ وہ ایسی ہی چیزوں کے لیے اپنا پورا وقت اور اپنی پوری محنت صرف کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''طاقتور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے زیادہ بہتر اور زیادہ محبوب ہے۔ اور ہر ایک میں بھلائی ہے۔ اپنے لیے نفع بخش چیزوں کی حرص رکھو، اللہ سے مدد طلب کرو اور عاجز بن کے نہ رہو۔''[1]

[1] صحیح مسلم، کتاب القدر، باب الایمان بالقدر و الاذعان له، حدیث: ٢٦٦٩.



اَلْحَدِيْثُ الثَّالِثَ عَشَرَ (١٣)

عَنْ أَبِي حَمْزَةَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ ①

[اخوّتِ اسلامی]

خادم رسول، ابوحمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① ایمان کو مکمل کرنے والی ایک خصلت یہ ہے کہ آدمی اپنے مومن بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو خود اپنے لیے پسند کرتا ہے اور ان باتوں کو ناپسند کرے جو خود اپنے لیے ناپسند کرتا ہے۔ یہی ایمانی اخوت کا تقاضا ہے۔

② اگر کوئی شخص اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو خود اپنے لیے پسند کرتا ہے تو ہمیشہ اس کا دل بغض و کینہ اور حسد سے محفوظ رہے گا، کیونکہ یہ برے اوصاف پیدا ہی اس لیے ہوتے ہیں جب آدمی خود کو دوسروں سے ممتاز اور برتر رکھنا چاہتا ہے اور دوسروں

① صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان أن یحب لاخیه ما یحب لنفسه: ١٣؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی أن من خصال الایمان، حدیث: ٤٥.

کو اپنے برابر دیکھنا نہیں چاہتا۔

③ جس شخص سے مذکورہ صفت ختم ہو جائے اس کے ایمان میں کمی ہو جاتی ہے۔ ایک مسلمان آدمی ہمیشہ ان چیزوں کی تلاش میں رہتا اور انہیں اختیار کرتا ہے جس سے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے اور ایسی چیزوں سے اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے جو ایمان کی کمی کا باعث ہوتی ہیں۔

④ اگر مسلمان اس حدیث کے مضمون کو اپنے معاشرے میں نافذ کرلیں تو ایک بے مثال، بے داغ اور قابل رشک معاشرہ وجود میں آ جائے گا جو اس حدیث کے مصداق ہو گا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ باہمی محبت وشفقت میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ اگر ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا بدن بخار اور بیداری کے ساتھ تڑپ جاتا ہے۔[1]

⑤ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے یعنی اطاعت وبندگی سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور معصیت ونافرمانی سے ایمان میں کمی ہوتی ہے۔ یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

---

① صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمة الناس و البهائم، حدیث ٦٠١١؛ صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة، باب تراحم المؤمنین و تعاطفهم و تعاضدهم، حدیث ٢٥٨٦



اَلْحَدِيْثُ الرَّابِعَ عَشَرَ (١٤)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ ①

[حرمت خونِ مسلم]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تین صورتوں کے علاوہ کسی مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں: جو شادی شدہ ہو کر زنا کرلے، جان کے بدلے جان اور اپنے دین اسلام سے مرتد ہو کر مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہونے والا۔'' (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① حدیث میں مذکور تین حالات کے سوا مسلمان کا خون معصوم اور محترم ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان و مال اور عزت وآبرو سب کچھ حرام ہے۔ ②

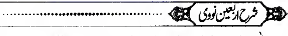
کسی مومن کو ناحق قتل کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ

---

① صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب قوله تعالى: ﴿و الأذن بالأذن...﴾، حديث: ٦٤٨٤

② صحيح مسلم، كتاب البر و الصلة، باب تحريم ظلم المسلم و خذله، حديث: ٢٥٦٤

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهُ وَ اَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴾ [1]

''اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

② اگر کوئی شخص کسی کو جان بوجھ کر حق قتل کر دے تو اس کے بدلے میں اسے بھی قتل کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ﴾ [2]

''اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے۔''

حدیث کے عموم (جان کے بدلے جان) سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ ایک یہودی نے ایک لڑکی کو قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی کو اس لڑکی کے عوض قتل کر دیا۔ [3] البتہ کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: « لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ » [4] ''کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔'' لیکن اگر کافر ذمی یا معاہد یا مستأمن ہے تو اس کی دیت ادا کرنی ہوگی اور وہ مسلمانوں کی دیت کا نصف ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«دِيَةُ الْمُعَاهِدِ نِصْفُ دِيَةِ الْحُرِّ»

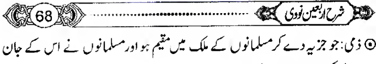
''معاہد کی دیت، آزاد مسلمان کی دیت سے آدھی ہوتی ہے۔'' [5]

واضح رہے کہ کفار کی چار قسمیں ہیں:

⊙ حربی: جو مسلمانوں سے جنگ کی حالت میں ہو۔

---

① ٤/النساء:٩٣. ② ٢/البقرة: ١٧٨. ③ صحيح البخاري، كتاب الديات، باب قتل الرجل بالمرأة: ٦٨٨٥. ④ صحيح البخاري، كتاب العلم، باب كتابة العلم، حديث. ١١١. ⑤ (**حسن**) سنن ابي داود، كتاب الديات، باب في دية الذمي، حديث: ٤٥٨٣؛ سنن ابن ماجه، كتاب الديات، باب دية الكافر، حديث: ٢٦٤٤؛ سنن النسائي، كتاب القسامة، باب كم دية الكافر، حديث: ٤٨١٠؛ مسند احمد: ٢/ ٢١٧.



⊙ ذمی: جو جزیہ دے کر مسلمانوں کے ملک میں مقیم ہو اور مسلمانوں نے اس کے جان و مال کی حفاظت کا وعدہ کیا ہو۔

⊙ معاہد: جس کا قیام اس کے اپنے ملک میں ہو لیکن اس سے جنگ بندی کا معاہدہ ہو۔

⊙ مستامن: جس سے مسلمانوں نے کوئی عہد و پیمان نہ کیا ہو، البتہ ایک متعین وقت تک اسے امان دی گئی ہو مثلاً کوئی حربی کافر تجارت وغیرہ کی غرض سے امان طلب کر کے مسلمانوں کے ملک میں داخل ہو تو جس مدت تک اسے امان دی گئی ہے وہ مستأمن ہے۔ ذمی، معاہد اور مستامن کو قتل کرنا جائز نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی ذمی کو ناحق قتل کرے، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام فرمادی ہے۔''[1]

③ جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے اس کا خون حلال ہے اور اس کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ماعز، غامدیہ، دو یہودیوں اور ایک عورت کو رجم فرمایا ہے۔

④ جو شخص دین اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جائے اور ارتداد اختیار کر لے اس کا خون حلال ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو اپنا دین تبدیل کر دے اسے قتل کر دو۔''[2] البتہ اسے سمجھا کر توبہ کرنے اور دوبارہ مسلمان ہو جانے کی دعوت دی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کر لی اور دوبارہ اسلام میں واپس پلٹ آیا تو اسے معاف کر دیا جائے گا، کیونکہ توبہ کے بعد وہ مرتد نہیں رہا وہ اپنے کفر پر مصر رہا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

حدیث میں مذکور تین خصلتوں کے سوا چند خصلتیں اور بھی ہیں جن کی بنا پر ایک مسلمان کا خون حلال ہو جاتا ہے۔ جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

⊙ لواطت (اغلام بازی): نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی کو قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔''[3]

---

① (**صحیح**) سنن النسائی، کتاب القسامة والقود والدیات، باب تعظیم قتل المعاهد، حدیث: ٤٧٥١؛ سنن ابو داود، کتاب الجهاد، باب فی الوفاء للمعاهد وحرمة ذمته، حدیث: ٢٧٦٠.

② صحیح البخاری، کتاب الجهاد، و السیر، باب لا یعذب بعذاب اللّٰه، حدیث: ٣٠١٧

③ (**حسن**) سنن ابو داود، کتاب الحدود، باب فیمن عمل عمل قوم لوط، حدیث: ٤٤٦٢؛ سنن ترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فی حد اللوطی، حدیث: ١٤٥٦؛ سنن ابن ماجه، کتاب الحدود، باب من عمل عمل قوم لوط، حدیث: ٢٥٦١

- اپنی محرم رشتہ دار عورت سے زنا: ایک شخص نے اپنے باپ کی بیوی سے شادی کر لی تھی تو نبی ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ ①
- جادو کرنا: سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جادوگر کی سزا یہ ہے کہ اسے تلوار سے مار دیا جائے۔'' ②
- دوسرا خلیفہ: ایک خلیفہ کی موجودگی میں اگر کوئی دوسرا شخص خلافت کا دعویٰ کر بیٹھے تو اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''جب دو خلفا سے بیعت کر لی جائے تو ان میں سے دوسرے کو قتل کر دو۔'' ③

دوسری روایت میں ہے: ''اگر تمہارے پاس کوئی شخص اس حال میں آئے کہ تمہارا معاملہ ایک شخص پر متحد ہے اور وہ تمہارا شیرازہ منتشر اور تمہاری جماعت کو متفرق کرنا چاہتا ہے تو اس کو قتل کر دو۔'' ④

- زمین میں فساد پھیلانا۔ اس کی سزا قتل، پھانسی، جلا وطنی یا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پیر کاٹ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

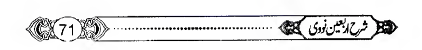
﴿إِنَّمَا جَزَآؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ ⑤

---

① **(صحيح)** سنن الترمذی، كتاب الاحكام، باب فیمن تزوج امرأة ابیه، حدیث: ١٣٦٢؛ ابن ماجه كتاب الحدود، باب من تزوج امرأة أبيه من بعده، حديث: ٢٦٠٧؛ سنن ابی داود، كتاب الحدود، باب فی الرجل یزنی بحریمه، حدیث: ٤٤٥٧؛ صحيح ابن حبان، حديث: ١٥١٦ والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٩١ ووافقه الذهبی۔ ② **(ضعيف)** سنن الترمذی، كتاب الحدود، باب ما جاء في حد الساحر، حدیث: 1460۔ یہ مرفوع روایت اسماعیل بن مسلم کی وجہ سے ضعیف ہے۔ البتہ جندب رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ موقوفاً ثابت ہے۔ سنن الدارقطنی: ٣/ ١١٦، حديث: ٣١٨٠۔ اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی جادوگر کے لیے یہی سزا ثابت ہے۔ دیکھیے سنن ابی داود، كتاب الخراج، باب فی اخذ الجزیہ من المجوس، حديث: ٣٠٤٣۔ ③ صحيح مسلم، كتاب المغازی، باب اذا بويع الخليفتين، حديث: ١٨٥٣۔ ④ صحيح مسلم، كتاب المغازی، باب حكم من فرق أمر المسلمين وهو مجتمع، حديث: ١٨٥٢۔ ⑤ المآئدة: ٣٣۔



''جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں، سولی چڑھا دیئے جائیں مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے، یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔''



اَلْحَدِيثُ الْخَامِسَ عَشَرَ (١٥)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ [1]

[ایمان کے بعض خصائل]

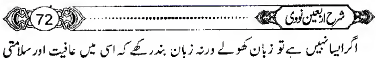
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کا احترام کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔'' (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① حدیث میں مذکور ایمانی خصلتیں حقوق العباد سے متعلق اور مکارم اخلاق کی جامع ہیں۔
② اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کا ایک تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اچھی بات کہے یا چپ رہے یعنی جب مسلمان آدمی کوئی بات بولنا چاہے تو اس کے نتیجہ پر غور کرے، کیا اس میں کوئی ضرر یا فساد یا خرابی ہے اور کیا یہ بات آدمی کو کسی حرام یا مکروہ تک لے جاتی ہے؟

---

① صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، حدیث: ٦٤٧٥؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی إکرام الجار والضیف ولزوم الصمت إلا عن الخیر، حدیث: ١٧٣.



اگر ایسا نہیں ہے تو زبان کھولے ورنہ زبان بند رکھے کہ اسی میں عافیت اور سلامتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے اور اس سے متعلق قرآن وحدیث میں بڑی تاکید آئی ہے۔ ایک حدیث میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے: ''بے شک بندہ لا پروائی میں اللہ کی رضا کا ایک کلمہ بولتا ہے، اللہ تعالی اس کے ذریعے اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے۔ اور بے شک بندہ لا پروائی میں اللہ کی ناراضی کا ایک کلمہ بولتا ہے اور اس کی وجہ سے جہنم کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔''[1]

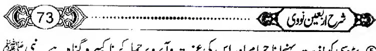
③ بے فائدہ کثرت کلامی اور بسیار گوئی بری چیز ہے۔ کیونکہ جو زیادہ باتیں کرتا ہے زیادہ غلطیاں کرتا ہے اور جو زیادہ غلطیاں کرتا ہے اس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اور جس کے گناہ زیادہ ہوں وہ جہنم کا زیادہ حقدار ہے۔

④ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ پڑوسی کی عزت واکرام کی جائے۔ پڑوسی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا، اس کی خیر وعافیت دریافت کرنا، بیمار ہونے پر عیادت کرنا، ضرورت کے وقت کام آنا، اس کے رازوں کی حفاظت کرنا، اس کی عزت وآبرو کا دفاع کرنا، موقع بموقع تحفے تحائف دینا، ضرورت مند ہو تو صدقہ وخیرات سے اس کا خیال رکھنا۔ یہ سب پڑوسی کے حقوق ہیں جن کی نگہداشت ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! جب تم شوربہ پکاؤ تو اس کا پانی بڑھا دو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو۔''[2] نیز نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''جبریل علیہ السلام مجھے برابر پڑوسی سے متعلق نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ آپ اسے وراثت میں بھی شریک کر دیں گے۔''[3]

---

① صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، حدیث: ٦٤٧٨، صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب حفظ اللسان، حدیث: ٢٩٨٨. ② صحیح مسلم، کتاب الادب، باب الوصیة بالجار والإحسان إلیه، حدیث: ١٤٣/ ٢٦٢٥. ③ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الوصاة بالجار، حدیث: ٦٠١٤؛ صحیح مسلم، کتاب الأدب، باب الوصیة بالجار و الإحسان إلیه، حدیث: ١٤١/ ٢٦٢٥.



⑤ پڑوسی کو اذیت پہنچانا حرام اور اس کی عزت وآبرو پر حملہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کسی کو اللہ کا ہمسر بنانا حالانکہ اس نے تمہیں کو پیدا کیا ہے۔'' پوچھا گیا: اس کے بعد کون سا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے بچے کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ وہ تمہارے کھانے میں شریک ہوگا۔'' پوچھا گیا: پھر کون سا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔''①

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ» قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ»

''اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں'' دریافت کیا گیا: کون؟ اے اللہ کے رسول! تو آپ نے فرمایا: ''جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ رہیں۔''②

پڑوسی کی عیب گیری اور مذمت، اس کے ساتھ گالی گلوچ، اسے برا بھلا کہنا اور اس کی دولت وجائداد پر غاصبانہ قبضہ وغیرہ بھی اسلامی شریعت میں حرام ہیں کیونکہ یہ سب پڑوسی کو اذیت پہنچانے کی مختلف صورتیں ہیں۔

⑥ آپ کا قریب ترین پڑوسی وہ ہے جس کا دروازہ آپ سے سب سے زیادہ قریب ہو۔

⑦ واضح رہے کہ پڑوسیوں کی تین قسمیں ہیں: ⊙ کافر پڑوسی ⊙ مسلمان پڑوسی ⊙ مسلمان رشتہ دار پڑوسی۔ اگر پڑوسی کافر ہے تو اسے صرف پڑوس کا حق ہے اور اگر مسلمان ہے تو اس کا اسلام اور پڑوس کی وجہ سے دہرا حق ہے اور اگر رشتہ دار بھی ہے تو وہ تہرے حقوق کا مستحق ہے۔

---

① صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب قوله تعالى [فلا تجعلوا لله اندادا وانتم تعلمون]: حديث: ٤٤٧٧؛ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان كون الشرك اقبح الذنوب و بيان اعظمها بعده، حديث: ٨٦. ② صحيح البخاري، كتاب الادب، باب اثم من لا يأمن جاره بوائقه، حديث: ٦٠١٦.

⑧ مہمان نوازی واجب ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

«وَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ» قَالَ: وَمَا جَائِزَتُهُ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: «يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، وَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ»

''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی دستور کے موافق ضیافت کرے۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! دستور کے مطابق ضیافت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایک دن اور ایک رات۔ میزبانی تین دن کی ہے اور اس کے بعد مہمان پر جو کچھ خرچ کیا جائے وہ صدقہ ہے، کسی مہمان کے لیے جائز نہیں کہ میزبان کے پاس گنہگار کر دینے کی حد تک ٹھہر جائے۔''[1]

[1] صحیح البخاری، کتاب الادب، باب اکرام الضیف و خدمته ایاه بنفسه، حدیث: ٦١٣٥، صحیح مسلم، کتاب اللقطة، باب الضیافة و نحوها، حدیث ١٥/ ٤٨

اَلْحَدِيْثُ السَّادِسَ عَشَرَ (١٦)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَوْصِنِي، قَالَ: «لَا تَغْضَبْ» فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: «لَا تَغْضَبْ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

[غصے کی ممانعت]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے وصیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔'' اس نے اپنی بات کئی بار دہرائی تو بھی آپ نے فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔'' (اسے بخاری نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① جوشِ انتقام سے دل کا خون کھولنے کا نام غصہ ہے۔ نبی ﷺ نے سائل کو بار بار غصہ نہ کرنے کی تاکید فرمائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ ہر برائی کی جڑ ہے اور اس سے بچنا ہر نیکی کی اساس ہے۔ غصہ ہی کی بنا پر کتنے لوگ بے جا گالی گلوچ، تہمت تراشیاں، قطع تعلقی، طلاق وخلع اور ناحق قتل وخون کے مرتکب ہو جایا کرتے ہیں، غصہ روک کر آدمی ان ساری برائیوں سے بچ سکتا ہے۔

② نبی ﷺ کا فرمان دو عظیم باتوں پر مشتمل ہے:

⊙ اسباب کو اختیار کرنے کا حکم، بہترین اخلاق اپنانے کی مشق، حلم و بردباری، صبر وتحمل، نفس پر قابو اور قولی اذیتوں کو برداشت کرنے کی صفت پیدا کرنا۔ اگر بندے کو ان اعلیٰ اوصاف کی توفیق مل جائے تو جب بھی غصے کا وقت آئے گا وہ اپنے اچھے اخلاق، صبر

[1] صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، حديث: ٦١١٦.

وضبط اور عاقبت اندیشی کی بنا پر غصہ پی جائے گا۔

- غصہ آجانے کے باوجود اس کے تقاضے پر عمل نہ کرنا۔ عموماً انسان کو غصہ روکنے کی قدرت نہیں ہوتی البتہ غصے کے تقاضوں کو روکنے کی اسے بہر حال قدرت ہوتی ہے، لہٰذا ایسے تمام اقوال واعمال سے پرہیز کرنا ضروری ہے جن پر غصہ آمادہ کرتا ہے اور اسلامی شریعت نے انہیں حرام قرار دیا ہے۔
- غصے کا علاج غصہ آنے سے پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کو صبر وتحمل کا عادی اور پابند بنائے۔

③ غصہ آنے کے بعد غصے کا علاج مندرجہ ذیل ہے۔

- غصہ پی جانے کی فضیلت کو یاد کرنا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [1]

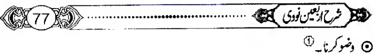
''غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔''

حدیث میں ہے: ''پہلوان وہ نہیں جو پچھاڑ دے، حقیقی پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے۔'' [2] بہادری جسمانی قوت سے نہیں بلکہ دماغی قوت سے ہوتی ہے، جو شخص حالت غضب میں بھی اپنے آپ کو حق کا پابند رکھتا ہے وہی دراصل بہادر ہے۔

- شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرنا۔ أعوذ باللّٰه من الشيطان الرجيم پڑھنا۔ [3]

---

① ٣/ال عمران: ١٣٤. ② صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، حديث: ٦١١٤؛ صحيح مسلم، كتاب الأدب، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب وبأي شيء يذهب الغضب، حديث: ١٠٧/ ٢٦٠٩. ③ صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، حديث: ٦١١٥؛ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب، حديث: ٢٦١٠.



- وضو کرنا۔[1]
- موجودہ حالت وہیئت کو بدلنا یعنی اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہے تو لیٹ جائے۔[2]

④ غصے کے معاملے میں انسانوں کی تین قسمیں ہیں:

- جو اس قدر غضبناک ہو جاتے ہیں کہ ہوش وحواس کھو بیٹھتے ہیں اور انہیں اپنے قول وفعل تک کا شعور واحساس نہیں رہتا۔
- جو کسی بھی بات پر غصہ نہیں ہوتے، خواہ بڑی سے بڑی بات ہو جائے۔
- جو بوقت ضرورت غصہ ہوتے ہیں اور سبب ختم ہونے پر ان کا غصہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

یہ تیسری حالت سب سے مناسب اور موزوں ہے۔

⑤ غصہ اگر دنیوی اسباب کی بنا پر ہے تو قابل مذمت ہے لیکن اگر اللہ کے لیے اور حق کی خاطر ہے تو قابل مدح ہے، چنانچہ قرآن مجید میں شرک کو دیکھنے پر موسیٰ علیہ السلام کے غضبناک ہونے کا ذکر ہے نیز احادیث میں اللہ کی خاطر نبی ﷺ کے غصہ ہونے کا ذکر ملتا ہے۔

غصہ کی بعض قسمیں جبلی اور وہبی ہوتی ہیں اور بعض کسبی اور حاصل کردہ ہوتی ہیں۔ نبی ﷺ نے اَشج عبدالقیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

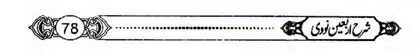
«اِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ: اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ»

”تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں: حلم وبردباری اور عدم استعجال۔“[3]

---

① **(حسن)** سنن ابو داود، کتاب الأدب، باب مایقال عندالغضب، حدیث: ٤٧٨٤؛ مسند احمد: ٤/ ٢٢٦۔ عروہ اور اس کے والد کو ابن حبان، حاکم اور ذہبی نے ثقہ قرار دیا ہے۔ لہٰذا ان کی حدیث درجۂ حسن سے نہیں گرتی۔

② **(صحیح)** سنن ابو داود، کتاب الأدب، باب مایقال عندالغضب، حدیث: ٤٧٨٢؛ شعب الایمان للبیهقی، حدیث: ٨٢٨٤؛ شرح السنة للبغوی، حدیث: ٣٥٨٤ وصححه ابن حبان، حدیث: ١٩٧٣۔ ③ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الأمر بالایمان باللّٰه تعالیٰ ورسوله، حدیث: ١١٧۔



اَلْحَدِيْثُ السَّابِعَ عَشَرَ (١٧)

عَنْ أَبِي يَعْلَى شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

[ہر کام میں احسان کا حکم]

سیدنا ابو یعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں اچھے برتاؤ کو فرض کیا ہے تو جب تم قتل کرو تو اچھے انداز میں قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ تم اپنی چھری کو خوب تیز کر لو اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔'' (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① اللہ تعالیٰ نے تمام معاملات میں اچھے برتاؤ کو فرض کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود اچھے برتاؤ کو پسند کرتا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿وَ اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [2]

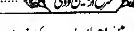
''اور اچھا برتاؤ کرو، اللہ تعالیٰ اچھا برتاؤ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

② احسان کی دو قسمیں ہیں جن کا بیان حدیث (۲) میں گزر چکا ہے۔ ایک اللہ کی عبادت

---

① صحیح مسلم، کتاب الصید، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل، حدیث: ۱۹۵۵۔

② ۲/البقرۃ: ۱۹۵۔

میں احسان اور دوسری بندوں کے معاملات میں احسان۔

③ احسان کی ایک اہم قسم حیوانات کے ساتھ احسان ہے۔ ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا جائے اور انہیں ذبح کرتے ہوئے اچھا برتاؤ کیا جائے۔ ذبح کے وقت اچھے برتاؤ کی مختلف صورتیں ہیں، مثلاً چھری تیز رکھی جائے تاکہ جلد روح نکل جائے، ذبیحہ کو آرام پہنچایا جائے یعنی اسے پہلو کے بل لٹا دیا جائے، اس کے چہرے پر پاؤں رکھ لیا جائے، خوب اچھی طرح تیزی کے ساتھ خون نکلنے کے لیے اسے چھوڑ دیا جائے، اس کی رگیں، حلق اور نرخرہ کاٹ دیے جائیں، چھری کو ذبح سے پہلے نہ دکھایا جائے اور نہ اس کے سامنے تیز کیا جائے، ایک جانور کو دوسرے جانوروں کے سامنے ذبح نہ کیا جائے اور روح نکلنے سے پہلے اس کی گردن اور ہڈیاں نہ توڑی جائیں اور نہ اس کی کھال ہی اتاری جائے۔



اَلْحَدِيثُ الثَّامِنَ عَشَرَ (١٨)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ وَأَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَفِي بَعْضِ النُّسَخِ: حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ ①

تقویٰ اور حسن اخلاق

سیدنا ابوذر جندب بن جنادہ اور ابوعبدالرحمٰن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ سے ڈرتے رہو جس جگہ بھی رہو۔ برائی کے بعد نیکی کرلیا کرو، نیکی برائی کو مٹادے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کرو۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے، بعض نسخوں کے مطابق حسن صحیح قرار دیا ہے۔)

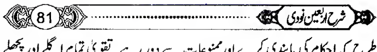
شرح وفوائد

① یہ بہت عظیم حدیث ہے۔ اس کے اندر حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ تقویٰ کا حکم دے کر اللہ کا حق ذکر کیا گیا ہے اور اچھے اخلاق کا ذکر کر کے بندوں کے حق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ درمیان میں کوتاہیوں کی تلافی کا نسخہ بتادیا گیا ہے۔

② تقویٰ یہ ہے کہ آدمی اپنے اور عذابِ الٰہی کے مابین بچاؤ کا سامان کرلے، وہ اس

---

① (حسن) سنن الترمذی، کتاب البر و الصلة، باب ما جاء فی معاشرة الناس، حدیث: ١٩٨٧.



طرح کہ احکام کی پابندی کرے اور ممنوعات سے دور رہے۔ تقویٰ تمام اگلے اور پچھلے لوگوں کے لیے اللہ کی وصیت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ ①

''اور واقعی ہم نے ان لوگوں کو جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے تھے اور تم کو بھی یہی حکم دیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔''

نیز تمام رسول اپنی قوم سے یہی کہا کرتے تھے:

﴿اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ﴾ ②

''اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو۔''

سلف صالحین بھی باہم اسی کی وصیت اور تاکید کیا کرتے تھے۔

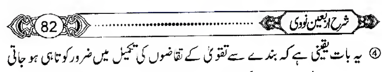
③ تقویٰ، اللہ کا ڈر اور اللہ کی نگرانی کا احساس خلوت وجلوت ہر جگہ مطلوب ہے۔ جہاں لوگوں کی نظر پڑ رہی ہو اور جہاں لوگوں کی آنکھوں سے دور ہوں، جس حالت میں بھی ہوں جس جگہ ہوں، کھلے اور چھپے ہر جگہ اللہ سے ڈرنے کا التزام ہی کامیابی کی کنجی ہے۔ آدمی اللہ کے ساتھ اگر اپنا معاملہ درست کر لے تو اللہ تعالیٰ مخلوقات کے ساتھ اس کے معاملات کو درست کر دے گا، لیکن اگر کوئی بدنصیب اللہ کو ناراض کر کے لوگوں میں قابل تعریف بننا چاہتا ہے تو اللہ بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور تعریف کرنے والے بھی ایک مدت بعد اس کی مذمت کرنے لگتے ہیں۔ دراصل تنہائی میں اللہ کی نگرانی اور اس کے ڈر کا احساس ختم ہو جانا دل کی ایک بیماری ہے، اس لیے قرآن مجید میں اسے منافقین کی ایک صفت قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ﴾ ③

''منافقین لوگوں سے اپنا حال چھپاتے ہیں لیکن اللہ سے نہیں چھپاتے۔''

اور اللہ سے کوئی چیز کہاں چھپ سکتی ہے، اس سے تو کائنات کا کوئی ذرہ مخفی نہیں۔

① ٤/النساء: ١٣١. ② ٢٩/العنكبوت: ١٦. ③ ٤/النساء: ١٠٨.



④ یہ بات یقینی ہے کہ بندے سے تقویٰ کے تقاضوں کی تکمیل میں ضرور کوتاہی ہو جاتی ہے، اس لیے اس ذریعے کی طرف اشارہ کر دیا گیا جس سے اس کوتاہی کا ازالہ کیا جا سکے، فرمایا: گناہ کے بعد نیکی کر لو نیکی اسے مٹا دے گی۔ نیکی سے تو یہ بھی مراد ہو سکتی ہے اور بے شک تو یہ اگر خالص ہو تو وہ گناہ کے مٹانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور نیکی سے عام نیکیاں بھی مراد ہو سکتی ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ ①

''یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔''

جن نیکیوں کو حدیث میں گناہوں کا کفارہ قرار دیا گیا ہے ان میں ایک نماز ہے، حدیث میں اسے گھر کے سامنے بہنے والی ایک نہر سے تشبیہ دی گئی ہے، جس میں آدمی روزانہ پانچ بار غسل کرتا ہو اور اس کے میل کچیل صاف ہو جاتے ہوں، یہی مثال نماز کی ہے، وہ اسی طرح گناہوں کو دھو دیتی ہے۔ ②

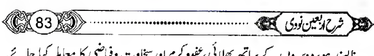
پانچ وقت کی نماز، رمضان کے روزے، قیام اللیل، حج وعمرہ بھی گناہوں کا کفارہ ہیں اور انسان وحیوان بلکہ تمام مخلوقات کے ساتھ حسن سلوک، عفو وکرم، مصیبتوں میں کام آنا، تنگدستی میں امداد و تعاون کرنا بھی گناہوں کا کفارہ ہے۔ ایسے ہی جسم کو لگنے والی بیماری، مال کو پہنچنے والی مصیبت اور اولاد پر آنے والی آفت بھی گناہوں کا کفارہ ہے۔ ③

⑤ نیکیوں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں بشرطیکہ وہ صغیرہ گناہ ہوں، کیونکہ کبیرہ گناہ کی معافی کے لیے توبہ کرنا ضروری ہے۔

⑥ حدیث میں حسن اخلاق کی ترغیب دی گئی ہے۔ حسن اخلاق یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ اس کے شایانِ شان معاملہ کیا جائے۔ دوسروں کے لیے وہی پسند کیا جائے جو خود اپنے لیے پسند کیا جائے اور جو خود اپنے لیے ناپسند ہو وہ دوسروں کے لیے بھی

---

① ١١/هود:١١٤. ② صحيح البخاري، كتاب المواقيت الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة، حديث: ٥٢٨؛ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب المشي الى الصلاة تمحى به الخطايا و ترفع به الدرجات، حديث: ٦٦٧. ③ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب ثواب المومن فيما يصيبه من مرض......، حديث: ٢٥٧٢.



ناپسند ہو، دوسروں کے ساتھ بھلائی، عفو و کرم اور سخاوت و فیاضی کا معاملہ کیا جائے۔ ان کی طرف سے پہنچنے والی مصیبتوں پر صبر کیا جائے، کسی کو ضرر اور اذیت نہ پہنچائی جائے، ملاقات کے وقت مسکراتے ہوئے اور چہرے پر شگفتگی بکھیرے ہوئے ملا جائے۔ حسن اخلاق قیامت کے دن میزان میں سب سے زیادہ وزنی چیز ہوگی اور حسن اخلاق کی بدولت ایک مومن کو روزے دار اور تہجد گزار کا درجہ مل جاتا ہے۔[1] اور حسن اخلاق والا بروز قیامت نبی ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب اور آپ سے قریبی نشست پانے والا ہوگا۔[2]

جو شخص سب سے زیادہ حسن اخلاق کا مالک ہے وہ سب سے زیادہ ایمان میں کامل ہے۔[3]

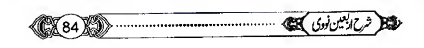
⑦ حسن اخلاق اتباعِ رسول سے حاصل ہوگا کیونکہ آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور آپ کا اسوۂ حسنہ جس طرح زندگی کے دوسرے معاملات میں ہے، اخلاق میں بھی ہے۔

---

① **(حسن)** سنن الترمذی، کتاب البر و الصلة، باب ما جاء فی حسن الخلق، حدیث: ۲۰۰۳.

② **(حسن)** سنن الترمذی، کتاب البر و الصلة، باب ما جاء فی معالی الأخلاق، حدیث: ۲۰۱۸.

③ **(حسن)** سنن ابو داود، کتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان و نقصانه، حديث: ۴۶۸۲؛ سنن الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأة على زوجها، حديث: ۱۱۶۲ وصححه ابن حبان، حديث: ۱۹۲۶ والحاكم: ۱/ ۳ ووافقه الذهبي.



اَلْحَدِيْثُ التَّاسِعَ عَشَرَ (١٩)

عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: «يَاغُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ، لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ، لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.[1] وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي رِوَايَةٍ غَيْرِ التِّرْمِذِيِّ: «احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ أَمَامَكَ، تَعَرَّفْ إِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ، وَاعْلَمْ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا»[2]

[اللہ کی حفاظت اور نصرت کے ذرائع]

سیدنا ابو العباس، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا تو آپ نے فرمایا: ''اے بچے! میں تجھے چند کلمات کی تعلیم دیتا ہوں:

---

① (**حسن**) سنن الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب حدیث حنظلة، حدیث: ٢٥١٦؛ مسند احمد ١/ ٢٩٣. ② مسند احمد: ١/ ٣٠٧؛ المستدرك للحاکم: ٣/ ٥٤٠، حدیث: ٦٣٥٧.

اللہ (کے احکام) کی حفاظت کر اللہ تیری حفاظت کرے گا، اللہ (کے احکام) کی حفاظت کر، تو اسے اپنے سامنے پائے گا، جب بھی تو مانگے تو اللہ سے مانگ اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ ہی سے مدد طلب کر۔ یاد رکھ کہ اگر ساری امت اکٹھی ہو جائے کہ تجھے کچھ نفع پہنچا دے تو نفع نہیں پہنچا سکتی مگر صرف اتنا ہی جتنا اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے اور اگر وہ سب تجھے کوئی نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو تجھے صرف اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔'' (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے) ترمذی کے علاوہ دیگر محدثین کی روایت میں ہے: ''اللہ کی حفاظت کر تو اس کو اپنے سامنے پائے گا، اللہ سے خوشحالی میں پہچان بنا کے رکھ وہ سختی میں تجھے پہچانے گا اور یقین رکھ کہ جو (نعمت یا مصیبت) تجھ سے ہٹ گئی وہ تجھ تک پہنچ نہیں سکتی تھی اور جو تجھ کو پہنچ گئی وہ تجھ سے ہٹ نہیں سکتی تھی۔ یقین رکھ کہ اللہ کی مدد صبر سے حاصل ہوتی ہے اور تکلیف کے بعد کشادگی آتی ہے اور دشواری کے بعد آسانی بھی ہوتی ہے۔''

شرح وفوائد

① یہ حدیث عظیم وصیتوں اور امور دین سے متعلق کلی قواعد پر مشتمل ہے۔

② ''اللہ کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔'' یعنی اس کے دین وشریعت کی حفاظت کرو، نمازوں کی حفاظت کرو، قسموں کی حفاظت کرو، شرمگاہوں کی حفاظت کرو، اللہ کی حدود کی حفاظت کرو، اس کے حکموں کی پابندی کرو اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے رک جاؤ۔ جو شخص ایسا کرے گا اللہ اس کے دین کی، اس کے جان ومال کی اور اہل وعیال کی حفاظت فرمائے گا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو زندگی میں گمراہ کن شبہات اور شرک وبدعات سے، حرام شہوات وخواہشات سے محفوظ رکھ کر اس کے دین کی حفاظت فرمائے گا، جہنم سے اس

کی حفاظت فرمائے گا، اس کو اور اس کے اہل وعیال کو آفات اور بلاؤں سے محفوظ رکھے گا، اس کے مال میں برکتیں نازل ہوں گی، نیز چوری، ڈکیتی، آتش زنی اور دیگر حوادث سے مال سلامت رہے گا۔

اللہ تعالیٰ صالح بندوں کی اولاد کی بھی حفاظت کرتا ہے جیسا کہ سورۂ کہف میں موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعہ میں مذکور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے ایک گرتی ہوئی دیوار کو سیدھا کر دیا تھا کیونکہ وہ ایسے دو یتیم بچوں کی تھی جن کا باپ نیک انسان تھا۔

اس کے برعکس جو لوگ اللہ کے دین وشریعت کو ضائع وبرباد کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی انہیں ضائع کر دیتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ﴾ [1]

''یہ لوگ اللہ کو بھول گئے، تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ﴾ [2]

''پس جب وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے تو اللہ نے ان کے دلوں کو (اور) ٹیڑھا کر دیا۔''

اللہ کے نافرمان شخص کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ جن سے وہ خوشی کی امید رکھتا ہے ان سے بھی اسے تکلیف پہنچنے لگتی ہے۔ اس کے بیوی بچے اور نوکر چاکر سب اس کے نافرمان ہو جاتے ہیں۔

③ اللہ کے دین کی حفاظت کرنے والا اللہ کو اپنے سامنے پائے گا، یعنی اللہ تعالیٰ اسے ہر نیکی اور بھلائی کی توفیق دے گا، ہر تنگی میں فراخی اور ہر مشکل میں آسانی فرمائے گا اور اس کے دل سے ہر بے جا خوف واندیشہ دور کر دے گا۔

④ سوال صرف اللہ سے کرو، کسی مخلوق کے سامنے دست طلب دراز نہ کرو، کیونکہ اس میں ان کے سامنے ذلت وفقر کا اظہار ہے جو صرف اللہ کے سامنے ہونا چاہیے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

① ٩/التوبة: ٦٧. ② ٦١/الصف: ٥.



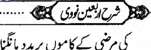

نے کیا خوب فرمایا ہے: ''مخلوق سے سوال کرنے میں تین برائیاں ہیں: ⊙ غیر اللہ کے سامنے فقر ومحتاجی کا اظہار جو شرک کی ایک صورت ہے۔ ⊙ جس سے سوال کیا گیا ہے اس کو تکلیف پہنچانا جو مخلوق پر ظلم کی ایک صورت ہے۔ ⊙ غیر اللہ کے سامنے ذلیل ہونا جو نفس پر ایک ظلم ہے۔''

البتہ اگر کسی وقت انسان مخلوق سے سوال کرنے پر مجبور ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ ایسا سوال ہو جو مخلوق کے بس میں ہو اور اس پر بھی عقیدہ یہ ہو کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک سبب اور ذریعہ ہے، ورنہ حقیقی عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

⑤ حدیث میں اللہ ہی سے مدد مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک اور حدیث میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے: ''اپنے لیے مفید چیز کے حریص بنو، اللہ سے مدد طلب کرو اور عاجز نہ بنو۔'' نیز نبی ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کریں: «اَللّٰهُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ».[1] ''اے اللہ! اپنے ذکر وشکر اور اچھی عبادت پر میری مدد فرما۔'' قرآن پاک میں سورہ فاتحہ کے اندر بندوں کو ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بندوں اللہ کی مدد کے بغیر نہ احکام کی بجا آوری کر سکتا ہے اور نہ ممنوعات سے بچ سکتا ہے اور نہ آزمائشوں پر صبر ہی کر سکتا ہے لہٰذا وہ ہر گھڑی اللہ کی مدد کا محتاج ہے اور اسے ہر ساعت اللہ سے مدد مانگنے کی ضرورت ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: استعانت میں دو اصول اکٹھے ہیں: ایک اللہ پر اعتماد کا عقیدہ دوسرا اس پر عملاً اعتماد۔ بندہ کسی شخص کو لائق اعتماد سمجھتا ہے مگر اس کے باوجود اس پر اعتماد نہیں کرتا، کیونکہ اسے اس کی حاجت نہیں ہوتی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کسی کو لائق اعتماد نہ سمجھنے کے باوجود ضرورت کی بنا پر اس پر اعتماد کرتا ہے، کیونکہ اس کا کوئی متبادل اور قائم مقام نہیں ہوتا۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے غور کیا کہ سب سے زیادہ مفید دعا کون سی ہے تو میں نے پایا کہ وہ دعا اللہ سے اس

---

[1] (**صحیح**) سنن ابو داود، کتاب الصلاۃ، باب فی الاستغفار، حدیث: ۱۵۲۲



کی مرضی کے کاموں پر مدد مانگنا ہے اور وہ سورہ فاتحہ میں موجود ہے: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾

⑤ دنیا میں بندے کو جو بھی نفع وضرر پہنچتا ہے وہ اس کی تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔ جو کچھ انسان کی تقدیر میں ہے پوری دنیا مل کر اسے نہیں ٹال سکتی۔ اس عقیدے کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ تنہا اللہ ہی سے مدد چاہے، اسی سے سوال کرے اور اسی سے گریہ وزاری کرے اور تنہا اسی کی عبادت کرے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا﴾[1]

''آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی سوائے اس کے کہ جتنا اللہ نے ہمارے حق میں لکھ دیا ہے، وہی ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ﴾[2]

''نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔''

⑥ اللہ تعالیٰ لوح محفوظ میں بندوں کی تقدیر لکھ کر فارغ ہو چکا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیر لکھ دی تھی۔[3] نیز صحیح مسلم میں یہ روایت بھی ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! آج ہمارا عمل اس کے لیے ہے جسے لکھ کر قلم خشک ہو چکے ہیں اور تقدیر جاری ہو چکی ہے یا اس کے لیے جو مستقبل میں ہونے والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ اس مقصد کے لیے عمل کرو جس کو لکھ کر قلم خشک ہو چکے ہیں اور تقدیر جاری ہو چکی ہے۔'' تو صحابی نے پوچھا: پھر ہم عمل کیونکر کریں؟ آپ نے فرمایا: ''عمل

---

① ٩/التوبة: ٥١. ② ٥٧/الحديد: ٢٢. ③ صحيح مسلم، كتاب القدر، باب حجاج آدم و موسى عليهما السلام، حديث: ١٦/ ٢٦٥٣.

کرتے جاؤ، ہر کسی کے لیے وہی آسان ہوتا ہے جس کی خاطر اس کی تخلیق کی گئی ہے۔''[1]

⑦ جو شخص اپنی صحت وتندرستی، امن وعافیت اور خوشحالی میں اللہ کو یاد رکھے گا، اس کی اطاعت وفرماں برداری کرے گا، واجبات وفرائض کا پابند اور حرام کاموں سے باز رہے گا تو بیماری وخوف اور شدت ومصیبت کی حالت میں اللہ بھی اسے یاد رکھے گا، اسے خوف سے نجات دے گا اور تنگی میں فراخی عطا کرے گا۔ اللہ کے نبی سیدنا یونس علیہ السلام کے قصے پر غور کیجئے کہ اللہ نے انہیں مچھلی کے پیٹ سے نجات دی اور سبب یہ بتلایا کہ وہ تسبیح کرنے والے تھے:

﴿فَلَوْ لَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾[2]

''پس اگر یہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن تک اس (مچھلی) کے پیٹ میں ہی رہتے۔''

جب کہ ظالم فرعون کا قصہ دیکھئے کہ غرق ہونے کے وقت جب اس نے ایمان کا اعلان کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ تو اہل فساد میں سے تھا۔

﴿ آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾[3]

''(جواب دیا گیا کہ) اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔''

⑧ صبر کرنے سے فتح وغلبہ نصیب ہوتا ہے۔ صبر اپنے اندر بڑے عظیم معنی رکھتا ہے۔ اس میں دشمنوں سے جہاد اور اپنے نفس اور اس کی خواہشات سے جہاد بھی شامل ہے۔ صبر سے متعلق مزید تفصیل حدیث (۲۳) میں آئے گی۔

⑨ جب انسان پر مصیبت پڑتی ہے اور وہ دشواریوں اور سختیوں سے دو چار ہوتا ہے اور اللہ

---

① صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی حدیث: ۸/ ۲٦٤۸۔

② ۳۷/الصافات:۱٤۳، ۱٤٤۔ ③ ۱۰/یونس: ۹۱۔

کی طرف لولگاتا ہے، اس کی رسی کو مضبوطی سے تھامتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانیوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ [1]

''یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔''

⑩ بچوں کو عقیدے کی تعلیم دینا اور ان کی دینی تربیت کرنا نہایت اہم اور ضروری ہے۔

⑪ دوران سفر اپنا قیمتی وقت فضول گفتگو میں ضائع کرنے کے بجائے دعوت وتعلیم میں لگانا چاہیے۔ آپ ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کلمات اس وقت سکھلائے تھے جب وہ آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے سوار تھے۔

[1] ٩٤/الانشراح :٥-٦.

اَلْحَدِيْثُ الْعِشْرُوْنَ (٢٠)

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ، فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔[1]

[حیا ایمان کا جز ہے]

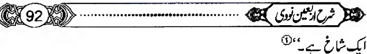
سیدنا ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سابقہ نبوت کے کلام میں سے جو بات لوگوں تک پہنچی ہے اس میں ایک یہ بھی ہے کہ جب تمہیں شرم نہ ہو تو جو چاہو کرو۔'' (اسے بخاری نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① حیا ایک ایسا اعلیٰ اخلاقی جوہر ہے جس کے فضائل پچھلی شریعتوں میں بھی بیان کئے گئے تھے۔ درحقیقت وہ ایک ایسی ملکوتی صفت ہے جو انسان کو برائیوں سے روکتی، حقداروں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی سے بچاتی اور شریفانہ اطوار کو اپنانے پر آمادہ کرتی ہے، لیکن وہ شرم جو انسان کو برائیوں سے نہ روکے بلکہ واجبات کی ادائیگی سے روک دے قابل تعریف نہیں بلکہ قابل مذمت ہے۔

② حیا کی تعریف میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''حیا ایمان کی

[1] صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب إذا لم تستح فاصنع ما شئت، حديث: ٦١٢٠.



ایک شاخ ہے۔"[1]

نیز ارشاد ہے: "حیا خیر ہی خیر ہے اور اس کا انجام خیر ہی ہوتا ہے۔"[2]

③ اس حدیث کا مطلب دو طرح ہو سکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ جو کام تم کرنا چاہتے ہو اسے دیکھو اگر وہ ایسا نہ ہو جس سے شرم کی جائے تو اسے کر ڈالو اور اگر وہ ایسا کام ہو جس سے شرم آتی ہو تو اسے چھوڑ دو اور مخلوق کی پروا نہ کرو۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ انسان کو جب شرم نہیں ہوتی تو نہایت بے پروائی سے جو چاہتا ہے کرتا ہے، کیونکہ برائیوں سے روکنے والی چیز حیا ہی ہے جب وہی ختم ہو جائے تو برائی کر ڈالنے کے سارے اسباب مہیا ہو جاتے ہیں۔

---

① صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب أمور الإیمان، حدیث: ۹؛ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان عدد شعب الإیمان و أفضلها و أدناها وفضیلة الحیاء، حدیث: ۵۷/ ۳۵.

② صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الإیمان، حدیث: ۳۷.

اَلْحَدِيْثُ الْحَادِي وَالْعِشْرُونَ (٢١)

عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو [وَقِيْلَ أَبِيْ عَمْرَةَ] سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ، قَالَ: «قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ، ثُمَّ اسْتَقِمْ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

[استقامت فی الدین]

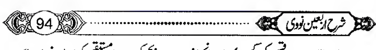
ابوعمرو (اوربعض نے ابوعمرہ بھی کہا ہے) سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کے بارے میں مجھے کوئی ایسی بات بتادیجئے کہ اس کے بارے میں آپ کے علاوہ کسی اور سے نہ پوچھوں۔ آپ نے فرمایا: "کہو: میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہو" (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مفید سوالات کرنے کے بڑے حریص تھے، خصوصاً ایسے سوالات جن میں علم وعمل پایا جاتا ہے۔ محض علمی اور ذہنی لذت والے سوالات سے وہ دور رہا کرتے تھے، کیونکہ جس علم کے نتیجے میں کوئی عمل نہ ہو وہ بیکار اور بے فائدہ ہے۔

② یہ بڑی جامع اور نفع بخش وصیت ہے۔ ایمان باللہ اور استقامت ایسی دو چیزیں ہیں جن میں پورا اسلام داخل ہے۔ ایمان تمام امور عقائدیہ اور اعمال قلبیہ کو محیط ہے اور

① صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب جامع أوصاف الاسلام، حديث: ٣٨.



استقامت ہر قسم کی کجروی اور انحراف سے بچ کر صراط مستقیم کو اپنانے اور اس پر ثابت قدمی کے ساتھ چلتے رہنے اور اس راہ میں آنے والی ہر مصیبت کو بخوشی برداشت کرنے کا نام ہے اور یہ چیز ہر ظاہری و باطنی اطاعت کو شامل ہے۔

③ قرآن وحدیث میں استقامت کا حکم کئی جگہ آیا ہے اور استقامت اختیار کرنے والوں کو خوشخبری سنائی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاسْتَقِيْمُوْا اِلَيْهِ وَ اسْتَغْفِرُوْهُ﴾ ①

''سو تم اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الَّـذِيْـنَ قَـالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ ②

''جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ کیے گئے ہو۔''

نیز ارشاد ہے:

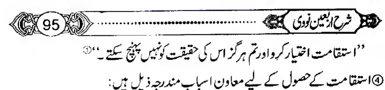
﴿اِنَّ الَّـذِيْـنَ قَـالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْـزَنُـوْنَ اُولٰٓـئِكَ اَصْـحٰـبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ③

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ تو اہل جنت ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے، ان اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«اِسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحصُوْا»

① ٤١/حمٓ السجدة: ٦. ② ٤١/حمٓ السجدة: ٣٠. ③ ٤٦/الاحقاف: ١٤-١٣.



''استقامت اختیار کرو اور تم ہرگز اس کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتے۔''[1]

④ استقامت کے حصول کے لیے معاون اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

- خلوت وجلوت ہر حال میں اللہ کو یاد رکھا جائے اور اس کی نگرانی کا یقین دل میں بٹھایا جائے۔
- نفس کی کوتاہی پر اس کا محاسبہ کیا جائے اور ہر غلطی کے بعد حق کی طرف رجوع ہو۔
- نفس کو اطاعت وفرماں برداری پر بزور آمادہ کر کے اسے نیکیوں کا عادی بنایا جائے۔

یاد رہے کہ جسے ایمان واستقامت نصیب ہوگئی اسے دنیا وآخرت کی ہر سعادت حاصل ہوگئی۔

---

① **(حسن)** سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب المحافظة على الوضوء، حديث: ٢٧٧. سالم کا ثوبان رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں، البتہ مسند احمد میں اس کے دو حسن شاہد ہیں۔ ۵/ ۲۸۰، ۲۸۲، ابن عبدالبر وغیرہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔



اَلْحَدِيْثُ الثَّانِي وَالْعِشْرُوْنَ (٢٢)

عَنْ أَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَاتِ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ، وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ، وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ، وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذٰلِكَ شَيْئًا، أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: «نَعَمْ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]
وَمَعْنَى: «حَرَّمْتُ الْحَرَامَ» اِجْتَنَبْتُهُ، وَمَعْنَى: «أَحْلَلْتُ الْحَلَالَ» فَعَلْتُهُ مُعْتَقِدًا حِلَّهُ۔ وَ اللّٰهُ أَعْلَمُ.

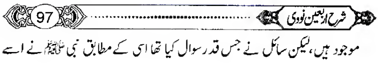
[جنت کا راستہ]

سیدنا ابوعبداللہ، جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ مجھے بتلایئے کہ اگر میں فرض نمازوں کو ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال سمجھوں اور حرام کو حرام سمجھوں اور اس سے زیادہ کوئی عمل نہ کروں، تو کیا جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)
''میں نے حرام کو حرام سمجھا'' کا مطلب ہے کہ میں اس سے بچتا ہوں اور ''میں نے حلال کو حلال سمجھا'' کا مطلب ہے کہ اسے حلال سمجھتے ہوئے اس پر عمل کیا۔ واللہ اعلم

شرح وفوائد

① حدیث میں ذکر کئے گئے اعمال دخولِ جنت کا سبب ہیں، ان کے سوا دیگر اسباب بھی

① صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الایمان الذی یدخل به الجنة وأن من تمسك ما أمر به دخل الجنة، حدیث: ١٥.



موجود ہیں، لیکن سائل نے جس قدر سوال کیا تھا اسی کے مطابق نبی ﷺ نے اسے جواب دیا۔

② حدیث میں حج اور زکاۃ کا ذکر نہیں، ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ حج اس وقت تک فرض نہیں ہوا تھا اور سائل کی حالت سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ وہ فقیر آدمی ہے اور زکاۃ کی استطاعت نہیں رکھتا۔

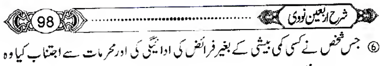
③ فرض نمازوں کی بہت اہمیت ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے اسے دخول جنت کا سبب قرار دیا ہے۔ ہر مسلمان کے لیے اس کا اہتمام کرنا اور اس کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ صحیحین میں نبی ﷺ کی ایک حدیث ہے: ''جس نے دو ٹھنڈی نمازیں (فجر وعصر) ادا کیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔''[1] نیز ارشاد ہے: ''جس نے ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا اس کے لیے اللہ کے پاس یہ عہد ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔''[2]

④ رمضان کے روزے بھی دخول جنت کا ایک سبب ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بندے کا ہر عمل خود اس کے لیے ہوتا ہے، ہر نیکی کا دس گنا ثواب ہوتا ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔''[3]

⑤ حلال کو حلال سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو حلال مان کر اس پر عمل کیا جائے، لہٰذا اس میں واجب ومستحب اور مباح سب داخل ہے۔ حرام کو حرام سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو حرام مان کر اس سے دور رہا جائے۔ جس نے کسی حرام کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھا تو اگرچہ وہ اس کا ارتکاب نہ کرے پھر بھی کافر ہو جاتا ہے۔ یہی معاملہ کسی حلال کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھنے پر بھی ہے۔

---

① صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب فضل صلاۃ الفجر، حدیث: ٥٧٤؛ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیهما، حدیث: ٢١٥/ ٦٣٥. ② **(ضعیف)** سنن ابو داود، کتاب الصلاۃ، باب المحافظة علی الصلوات، حدیث: ٤٣٠، سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی فرض الصلوات الخمس والمحافظة علیها، حدیث: ١٤٠٣. یہ روایت ضبارہ کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ③ صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی ﴿یریدون ان یبدلوا کلم اللہ﴾، حدیث: ٧٤٩٢.



⑥ جس شخص نے کسی کمی بیشی کے بغیر فرائض کی ادائیگی کی اور محرمات سے اجتناب کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

⑦ جملہ انسانی اعمال یا تو دل سے کیے جاتے ہیں یا دیگر جسمانی اعضاء سے اور شریعت نے انہیں کرنے کی اجازت دی ہے یا ان کے کرنے سے روکا ہے۔ جن کاموں کی اجازت دی گئی ہے انہیں حلال کہا جاتا ہے اور جن کاموں سے روکا گیا ہے انہیں حرام کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے حلال وحرام میں سارے کام داخل ہو جاتے ہیں۔ جو شخص حلال کو حلال سمجھ کر اپنائے اور حرام کو حرام سمجھ کر دور رہے گویا اس نے پورے دین پر عمل کر لیا، کیونکہ حلال وحرام سے باہر کوئی چیز نہیں۔

⑧ جس شخص کو دینی مسائل معلوم نہ ہوں اسے علمائے کرام سے دریافت کرنا چاہیے، اس میں شرم وحیا نقصان دہ اور قابل مذمت ہے۔

اَلْحَدِيْثُ الثَّالِثَ وَالعِشْرُوْنَ (۲۳)

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمِ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو، فَبَائِعٌ نَفْسَهُ، فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.[1]

[چند اعمالِ صالحہ کے فضائل]

سیدنا ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''طہارت نصف ایمان ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میزان کو بھر دے گا اور سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ دونوں آسمان وزمین کے درمیان (کی وسعتوں) کو بھر دیں گے۔ نماز نور ہے، صدقہ دلیل ہے، صبر روشنی ہے، قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف حجت ہے۔ ہر شخص صبح کرتا ہے تو اپنے نفس کو بیچ کر خود کو (جہنم سے) آزاد کرالیتا ہے یا خود کو ہلاک کر بیٹھتا ہے۔'' (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① یہ بہت عظیم حدیث ہے، اسلام کی ایک بنیاد ہے اور دین کے بہت سے اہم قواعد پر مشتمل ہے۔

① صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب فضل الوضوء، حديث: ۲۲۳.

② طہارت کی بڑی فضیلت ہے اور اسے نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ شرک و بدعت اور گناہ سے نفس کی پاکی اور غلاظت سے بذریعہ غسل ووضوجسم کی پاکی یعنی قلبی اور جسمانی دونوں قسم کی طہارت اس حدیث کے مفہوم میں داخل ہے۔

③ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ کے ذریعے اللہ کا ذکر کرنے میں بہت بڑا اجر وثواب ہے کیونکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں اللہ کے تمام اوصافِ کمال کا اثبات اور ہر ظاہری و باطنی نعمت پر شکر گزاری پائی جاتی ہے اور سُبْحَانَ اللّٰہِ میں ہر نقص وعیب اور مخلوق کے مشابہ تنزیہ اور تقدیس کا اعتراف ہے۔

④ حدیث میں نماز کو نور کہہ کر اس کی عظمت واہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ نماز کے ذریعے سے دل میں اور چہرے پہ نور ہوتا ہے، قبر اور حشر ونشر میں نور ہوگا اور پل صراط پر بھی نور ہوگا۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ''جس نے نماز کی پابندی کی اس کے لیے یہ بروز قیامت نور و دلیل اور نجات ہوگی اور جس نے اس کی پابندی نہیں کی اس کے لیے نہ نور ہوگا، نہ دلیل اور نہ نجات۔''[1]

⑤ صدقہ وخیرات کرنا برہان ہے یعنی صدقہ دینے والے کے ایمان کی صداقت پر دلیل ہے کیونکہ اس نے اپنے رب کی رضا وخوشنودی کے لیے اپنا محبوب مال خرچ کیا۔ اس میں فرض زکاۃ بھی داخل ہے اور نفلی صدقات بھی۔ صدقہ وخیرات کی فضیلت میں بکثرت احادیث آئی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس دن بھی بندے صبح کرتے ہیں دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما، دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! سمیٹ کر رکھنے والے کو برباد کردے۔[2]

⑥ صبر کو ضیاء کہا گیا ہے۔ ضیاء عربی میں سورج کی روشنی کو کہتے ہیں جس میں ایک قسم کی تپش اور سوزش ہوتی ہے، چونکہ صبر میں بھی نفس پر مشقت اور گرانی ہوتی ہے اور نفس

---

① **(حسن)** مسند احمد: ۲/ ۱۶۹ ح ۶۵۷۶، الدارمی: ۲/ ۳۰۱ ح ۲۷۲۴ عیسی بن ہلال کی امام حاکم اور جمہور نے توثیق کی ہے اور وہ حسن الحدیث ہیں۔ دیکھیے: مشکاۃ بتحقیق حافظ زبیر علی زئی ﷫ حدیث: ۵۷۸.

② صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب قول اللہ تعالیٰ: «فاما من اعطی و اتقی...» حدیث: ۱۴۴۲؛ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فی المنفق و الممسک، حدیث: ۵۷/ ۱۰۱۰.

کی خواہش کے خلاف جبر کرنا ہوتا ہے اس لیے اسے ضیاء سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صبر کا حکم دیا ہے اور صبر کرنے والے کو بے حساب اجر وثواب دینے اور جنت کی نعمتیں عطا فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔

صبر کی تین قسمیں ہیں: اللہ کی اطاعت پر صبر، اس کی معصیت سے صبر اور اس کی قضاوقدر پر صبر۔ اللہ کی اطاعت پر صبر یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو اللہ کے احکام کی پابندی پر اس طرح لگا دے کہ اطاعت گراں نہ گزرے۔ اللہ کی معصیت سے صبر یہ ہے کہ اللہ کی رضا کی خاطر اپنے آپ کو گناہوں اور نافرمانیوں سے باز رکھے۔ اور قضاوقدر پر صبر یہ ہے کہ جان و مال اور اہل وعیال میں کیسی بھی مصیبت پڑے، نہ دل میں کسی طرح اللہ کی تقدیر پر غصہ اور شکایت آنے دے اور نہ ہاتھ یا زبان سے کوئی ایسی حرکت ہی کرے جس سے تقدیر پر ناراضی کا پتہ چلتا ہو اور اس بات کا یقین رکھے کہ جو مصیبت اس پر آن پڑی ہے وہ ٹل نہیں سکتی تھی اور جو مصیبت ٹل گئی ہے وہ آنہیں سکتی تھی اور اللہ سے اجر وثواب کی امید رکھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: ''مومن کا معاملہ عجیب ہے، اس کی ہر حالت میں خیر ہے اور یہ بھلائی صرف مومن کو حاصل ہے۔ اگر اسے نعمت ملتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔''[1]

⑦ قرآن پاک اپنے عامل اور متبع کے لیے حجت ہے اور قیامت کے دن اس کے لیے سفارشی بن کے آئے گا لیکن اپنے سے منہ موڑنے والے اور عمل نہ کرنے والے کے خلاف حجت ہے، اسے جہنم کی طرف لے جائے گا۔ سلف صالحین میں سے کسی کا قول ہے: جو بھی قرآن مجید کے ساتھ بیٹھا وہ یا تو نفع لے کے اٹھا یا خسارہ کر کے اٹھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا﴾ [2]

① صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب المؤمن أمره كله خير، حديث: ٢٩٩٩. ② ١٧/ الاسراء: ٨٢.

''یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفا اور رحمت ہے، ظالموں کو سوائے نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔''

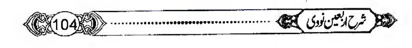
⑧ سارے لوگ صبح کر کے محنت ومشقت میں لگ جاتے، لیکن کسی کی مشقت اسے ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور کسی کی مشقت اسے نجات کی طرف لے جاتی ہے۔ جو شخص اللہ کے حکم کے مطابق کدو کاوش کرتا ہے وہ اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے بچالیتا ہے اور جو شخص اس کے برخلاف شیطانی راہوں پر گامزن ہوتا ہے اللہ کے غضب کو دعوت دینے والے گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے وہ ذلیل ہو کر ہلاکت میں جاپڑتا ہے۔

اَلْحَدِيْثُ الرَّابِعَ وَالعِشْرُوْنَ (٢٤)

عَنْ أَبِي ذَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا رَوَى عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنَّهُ قَالَ: «يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضُرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي فَتَنْفَعُونِي، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِنْكُمْ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَّاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَّجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَّجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ» رواهُ مُسْلِمٌ[1]

---

① صحيح مسلم، كتاب البر و الصلة و الآداب، باب تحريم الظلم، حديث: ٢٥٧٧.



[حرمتِ ظلم اور حقیقتِ توحید]

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا: "اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے، لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں، پس تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمھیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھانا کھلاؤں، پس مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں پس مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب شب و روز خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو بخشتا ہوں، پس تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمھیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کی رسائی مجھے نقصان پہنچانے تک نہیں ہو سکتی کہ تم مجھے نقصان پہنچاؤ دو اور نہ تمہاری رسائی مجھے نفع پہنچانے تک ہو سکتی ہے کہ تم مجھے نفع پہنچاؤ اے میرے بندو! اگر تم سے پہلے اور تمہارے بعد کے لوگ اور تم میں سے انسان اور جن تم میں سب سے زیادہ متقی شخص کے دل جیسے ہو جائیں تو یہ میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہیں کریں گے۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے بعد کے انسان اور جن تم میں سب سے زیادہ فاجر شخص کے دل جیسے ہو جائیں تو یہ میری سلطنت میں کچھ کمی نہ کریں گے۔ اے میرے بندو! اگر تم سے پہلے اور تمہارے بعد کے انسان اور جن ایک کھلے میدان میں کھڑے ہو جائیں اور سب مجھ سے سوال کریں اور میں ہر انسان کو اس کی طلب کردہ چیز دے دوں تو اس سے میرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی سوائے ایسے جیسے ایک سوئی سمندر میں ڈبونے کے



بعد (پانی میں) کی کرتی ہے۔ اے میرے بندو! میں تمھارے اعمال تمہارے لیے شمار کر رہا ہوں پھر تم کو اس کا بدلہ دوں گا جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ کی حمد بیان کرے اور جو اس کے سوا کچھ اور پائے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔''(اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① یہ حدیث قدسی ہے کیونکہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ سے روایت کر رہے ہیں۔

② اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کر لیا ہے کیونکہ وہ عدل وانصاف کا مالک ہے، اس کے عدل میں کوئی کمی نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ ①

''بے شک اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّ لَا هَضْمًا﴾ ②

''اور جو نیک اعمال کرے اور ایمان دار بھی ہو تو نہ اسے بے انصافی کا کھٹکا ہوگا، نہ حق تلفی کا۔''

اللہ تعالیٰ نے قدرت کے باوجود بندوں پر ظلم وزیادتی کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے، یہ اس کا بہت بڑا فضل واحسان ہے۔

③ ظلم کی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ بندہ خود اپنی جان پر ظلم کرے یعنی شرک کا ارتکاب کرے جو سب سے بڑا ظلم ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ ③

''یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

① ٤/النساء: ٤٠. ② ٢٠/طٰه: ١١٢. ③ ٣١/ لقمان: ١٣

یا گناہ صغیرہ یا کبیرہ کا ارتکاب کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾ [1]

''جو اللہ کی حدود سے تجاوز کرتا ہے یقیناً اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔''

ظلم کی دوسری صورت یہ ہے کہ بندہ دوسروں پر ظلم و زیادتی کرے اور یہ بھی حرام اور بہت بڑا گناہ ہے۔

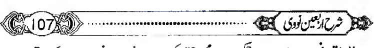
④ بندوں پر باہم ظلم و زیادتی حرام ہے۔ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزت وآبرو ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہے جس طرح اس شہر (مکہ) میں اس مہینہ (ذوالحجہ) میں آج کے دن (عرفہ) کی حرمت ہے۔[2] نیز ارشاد ہے: ''ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی صورت میں ہو گا۔''[3] نیز ارشاد ہے: ''جس نے اپنے بھائی پر کوئی زیادتی کی ہو تو اس سے معاف کروالے، کیونکہ وہاں (بروز قیامت) درہم و دینار نہیں ہوں گے اور اس کی نیکیاں اس سے لے کر اس کے بھائی کو دے دی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو اس کے بھائی کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔''[4]

⑤ اللہ سے ہدایت طلب کرنا ضروری ہے اسی لیے ہر نماز کی ہر رکعت میں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کی تلاوت کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی ﷺ اپنی رات کی دعا میں یہ الفاظ پڑھا کرتے تھے:

اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔[5]

---

① ٦٥/ الطلاق:١. ② صحيح البخاري، كتاب العلم، باب قول النبي ﷺ: رب مبلغ اوعى من سامع، حديث: ٦٧؛ صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب تغليظ تحريم الدماء و الأعراض و الأموال، حديث: ٢٩/ ١٦٧٩. ③ صحيح البخاري، كتاب المظالم، باب الظلم ظلمات يوم القيامة، حديث: ٢٤٤٧؛ صحيح مسلم، كتاب الأدب، باب تحريم الظلم، حديث: ٢٥٧٩.
④ صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب القصاص يوم القيامة، حديث: ٦٥٣٤. ⑤ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب صلاة النبي ﷺ و دعائه بالليل، حديث: ٧٧٠.



''اختلافی امور میں اپنے حکم سے مجھے حق کی ہدایت نصیب فرما۔ بے شک تو ہی جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت نصیب فرماتا ہے۔''

نیز نبی ﷺ سے ایک دعا اس طرح مروی ہے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى»[1]

''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔''

طارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص اسلام لاتا تو نبی ﷺ اسے نماز کی تعلیم دیتے پھر اسے ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنے کا حکم دیتے:

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ». [2]

''اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر، مجھے ہدایت دے، مجھے عافیت دے، اور مجھے رزق عطا فرما۔''

⑥ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ بندہ اپنے دین و دنیا کی تمام ضرورتوں کا سوال اللہ ہی سے کرے۔ جیسے بندہ اللہ سے ہدایت و مغفرت کا سوال کرتا ہے ویسے ہی کھانے، پینے اور پہننے کی چیزیں بھی اسی سے مانگے۔ ایک اور حدیث میں ہے: تم میں سے ہر کوئی اپنی ہر ضرورت اپنے رب ہی سے مانگے حتیٰ کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جانے پر بھی اسی سے مانگے۔ [3]

⑦ اللہ تعالیٰ رزّاق ہے اور اسی کے ہاتھ میں رزق کے خزانے اور اس کی کنجیاں ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ﴾ [4]

---

① صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب الدعاء عند النوم، حدیث: ۷۲/ ۲۷۲۱. ② صحیح مسلم، کتاب الذکر، و الدعاء، باب فضل التهلیل و التسبیح و الدعاء، حدیث: ۳۵/ ۲۶۹۷۔

③ (حسن) سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب لیسئل احدکم ما الذی یتمنی۔ حدیث: ۸/ ۳۶۰۴ وصححه ابن حبان (الاحسان) ۸۶۳، ۸۹۱، ۸۹۲۔ ④ ۲۹/العنکبوت: ۱۷۔

''تم اللہ ہی سے رزق طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو۔''

اس لیے جب بھی بندۂ مومن کو تنگدستی کا سامنا ہوتا ہے یا وہ فقر و محتاجی میں گھر جاتا ہے تو وہ لوگوں سے اپنی امیدیں وابستہ کرنے کے بجائے اسی رب کے سامنے اپنی حاجتیں رکھتا ہے، اسی سے لولگاتا اور اسی سے فضل و کرم کا طالب ہوتا ہے۔

⑧ آدم کے بیٹے صبح و شام خطائیں کرتے ہیں اور اس کے مقابلے میں اللہ کی جانب سے عفو و مغفرت کا مژدہ ہے بشرطیکہ بندہ اس سے مغفرت کا طالب ہو، حالانکہ بہت سارا فضل و کرم طلب مغفرت کے بغیر بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو ختم کر کے ایک ایسی قوم لے آئے جو گناہ کریں، پھر اپنے رب سے مغفرت کے طالب ہوں اور اللہ ان کی بخشش فرمائے۔''[1]

⑨ سچی توبہ اور استغفار کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بندے کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، ان کی کمیت و کیفیت خواہ جیسی ہی ہو۔ تفصیل حدیث (42) میں آرہی ہے۔

⑩ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے نیاز ہے، اسے اطاعت گزاروں کی اطاعت سے نہ کوئی نفع پہنچتا ہے اور نہ معصیت کاروں کی معصیت سے کوئی نقصان پہنچتا ہے۔ اللہ کا ایک نام غنی (بے نیاز) اور دوسرا نام حمید (قابل تعریف) ہے۔

⑪ حدیث سے اللہ کی قدرت و سلطنت اور بے نیازی کا کمال ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بیک وقت و بیک مقام سارے انسان و جنات کو ان کی مانگی ہوئی مرادیں عطا کر دے تب بھی اس کے خزانے ختم نہیں ہوں گے بلکہ خرچ کرنے سے کم بھی نہیں ہوں گے۔

⑫ اللہ تعالیٰ بندوں کے عمل گن گن کے رکھتا ہے اور انہیں اس کا بھرپور بدلہ دے گا، اگر عمل نیک ہے تو اس کا بدلہ دس گنا سے سات سو گنا بلکہ اس سے بھی کئی گنا بڑھا کر فرمائے گا لیکن اگر عمل بد ہے تو اس جیسا ہی بدلہ ملے گا زیادتی نہ ہوگی، البتہ اگر اللہ چاہے گا تو اسے بھی معاف کر دے گا۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالاستغفار و التوبة، حدیث:11/ ٢٧٤٩

⑬ نیکیوں کی توفیق اور عمل خیر کی آسانی ایک نعمت ہے جس پر بندے کو اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

⑭ نافرمان کے لیے ایک دن ایسا آنے والا ہے جب وہ اپنے آپ کو ملامت کرے گا، لیکن اس دن ندامت وملامت کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، کیونکہ وقت گزر چکا ہوگا۔ آج دنیا میں مہلت ہے کہ انسان اپنے گناہوں سے باز آجائے اور اللہ کی طرف رجوع کرلے۔



اَلْحَدِيْثُ الْخَامِسَ وَالْعِشْرُوْنَ (٢٥)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَيْضًا: أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا لِلنَّبِي: يَارَسُولَ اللّٰهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْأُجُورِ، يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ أَمْوَالِهِمْ، قَالَ: «أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُونَ؟ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً، وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ، وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ، أَكَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ؟ فَكَذَٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.[1]

صدقہ اور اس کی مختلف صورتیں

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے آپ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دولت مند لوگ سارا ثواب لے گئے، وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں، وہ روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے اضافی مالوں میں سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اللہ نے تمہارے لیے بعض اعمال ایسے نہیں بنائے ہیں جن کے ذریعے تم صدقہ کرو؟ ہر اللہ اکبر ایک صدقہ ہے، ہر الحمدللہ صدقہ ہے، ہر لا إله إلا الله ایک صدقہ ہے،

[1] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة، حديث: ١٠٠٦.

نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور تمہاری شرمگاہ (کے حلال استعمال کرنے) میں صدقہ ہے۔'' لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں سے کوئی شخص اپنی شہوت پوری کرتا ہے اور اس میں بھی اجر پاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے بتلاؤ اگر وہ اسے حرام میں استعمال کرتا تو کیا اس پر گناہ ہوتا؟ ایسے ہی جب اس نے اسے حلال میں استعمال کیا تو اس کے لیے ثواب ہے۔'' (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے اور آگے بڑھنے کا شدید جذبہ موجود تھا، اسی لیے جب غریب مہاجرین نے دیکھا کہ مالدار لوگ صدقہ وخیرات کی وجہ سے ان سے آگے بڑھ گئے ہیں تو انہوں نے بھی اس بلند مقام کو پانے کے لیے نبی ﷺ سے دریافت کیا، چنانچہ آپ نے ان کو ایسے صدقات کی رہنمائی کی جس کی وہ استطاعت رکھتے تھے۔ آپ نے انہیں بتلایا کہ اللہ کا ذکر اور بعض دیگر اعمال بھی صدقہ کے قائم مقام ہیں۔

② ایک مسلمان کے لیے اپنے مسلمان بھائی کو ملی ہوئی نعمت کے پانے کی تمنا کرنا جائز ہے جیسا کہ غریب صحابہ نے مالدار صحابہ پر رشک کیا، لیکن اس نعمت کے چھن جانے کی تمنا کرنا حسد ہے اور حرام ہے۔

③ درحقیقت نیکیاں ہی مقابلے کا کشادہ میدان ہیں، اہل ایمان دنیاوی ترقیوں، مال ودولت، بلند عمارتوں اور زیب وزینت میں مقابلہ کرنے کی بجائے اعمال خیر میں مقابلہ کیا کرتے ہیں۔

④ تسبیح وتحمید اور تہلیل وتکبیر اللہ کا بہترین ذکر ہیں اور صدقہ کے قائم مقام ہیں۔ ذکر کے بعض فضائل حدیث (۲۳) میں گزر چکے ہیں۔

⑤ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ایک صدقہ ہے۔ معروف وہ ہے جو شریعت میں معروف ہو اور شریعت نے اسے باقی وثابت رکھا ہو اور منکر وہ ہے جس کا شریعت نے

انکار کیا ہو اور اسے باقی و ثابت نہ رکھا ہو۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی وہ عمل ہے جس کی بنا پر اس امت کو اللہ تعالیٰ نے بہترین امت کہا ہے:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ﴾ ①

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑنا لعنت کا باعث ہے:

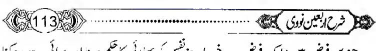
﴿ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴾ ②

"بنی اسرائیل کے کافروں پر داود (علیہ السلام) اور عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے، روکتے نہ تھے، جو کچھ بھی یہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت برا تھا۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "تم میں سے جو کوئی کسی منکر کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل میں اسے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔"③

ایک شخص جو خود کسی عملی کوتاہی میں مبتلا ہے، کیا وہ کسی دوسرے کو بھلائی کا حکم دے سکتا اور برائی سے روک سکتا ہے؟ یہ ایک سوال ہے جس کا جواب یہ ہے کہ ہر بندے پر دو

① ٣/آل عمران: ١١٠. ② ٥/المائدة: ٧٨-٧٩. ③ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون النهی عن المنکر من الایمان، ٧٨ / ٤٩.



چیزیں فرض ہیں: ایک فرض ہے خود اپنے نفس کو بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور دوسرا فرض دوسروں کو بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، اگر کسی بندے سے ایک حکم کی ادائیگی میں کوتاہی ہو رہی ہوتو اسے دوسرے حکم کی ادائیگی ضرور کرنی چاہیے تاکہ اس پر دوہرا گناہ اکٹھا نہ ہو۔ البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ اکمل وافضل طریقہ بہرصورت یہی ہے کہ انسان جن باتوں کا دوسروں کو حکم دے رہا ہے پہلے خود ان پر عمل پیرا ہو اور جن باتوں سے روک رہا ہے خود بھی ان سے پرہیز کرتا ہو۔

⑥ بیوی کے پاس جانا اور اس سے ہم بستری کرنا صدقہ ہے خصوصاً اس وقت جبکہ اس سے اپنی اور اپنی بیوی کی شرمگاہ کی حفاظت، عفت و پاکدامنی اور صالح اولاد کا حصول مقصود ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر عمل میں نیک نیتی کی بڑی اہمیت ہے۔

⑦ حلال کو اختیار کرنا تاکہ حرام سے بچاجا سکے باعث ثواب ہے۔ واضح رہے کہ حلال میں ان تمام چیزوں کا پاکیزہ بدل موجود ہے جن کی طرف انسان کی طبیعت مائل ہوتی ہے، اگر کوئی چاہے تو حلال کو اپنا کر حرام سے بے نیاز ہوسکتا ہے۔ کیا ہی عمدہ دعا ہے:

«اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ» ①

''اے اللہ! حلال میں مجھے خود کفیل بنادے اور حرام سے بچالے، اور اپنے فضل کے ذریعے سے اپنے سوا دوسروں سے مجھے بے نیاز کردے۔''

⑧ خیر اور نیکی کے راستے بہت سے ہیں اگر کسی کو کسی خاص نیکی کی استطاعت نہیں ہے تو نیکی کا دوسرا دروازہ اس کے لیے کھلا ہوا ہے۔ جو غریب ہونے کی بنا پر صدقہ وخیرات نہیں کرسکتا وہ اللہ کا ذکر بآسانی کرسکتا ہے۔

---

① (**حسن**) سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ۱۲۱، حدیث: ۳۵٦۳ اس کی سند میں ابومعاویہ الضریر مدلس کا عنعنہ ہے، لیکن مستدرک حاکم (۱/ ۵۳۸) میں اس نے سماع کی صراحت کررکھی ہے۔

اَلْحَدِيْثُ السَّادِسَ وَالْعِشْرُوْنَ (٢٦)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ «كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ: تَعْدِلُ بَيْنَ الْإِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا، أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَتُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ ①

[ہر نیکی صدقہ ہے]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر دن جس میں سورج نکلتا ہے انسان کے جسم کے ہر ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے، پیدل کو اپنی سواری پر سوار کر لینا یا اس کا سامان اپنی سواری پر لاد لینا صدقہ ہے، پاکیزہ کلام صدقہ ہے، نماز کے لیے اٹھنے والا ہر قدم صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا صدقہ ہے۔'' (اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① ہر صبح انسان کے بدن کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے اور پھر مختلف اعمال خیر

① صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب فضل الإصلاح بين الناس، حديث: ٢٧٠٧؛ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب بيان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، حديث: ١٠٠٩.

اس صدقہ کی ادائیگی کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ صحیح مسلم کی اسی حدیث کے آخر میں یہ اضافہ موجود ہے:

''ضحیٰ (چاشت) کے وقت کی دو رکعتیں پڑھ لینا ان سب کی طرف سے کافی ہے۔''[1]

② بدن کی ہڈیاں اور اس کے جوڑ اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں، ان نعمتوں کے شکر یہ میں ہر ہر جوڑ پر ایک صدقہ ہوتا ہے۔

③ اختلاف رکھنے والوں کے درمیان عدل وانصاف سے فیصلہ کر دینے اور ان میں اصلاح کرا دینے کی بڑی فضیلت ہے، یہ بھی ایک صدقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾[2]

''سوتم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو۔''

اصلاح کے لیے زبان وبیان، دست وبازو، مال ودولت اور جاہ وحشمت کی ہر ممکن طاقت استعمال کرنی چاہیے، کیونکہ باہمی اختلافات معاشرے کا زخم ہیں اگر ان پر اصلاح کا مرہم نہیں رکھا گیا تو وہ بڑھ کر ناسور ہو جائیں گے، یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے درمیان اصلاح کی خاطر جھوٹ بولنے تک کی اجازت دی گئی ہے۔

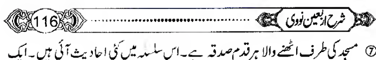
④ کسی مسلمان کو اپنی سواری پر سوار کر لینا یا اس کا ساز وسامان سواری پر رکھوا دینا بھی صدقہ ہے۔

⑤ اس حدیث میں مسلمانوں کو باہمی تعاون کی فضا بنانے کی دعوت دی گئی ہے اور آپس میں حسن سلوک اور بھائی چارے کو فروغ دینے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

⑥ پاکیزہ کلمہ صدقہ ہے۔ تسبیح وتحمید، تکبیر وتہلیل، دعوت الی اللہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سب پاکیزہ کلمات میں داخل ہیں۔ ایسے ہی ضرورت مندوں کی سفارش، حق گوئی اور لوگوں کی اصلاح اور باہمی الفت ومحبت کی باتیں بھی عمدہ وپاکیزہ کلمات میں سے ہیں۔

---

① صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استحباب صلاۃ الضحی ... وأن أقلها رکعتان، حدیث: ٨٤/ ٧٢٠. ② ٨/الانفال:١.



⑦ مسجد کی طرف اٹھنے والا ہر قدم صدقہ ہے۔ اس سلسلہ میں کئی احادیث آئی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص صبح یا شام کو مسجد جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سامانِ ضیافت تیار کر کے رکھتا ہے جب بھی وہ مسجد میں صبح یا شام کو جاتا ہے۔[1] نیز رسول اللہ ﷺ نے ایک بار فرمایا: ''کیا میں تم کو ایسا عمل نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹاتا اور درجات کو بلند کرتا ہے''؟ صحابہ نے کہا: ضرور اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''طبیعت پر شاق گزرنے کے وقت مکمل وضو کرنا، مسجدوں کی طرف زیادہ سے زیادہ قدم اٹھانا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہی رباط ہے، یہی رباط ہے۔''[2]

رباط کا مفہوم ہے اسلامی سرحدوں کی پہرہ داری جس کے فضائل کی بڑی کثرت ہے۔ نیز ارشاد نبوی ہے: ''نماز میں سب سے زیادہ ثواب اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو سب سے زیادہ دوری سے چل کے آتا ہے، پھر وہ جو اس سے کم، پھر وہ جو اس سے کم دوری سے چل کے آتا ہے۔''[3]

⑧ راستے سے تکلیف دہ چیزوں جیسے پتھر، کانٹے، گندگی یا شیشہ وغیرہ کا ہٹا دینا جس سے چلنے اور گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے صدقہ ہے۔ اس سے صفائی ستھرائی کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا صدقہ ہے تو ظاہر ہے کہ راستے میں تکلیف دہ چیزوں کا پھینکنا گناہ اور جرم ہوگا۔

---

① صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل من غدا الی المسجد و من راح: ٦٦٢. ② صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره: ٤١/ ٢٥١. ③ صحیح البخاری، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الفجر فی جماعة: ٦٥١، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب كثرة الخطا إلى المساجد، حديث: ٦٦٢.

اَلْحَدِيْثُ السَّابِعَ وَالْعِشْرُوْنَ (٢٧)

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ. ① وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: «جِئْتَ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ، الْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ، وَاطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ، وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ، وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ وَأَفْتَوْكَ». (حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَيْنَاهُ فِي مُسْنَدَي الْإِمَامَيْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَالدَّارِمِيِّ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.) ②

[نیکی اور گناہ کی پہچان]

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’نیکی حسنِ اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور اس کا لوگوں پر ظاہر ہونا تمہیں ناگوار ہو۔‘‘ (اسے مسلم نے روایت کیا ہے) سیدنا وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ

① صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة و الآداب، باب تفسیر البر و الإثم، حدیث: ۲۵۵۳

② (**ضعیف**) مسند أحمد: ٤/ ۲۲۸، و الدارمی ۲/ ۲٤٥ ـ ۲٤٦. اس کی سند میں ایوب بن عبداللہ بن مکرز مستور ہے اور زبیر ابو عبدالسلام نے یہ حدیث ایوب بن عبداللہ بن مکرز سے نہیں سنی، ایوب کے وابصہ سے سماع میں بھی نظر ہے، نیز ابو عبداللہ مجہول الحال ہے اس کی صرف ابن حبان نے توثیق کی ہے۔ دیکھیے مشکاۃ تحقیق حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ، حدیث: ۲۷۷٤۔

نے فرمایا: ''تم نیکی کے بارے میں سوال کرنے آئے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اپنے دل سے پوچھو، نیکی وہ ہے جس پر نفس مطمئن ہو اور جس پر دل پُرسکون ہو اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور سینے میں شک پیدا کرے اگرچہ لوگ تمہیں اس کے جواز کا فتویٰ ہی کیوں نہ دیں۔'' (یہ حدیث حسن ہے۔ مسند امام احمد اور مسند امام دارمی میں بسند حسن مروی ہے)

شرح وفوائد

① حسن اخلاق بڑی فضیلت والی چیز ہے جسے نبی ﷺ نے نیکی قرار دیا۔ حسن اخلاق میں وہ تمام فضائل ومکارم داخل ہیں جن کی طرف قرآن عظیم نے دعوت دی ہے اور جن کو اپنا کر رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے اسوۂ حسنہ پیش کیا ہے۔ رسول کریم ﷺ کا جیسا معاملہ اللہ کے ساتھ تھا اور جیسا اللہ کے بندوں کے ساتھ تھا وہی اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہے، کیونکہ آپ اخلاق کے سب سے بلند مرتبہ پر فائز تھے۔

② گناہ کا پیمانہ یہ ہے کہ اس سے دل میں تنگی و بے چینی اور قلق واضطراب پیدا ہوتا ہے، اس کے برخلاف نیکی پر انسان کا ضمیر مطمئن اور اس کا دل پُرسکون ہوتا ہے۔

③ مومن کو ہمیشہ اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ لوگوں کو اس کے عیوب کی اطلاع نہ ہو۔ اس کے برخلاف فاسق وفاجر لاپروا ہوتا ہے، بلکہ بسا اوقات لوگوں کے سامنے علانیہ جرائم کرتا ہے اور ان کی تنقید وعیب گیری سے اس کی پیشانی پر کوئی شکن نہیں پڑتا اور بعض کی ڈھٹائی، بدبختی و بے حیائی تو یہاں تک جا پہنچتی ہے کہ وہ اپنے گناہوں پر فخر کرتے ہیں۔

④ آدمی شبہ کی چیزوں کو چھوڑ کر ایسے کام کرے جو شک سے پاک ہوں، شبہات میں پڑنے سے انسان حرام میں بھی جا پڑتا ہے۔

⑤ جس عمل کے مباح وجائز ہونے کی شرعی دلیل موجود ہو تو دل مطمئن ہو یا نہ ہو، دلیل پر چلنا ضروری ہے، کیونکہ دل کی بے قراری کے اسباب شبہ کے سوا کچھ اور بھی ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر سفر میں روزہ توڑنے اور چار رکعتوں والی نمازوں کو دو رکعتیں

پڑھنے کی اجازت ہے۔ بسا اوقات لوگوں کا دل اس پر مطمئن نہیں ہوتا، لیکن چونکہ شرعی دلیل واضح طور پر موجود ہے اس لیے اپنے نفس کی مخالفت کرے، کیونکہ اتباع دلیل واجب ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر کعبہ پہنچنے سے پہلے ہی نبی ﷺ نے صحابۂ کرام کو قربانی کر لینے اور احرام کھول دینے کا حکم فرمایا، صحابہ کو ناگوار ہوا، لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس پر عمل کیا اور ان کے لیے اسی میں ہر طرح کی بھلائی اور سعادت پنہاں تھی۔[1]

⑥ حدیث سے دل کا مقام ومرتبہ واضح ہوتا ہے کہ اگر اس کے اندر ایمان واستقامت جاگزیں اور پختہ ہو جائے تو شبہات کے مواقع پر اس کا فیصلہ درست ہوتا ہے اور نیکی وبدی میں اس کے فیصلے سے تمیز کی جاسکتی ہے۔

---

① صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد والمصالحة ... حدیث: ٢٧٣١.

اَلْحَدِيْثُ الثَّامِنَ وَالْعِشْرُوْنَ (٢٨)

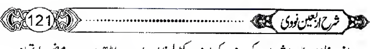
عَنْ أَبِيْ نَجِيْحٍ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَوْعِظَةً وَّجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَأَوْصِنَا، قَالَ: «أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ». رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ①

[اتباعِ سنت]

سیدنا ابو نجیح عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کو ایسا وعظ فرمایا جس سے دل دہل گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! گویا یہ رخصت کرنے والے کا وعظ ہے، آپ ہمیں وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور سننے اور ماننے کی اگر چہ کوئی غلام تم پر امیر بن جائے۔ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارے اختلافات دیکھے گا۔ اس وقت تم میری سنت اور ہدایت

---

① **(صحیح)** سنن ابو داود، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، حدیث: ٤٦٠٧؛ سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الأخذ بالسنة و اجتناب البدع، حدیث: ٢٦٧٦۔



یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑ لینا اور اسے داڑھوں سے مضبوط تھام لینا اور اپنے آپ کو نئی ایجاد کردہ باتوں سے دور رکھنا کیونکہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (اسے ابوداود اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

شرح وفوائد

① یہ حدیث چار اہم وصیتوں پر مشتمل ہے: ⊙ اللہ سے ڈرنا ⊙ بات سننا اور ماننا ⊙ سنت کو مضبوطی سے تھامنا ⊙ بدعتوں سے دور رہنا۔

② نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے لیکن روزانہ نہیں بلکہ ناغے کے ساتھ، کیونکہ روز روز کی نصیحت اکتاہٹ کا باعث ہوتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ہماری اکتاہٹ کے اندیشے سے ہمیں ناغہ دے کر وعظ کیا کرتے تھے۔[1]

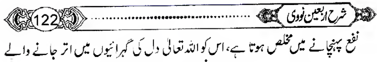
③ وعظ و نصیحت جس قدر بلیغ اور موثر انداز میں ہو اتنی ہی بہتر ہے۔ دل دہلا دینے والی اور آنکھوں کو اشکبار کر دینے والی چیزوں کے تذکرے سے وعظ کی تاثیر بڑھ جاتی ہے۔ نبی ﷺ جب خطاب فرماتے تو آپ کا غصہ بڑھ جاتا، آواز بلند ہو جاتی، آنکھیں سرخ ہو جاتیں، گویا آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں کہ وہ صبح یا شام کو تم پر حملہ آور ہونے والا ہے۔[2]

واعظین کو وعظ کے لیے ایسی آیات اور احادیث کا انتخاب کرنا چاہیے جن کا سامعین پر اثر پڑتا ہے اور جن سے دلوں پر رقت طاری ہوتی ہے، لیکن اس کے لیے جھوٹی اور ضعیف احادیث، بے ثبوت خوابوں اور قصے کہانیوں کا سہارا لینے کی قطعاً ضرورت نہیں، کیونکہ قرآن مجید اور صحیح احادیث میں جو کچھ ہے وہ کافی ہے۔ دراصل جو شخص اللہ کے بندوں کو

---

① صحیح البخاری، کتاب العلم، باب ما کان النبی ﷺ یتخولهم بالموعظة و العلم کی لا ینفروا، حدیث: ٦٨؛ صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب الاقتصاد فی الموعظة، حدیث: ٢٨٢١

② صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة و الخطبة، حدیث: ٤٣، ٨٦٧.



نفع پہنچانے میں مخلص ہوتا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ دل کی گہرائیوں میں اتر جانے والے موثر اسلوب سے نواز دیتا ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے جتنا عطا کرے۔

④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کی وصیتوں کے بڑے حریص تھے۔ احادیث میں اس کی بہت ساری مثالیں پائی جاتی ہیں ایک تو یہی حدیث ہے کہ صحابہ نے کہا: آپ ہمیں وصیت فرمایئے۔ ایک حدیث گزر چکی ہے کہ ایک صحابی نے کہا: مجھے کوئی وصیت کیجئے، تو آپ نے فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔''[1]

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی سفر پر جا رہے تھے تو انہوں نے نبی ﷺ سے وصیت چاہی تو آپ نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور ہر بلند مقام پر اللہ کی تکبیر بلند کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔''[2]

⑤ حدیث سے تقویٰ اور اس کی وصیت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ تقویٰ یہ ہے کہ آدمی اللہ کے عذاب سے بچاؤ کا سامان کر لے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اگلوں اور پچھلوں کو تقویٰ ہی کی وصیت کی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿وَ لَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَ اِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾[3]

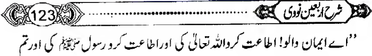
''اور یقیناً ہم نے ان لوگوں کو جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے تھے اور تم کو بھی یہی حکم کیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔''

⑥ مسلمان حاکموں کی سمع واطاعت واجب ہے سوائے اس صورت کے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں۔ کتاب وسنت کے بہت سے نصوص اس پر دال ہیں۔ ارشاد باری ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾[4]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب ٦١١٦. [2] (حسن) سنن ابن ماجه، کتاب الجهاد، باب فضل الحرس و التکبیر فی سبیل الله ٢٧٧١. [3] ٤/ النساء: ١٣١
[4] ٤/ النساء: ٥٩.



''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔''

ظاہر یہی ہے کہ یہ آیت علماء اور حکام دونوں طرح کے اختیار والوں اور ذمہ داروں کے بارے میں ہے۔ واللہ اعلم۔

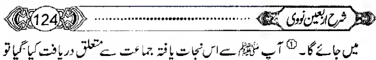
نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''مسلمان آدمی پر اپنی پسند و نا پسند سب میں سمع و اطاعت واجب ہے سوائے اس صورت کے کہ نافرمانی کا حکم دیا جائے، اگر اسے نافرمانی کا حکم دیا جائے تو پھر سمع و اطاعت نہیں ہے۔''①

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''سنو اور بات مانو اگرچہ تمہارے اوپر ایسا حبشی غلام متعین کر دیا جائے جس کا سر کشمش کی طرح ہو۔''②

⑦ اطاعت صرف معروف کاموں میں ہے، خالق کی معصیت میں کسی کی اطاعت درست نہیں۔ یہیں سے ان لوگوں کی غلطی واضح ہو جاتی ہے جو لوگ خلاف شریعت امور میں بھی اپنے علماء اور حکام کی اطاعت کرتے ہیں، جیسے بعض صوفیاء حضرات مریدوں سے کہتے ہیں کہ پیر کی کسی بات پر اعتراض درست نہیں اور اس کی مخالفت صحیح نہیں، اگرچہ اس کا عمل صریح گناہ معلوم ہو رہا ہو، ایسے ہی وہ مقلدین بھی کھلی غلطی پر ہیں جو تعصب کی بنا پر نبی ﷺ کی صاف اور صریح حدیث کے ہوتے ہوئے اپنے امام اور اپنے مذہب کی بات آگے رکھتے ہیں۔

⑧ یہ حدیث نبی ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی اور معجزہ ہے کہ آپ نے امت کے اختلاف کی جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔ آپ کا ارشاد ہے: ''خبردار! تم سے پہلے اہل کتاب بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور یہ ملت عنقریب تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی، بہتر جہنم میں جائیں گے صرف ایک جنت

① صحيح البخاری، كتاب الجهاد والسير، باب السمع و الطاعة للامام، حديث: ٢٩٥٥؛ صحيح مسلم، كتاب المغازی، باب وجوب طاعة الأمراء فی غير معصية، و تحريمها فی المعصية، حديث: ٣٨/ ١٨٣٩. ② صحيح البخاری، كتاب الأذان، باب امامة العبد و المولی، حديث: ٦٩٦/ ٦٩٣.



میں جائے گا۔[1] آپ ﷺ سے اس نجات یافتہ جماعت سے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''آج جس طریقے پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں اس طریقے کو اختیار کرنے والی جماعت نجات یافتہ ہوگی۔''

⑨ نبی ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کو مضبوطی کے ساتھ تھامنا اتحاد کا راستہ اور اختلاف وتفرقہ بازی سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ صرف مضبوطی سے تھامنا نہیں بلکہ خوب مضبوطی سے تھامنا جیسے داڑھوں سے کوئی چیز مضبوط پکڑی جاتی ہے، تاکہ بدعات وخواہشاتِ نفس میں مبتلا ہو کر آدمی ان راہوں پہ نہ چلا جائے جو کتاب وسنت اور سلف صالحین کی روش سے مختلف ہیں۔

[1] (**ضعیف**) سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی افتراق هذه الامة، حدیث: ۲٦٤١۔ یہ روایت عبدالرحمٰن بن زیاد الأنعم الافریقی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

اَلْحَدِيْثُ التَّاسِعَ وَالْعِشْرُوْنَ (٢٩)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ، قَالَ: «لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيمٍ وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ» ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ» ثُمَّ تَلَا: ﴿ تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿يَعْمَلُوْنَ﴾[1] ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعَمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟» قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: «رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ، وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ» ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ؟» قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ، ثُمَّ قَالَ: «كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا» قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ، أَوْ قَالَ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.[2]

---

[1] ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [٣٢/ السجدة: ١٦-١٧].

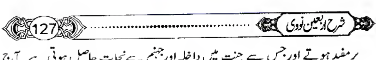
[2] **(حسن)** سنن الترمذي، كتاب الايمان، باب في حرمة الصلاة، حديث ٢٦١٦.

[خیر کے دروازے]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کر دے۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے عظیم چیز کا سوال کیا ہے البتہ یہ اس شخص کے لیے بڑا آسان کام ہے جس کے لیے اللہ آسان کر دے۔ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو، نماز کی پابندی کرو، زکاۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، بیت اللہ کا حج کرو۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمھیں خیر کے دروازے نہ بتلا دوں، روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو اسی طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اور رات کی تنہائی میں آدمی کی نماز۔'' پھر آپ نے ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ﴾ سے ﴿يَعْمَلُوْنَ﴾ تک آیات تلاوت فرمائیں۔ پھر فرمایا: ''میں تمھیں دین کی بنیاد، اس کے ستون اور اس کی کوہان کی چوٹی کی خبر نہ دوں؟'' میں نے کہا: ضرور اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''دین کی اصل اسلام (اطاعت و فرمانبرداری) ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی چوٹی جہاد ہے'' پھر فرمایا: ''کیا میں تم کو ان سب کی اصل کی خبر نہ دوں؟'' میں نے کہاں ضرور اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنی زبان پکڑ کے ارشاد فرمایا: اس کو روکے رکھو (یعنی اس پر قابو رکھو)۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا ہم اس پر بھی پکڑے جائیں گے جو ہم بولتے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''تمھاری ماں تمھیں گم پائے، لوگوں کو جہنم میں ان کے منہ اور نتھنوں کے بل ان کی زبانوں کی کمائی ہی تو گرائے گی۔'' (اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے)

شرح وفوائد

① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے سوالات کیا کرتے تھے جو ان کے لیے ذہنی طور



پر مفید ہوتے اور جس سے جنت میں داخلہ اور جہنم سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ آج لوگوں کا حال یہ ہے کہ لایعنی سوالات کرتے ہیں، کبھی عالم کو آزمانے کے لیے اور کبھی اپنا علم دکھلانے کے لیے۔ اللہ ہمیں نیک کاموں کی توفیق دے۔

② نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کی حوصلہ افزائی کی اور ان کا شوق بڑھایا اور ان کے سوال کی تعریف کی۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی چیز کا سوال جس سے آدمی جنت پا جائے اور جہنم سے بچ جائے بہت عظیم سوال ہے۔ اسی سوال کا جواب دینے کے لیے تو سارے انبیاء آئے اور ساری کتابیں نازل کی گئیں۔

③ توفیق تو اصل میں اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ جسے ہدایت دے اس کے لیے ہدایت کی راہ آسان ہو جاتی ہے اور جسے محروم کر دے اس کے لیے دشوار گزار ہو جاتی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۝ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ۝﴾ ①

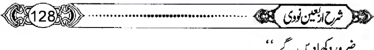
''جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور (اپنے رب سے) ڈرا اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہا تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے، لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پروائی برتی اور نیک بات کی تکذیب کی تو ہم بھی اس کی تنگی اور مشکل کا سامان میسر کر دیں گے۔''

جو لوگ راہِ ہدایت اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اس پر ثابت قدمی کی دعا کرتے رہتے ہیں وہ اللہ کی ذات سے یہ یقین رکھیں کہ وہ ضرور باتوفیق ہوں گے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ ②

''جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں

① ۹۲/اللیل: ۵۔۱۰. ② ۲۹/العنکبوت/ ۶۹



ضرور دکھادیں گے۔''

④ جہنم سے بچانے والی اور جنت میں داخلہ دلانے والی سب سے پہلی چیز توحید ہے۔ اس سے توحید کی اہمیت وعظمت معلوم ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے اندر سب سے پہلا حکم یہی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ ①

''اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔''

کسی بھی عبادت کے قبول ہونے کی دو شرطیں ہیں: ایک اخلاص اور دوسری اتباع سنت۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ﴾ ②

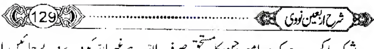
''باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے جو اپنے کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی نیکو کار۔''

اللہ کے تابع ہونے کا مطلب اللہ کے لیے مخلص ہونا اور نیکو کار رہنے کا مطلب ہے متبع سنت ہونا۔

⑤ شرک ایسا منحوس اور خطرناک گناہ ہے جس کے ہوتے ہوئے انسان کی مغفرت نہیں ہوسکتی۔ شرک اس روئے زمین پر کئے جانے والے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ شرک کرنے والے انسان پر جنت حرام ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

شرک یہ ہے کہ اللہ کی خصوصیات میں غیر اللہ کو اللہ کے برابر کر دیا جائے۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک شرک اکبر جس سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور توبہ کے بغیر اس کی بخشش نہیں ہوتی۔ اور دوسری قسم شرک اصغر ہے جو شرک اکبر تک پہنچانے کا ذریعہ ہے مثلاً ریا و نمود اور غیر اللہ کی قسم وغیرہ۔

① ۲/البقرة: ۲۱۔ ② ۳/النساء: ۱۲۵۔



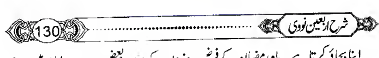
شرک اکبر یہ ہے کہ وہ امور جن کا مستحق صرف اللہ ہے غیر اللہ کو دے دیے جائیں یا کوئی عبادت غیر اللہ کے لیے کی جائے۔ اس کی چار قسمیں ہیں:

- دعا میں شرک: عبادت میں شرک کی تمام قسمیں اس میں داخل ہیں مثلاً غیر اللہ سے دعا کرنا، ان سے مدد مانگنا، ان سے فریاد کرنا، ان کی پناہ ڈھونڈنا، ان کے لیے قیام، رکوع اور سجدہ کرنا، ان کے لیے نذر و نیاز دینا یا جانور ذبح کرنا، کعبہ کے سوا کسی اور جگہ کا طواف اور حج کرنا وغیرہ۔ یا رسول اللہ مدد، یا علی مدد، یا غوث مدد پکارنے والا بھی شرک میں واقع ہو جاتا ہے۔
- نیت و ارادہ میں شرک: اس کی مزید چار قسمیں ہیں:
- نیک اعمال سے مقصد جنت کی طلب اور جہنم سے نجات ہونے کے بجائے جان و مال اور اہل و عیال کی حفاظت اور دنیوی ترقی وغیرہ مقصود ہو۔
- آخرت کے ثواب کے بجائے صرف لوگوں کو دکھانا مقصود ہو۔
- نیک عمل کر کے صرف مال کمانا مقصود ہو مثلاً مال کمانے کے لیے حج کرے یا جہاد کرے یا نماز کی پابندی اس لیے کرے کیونکہ مسجد میں ملازم ہے۔
- عمل تو خالص اللہ کے لیے کرے لیکن ساتھ کوئی ایسا کفریہ عمل بھی کرتا ہو جس کی وجہ سے اسلام سے نکل جائے۔
- اطاعت میں شرک: اطاعت میں شرک یہ ہے کہ قرآن اور حدیث کی واضح، صحیح اور صریح دلیل آجانے کے باوجود اپنے عالم، پیر اور بڑے کی بات نہ چھوڑے اور قرآن وحدیث کو چھوڑ دے۔
- محبت میں شرک: غیر اللہ سے اللہ جیسی یا اللہ سے بڑھ کر محبت رکھنا شرک ہے۔

⑥ ارکان اسلام کی بڑی اہمیت ہے، شریعت کے مطابق ان کی ادائیگی اور پابندی جنت میں داخلے کا سبب ہے۔

⑦ خیر کے دروازے بہت سے ہیں۔ واجبات وفرائض کے علاوہ نوافل ومستحبات بکثرت ہیں۔

⑧ روزہ ڈھال ہے جس کے ذریعے سے مومن دنیا میں گناہ سے اور آخرت میں جہنم سے



اپنا بچاؤ کرتا ہے۔ ماہِ رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ بعض دوسرے ایام میں روزہ رکھنے کی ترغیب احادیث میں آئی ہے جو حسب ذیل ہیں: محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ، میدان عرفات میں موجود حاجیوں کے علاوہ کے لیے عرفہ (۹/ ذوالحجہ) کا روزہ، سوموار اور جمعرات کا روزہ، ہر مہینہ میں تین دن کا روزہ، ایک دن ناغہ کر کے روزہ، شوال کے چھ دنوں کا روزہ، ماہ محرم اور ماہ شعبان میں روزہ۔

⑨ صدقہ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ وہ گناہوں کو مٹاتا اور ان کا کفارہ بنتا ہے۔ نیز نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''قیامت کے دن مومن کا صدقہ اس کے لیے سایہ ہوگا۔''①

⑩ قیام اللیل خیر کا ایک عظیم دروازہ ہے۔ اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرض کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔''② سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ اور رات کو جب لوگ سور ہے ہوں تو نماز پڑھو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔''③ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک رات میں ایک گھڑی ایسی ہے جسے کوئی مسلمان اللہ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگتے ہوئے پالے تو اللہ تعالیٰ اس کا سوال ضرور عطا فرماتا ہے اور وہ گھڑی ہر رات میں آتی ہے۔④

⑪ نبی ﷺ بھی قرآن پاک کو بطور دلیل پیش کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے رات کی نماز کی اہمیت بتلاتے ہوئے آیت تلاوت فرمائی:

① **(حسن)** مسند احمد: ٤/ ٢٣٣، حديث: ١٨٢٠٧۔ ابن اسحاق نے ابن خزیمہ (٢٢٣٢) میں سماع کی صراحت کر رکھی ہے۔ اس لیے اس کی سند حسن ہے۔ ② صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل صوم المحرم، حديث: ٢٠٣/ ١١٦٣. ③ **(صحيح)** سنن الترمذي، ... باب حديث، أفشوا السلام... حديث: ٢٤٨٥؛ سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلوات، باب ما جاء في قيام الليل، حديث: ١٣٣٤ وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ١٣، ٤/ ١٦٠ ووافقه الذهبي. ④ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب في الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء، حديث: ١٦٦/ ٧٥٧.



﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ [1]

''ان کے پہلو اپنے بستروں سے الگ رہتے ہیں۔''

⑫ دین کا سرا اسلام ہے۔ اسلام سے مراد شہادتین ہے جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی تفسیر موجود ہے۔ جو شخص اپنے ظاہر و باطن میں شہادتین کا اقرار نہ کرے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور شہادتین کے بعد سب سے اہم چیز نماز ہے۔

⑬ اللہ کے ہاں جہاد فی سبیل اللہ کا بڑا عظیم مرتبہ ہے، اسی لیے اسے کوہان کی بلندی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جہاد کی فضیلت میں بے شمار آیات و احادیث ہیں۔ جہاد جان سے بھی ہوتا ہے اور مال سے بھی اور زبان سے بھی۔ جان سے جہاد یہ ہے کہ کفار سے لڑائی میں پوری محنت و کوشش کی جائے، مال کا جہاد یہ ہے کہ مجاہدین کے لیے ہتھیار وغیرہ خریدنے اور دیگر اخراجات کے لیے مال خرچ کیا جائے اور زبان کا جہاد یہ ہے کہ کفار و منافقین کو اللہ کی طرف بلایا جائے اور ان پر حجت قائم کر دی جائے۔

زبان بڑی خطرناک چیز ہے، اسے قابو میں رکھنے ہی میں ہر قسم کی بھلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

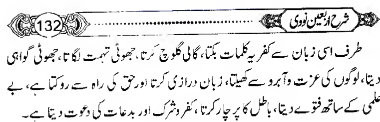
﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [2]

''(انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا، مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔ (جو اسے لکھ لیتا ہے)''

اور یہ حدیث گزر چکی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔'' [3]

زبان ہی وہ چیز ہے جس سے خیر و شر کے بہت سے اعمال صادر ہوتے ہیں۔ زبان ہی سے آدمی اللہ کا ذکر کرتا، اس کی تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر کہتا ہے، بھلائیوں کا حکم دیتا اور برائیوں سے روکتا ہے، اللہ کے دین کی طرف بلاتا اور غلطیوں کی اصلاح کرتا ہے۔ دوسری

① ۳۲/السجدة:۱۶. ② ۵۰/ق:۱۸. ③ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب في الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء، حديث: ۱۶۶/ ۷۵۷



طرف اسی زبان سے کفریہ کلمات بکتا، گالی گلوچ کرتا، جھوٹی تہمت لگاتا، جھوٹی گواہی دیتا، لوگوں کی عزت وآبرو سے کھیلتا، زبان درازی کرتا اورحق کی راہ سے روکتا ہے، بے علمی کے ساتھ فتوے دیتا، باطل کا پرچار کرتا، کفر وشرک اور بدعات کی دعوت دیتا ہے۔

زبان کا استعمال اگر خیر وبھلائی میں ہے تو انجام بخیر ہے اور اگر برائی میں ہے تو انجام بھی اسی کے مطابق ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ خاموشی بلاکتوں سے نجات اور سلامتی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

اَلْحَدِيْثُ الثَّلَاثُوْنَ (٣٠)

عَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ جُرْثُوْمِ بْنِ نَاشِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ فَرَائِضَ، فَلَا تُضَيِّعُوهَا، وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا، وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ، فَلَا تَنْتَهِكُوهَا، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ غَيْرَ نِسْيَانٍ، فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا». حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَغَيْرُهُ. ①

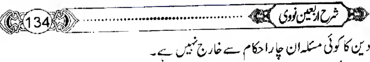
[حدودِ الٰہی کی پابندی ضروری ہے]

سیدنا ابوثعلبہ خشنی جرثوم بن ناشر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض فرمائی ہیں ان کو ضائع نہ کرو اور کچھ حدود مقرر کی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور اس نے کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے ان کا ارتکاب نہ کرو اور کچھ چیزوں کے بارے میں بھول کر نہیں بلکہ تم پر رحم فرماتے ہوئے خاموشی برتی ہے ان کے بارے میں بحث نہ کرو۔" (یہ حدیث حسن ہے۔ اسے دار قطنی وغیرہ نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① یہ حدیث دینی مسائل کی ایک عظیم بنیاد ہے۔ اس میں احکام کو چار قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے: ① فرائض ② محارم ③ حدود ④ مسکوت عنہ (جن امور پر خاموشی اختیار کی گئی ہے)۔

① (**ضعیف**) سنن دار قطني: ٤/ ١٨٣، ١٨٤، سنن الكبرى للبيهقي: ١٠/ ١٢-١٣. مکحول نے ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا اس لیے یہ سند منقطع ہے۔ دیکھیے: مشکاۃ تحقیق حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ: ١٩٧.



دین کا کوئی مسئلہ ان چار احکام سے خارج نہیں ہے۔

② فرائض کی پابندی نہایت اہم ہے۔ یاد رہے کہ فرائض کی دو قسمیں ہیں:

⊙ فرض کفایہ: وہ عمل جس کی شریعت میں انجام دہی مقصود ہے اس سے قطع نظر کہ اس کا فاعل کون ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر چند لوگوں نے اسے انجام دے دیا تو یہ تمام سے ساقط ہو جائے گا اس کی مثال اذان و اقامت اور نماز جنازہ وغیرہ کی ہے۔

⊙ فرض عین:۔ وہ عمل جس میں شریعت کا مقصود فعل و فاعل دونوں ہیں۔ جس کا مطالبہ ہر شخص سے ہے اور جو ہر شخص کو ادا کرنا ضروری ہے جیسے اسلام کے پانچوں ارکان۔

اللہ کی حدود سے تجاوز کرنا حرام ہے۔ حدود اللہ میں اوامر و نواہی دونوں داخل ہیں، اوامر و احکامات کے تجاوز سے روکا گیا ہے مثلاً: ارشاد باری ہے:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ ①

''یہ اللہ کی حدود ہیں خبردار ان سے آگے نہ بڑھنا اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں۔''

اسی لیے شریعت نے غلو اور تجاوز سے روکا ہے۔ نبی ﷺ نے منیٰ میں جمرات پر کنکری مارتے ہوئے چنے کے برابر کنکریاں [illegible] طرح کی کنکریوں سے مارو اور غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلی امتوں کو غلو نے تباہ کر دیا تھا۔'' ②

③ حدود اللہ میں اوامر و نواہی اور ممنوعات کی حدوں کے قریب جانے سے روکا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ﴾ ③

① ۲/البقرة: ۲۲۹. ② **(صحیح)** سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب قدر حصى الرمى، حديث: ۳۰۲۹؛ سنن النسائي، كتاب الحج، باب التقاط الحصى، حديث: ۳۰۵۹. وصححه ابن خزيمة: ۲۸۶۷ وابن حبان: ۱۰۱۱ والحاكم: ۱/ ۴۶۶ والذهبي. ③ ۲/البقرة: ۱۸۷.



''یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ بچیں۔''

تمام گناہوں کے قریب جانے سے شریعت میں روکا گیا ہے۔ ارشادِ مولیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی﴾ [1]

''زنا کے قریب مت جاؤ۔''

نیز ارشاد ہے:

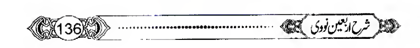
﴿وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾ [2]

''اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو مستحسن ہے۔''

گناہوں کے قریب جانے سے اس لیے روک دیا گیا، کیونکہ ان میں پڑنے سے ایمان کم ہو جاتا اور اللہ تعالیٰ سے دوری پیدا ہو جاتی ہے۔ گنہگار یہ نہ دیکھے کہ گناہ چھوٹا ہے بلکہ وہ یہ دیکھے کہ وہ ذات کتنی بڑی اور کتنی عظمت والی ہے جس کی وہ نافرمانی کر رہا ہے!۔ اہل ایمان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ گناہ ہو جانے کے بعد فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں اور توبہ واستغفار کے ذریعے اس کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

④ مسکوت عنہ وہ امور ہیں جن کے بارے میں شریعت میں خاموشی اختیار کی گئی ہے اور جن کا کوئی حکم بیان نہیں کیا گیا۔ ایسے امور کا حکم یہ ہے کہ وہ معاف ہیں اور ان کے بارے میں زیادہ بحث وکرید ممنوع ہے۔

① ۱۷/الاسراء: ۳۲۔ ② ٦/الانعام: ۱۵۲



اَلْحَدِيْثُ الْحَادِى وَالثَّلاثُونَ (۳۱)

عَنْ أَبِيْ الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ ﷺ السَّاعِدِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَأَحَبَّنِيَ النَّاسُ، فَقَالَ: «اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ». حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجهْ وَغَيْرُهُ بِأَسَانِيدَ حَسَنَةٍ. ①

[اللہ اور لوگوں کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ]

ابو العباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے جسے میں کرلوں تو اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ آپ نے فرمایا: ''دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اُس سے بے رغبت رہو تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔'' (یہ حدیث حسن ہے۔ اسے ابن ماجہ وغیرہ نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① اس حدیث میں اللہ اور اس کے بندوں کی محبت حاصل کرنے کا گر سکھایا گیا ہے۔

---

① (**ضعیف**) سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الزهد في الدنيا، حديث: ٤١٠٢؛ المستدرك للحاكم واللفظ له: ٤/ ٣١٣۔ یہ روایت خالد بن عمرو (متروک) کی وجہ سے ضعیف ہے۔

انسان کی اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے خالق اور تمام مخلوقات کے یہاں محبوب ہو جائے۔

② دنیا سے زہد و بے رغبتی ایک فضیلت والا عمل اور اللہ کی محبت کا باعث ہے۔ زہد آخرت میں نفع نہ دینے والی تمام چیزوں کو چھوڑ دینے کا نام ہے، اس کی بنا پر انسان دنیا کی طرف مائل نہیں ہوتا، بلکہ اس کی حالت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مصداق ہوتی ہے کہ دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی پردیسی یا راہ گزر مسافر۔[1] زہد دنیا سے کنارہ کشی کا نام نہیں، بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے اور اس کی جائز نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے دلچسپی، اس کی لالچ اور اس کی محبت دل سے نکال دینے کا نام ہے۔

دنیا کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾[2]

''اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿وَ مَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ وَّ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ﴾[3]

''یہ دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشا ہے اور بے شک آخرت کا گھر ہی ہمیشہ رہنے والا ہے، اگر وہ جانتے ہوتے۔''

دنیا کی عیش و راحت کے لیے بعض لوگ حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے حالانکہ آخرت کی سزا کے مقابلے میں دنیا کی عیش و راحت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بروز قیامت جہنمیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال رہا ہوگا، اسے جہنم میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی راحت دیکھی؟ کیا کبھی تجھ پر خوشحالی کا گزر ہوا؟ وہ کہے گا: نہیں، اللہ کی قسم!

---

① صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب قول النبي ﷺ "كن في الدنيا كأنك غريب..."، حديث: ٦١١٦. ② ٥٧/الحديد:٢٠. ③ ٢٩/العنكبوت: ٦٤

اے میرے رب! اور جنتیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا، جو دنیا میں سب سے زیادہ دکھی اور مصیبت زدہ تھا، اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی سختی اور تنگی دیکھی ہے؟ کیا تیرے ساتھ کبھی سختی کا گزر ہوا؟ وہ کہے گا: نہیں، اللہ کی قسم! میرے ساتھ کبھی سختی کا گزر نہیں ہوا، نہ کبھی میں نے سختی اور تکلیف دیکھی ہے۔"[1]

③ لوگوں کی محبت حاصل کرنے کا بہترین نسخہ یہ ہے کہ ان کے پاس موجود چیزوں کا لالچ نہ کیا جائے بلکہ ان کے مال و دولت سے بے رغبتی اختیار کی جائے، کیونکہ انسان اپنے سامنے ہاتھ پھیلانے والے کو اپنے سے کمتر، حقیر اور ایک بوجھ سمجھتا ہے، مال خرچ کرنے میں گرانی محسوس کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ سائل سے بغض و نفرت اور کراہت پیدا ہوتی ہے۔ مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے فکر و غم اور بے چینی پیدا ہوتی ہے اس کے برخلاف اگر بندہ بندوں سے بے نیاز ہو کر اپنی ساری امیدیں اللہ سے وابستہ کر دے، اسی پر اعتماد و توکل کرے اور اسی سے اپنی مرادیں مانگے تو اس سے جہاں اس کے قلب و روح کو اطمینان و سکون نصیب ہوگا، وہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے ہر مشکل کو آسان کر دے گا، ہر دشواری کو سہولت میں بدل دے گا اور اس کو ایسی جگہوں سے رزق عطا فرمائے گا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا، اس کے سارے غم دور کر دے گا اور اسے ایسی قابل رشک آزادی عطا فرمائے گا جس سے بڑھ کر دنیا کی کوئی چیز نہیں۔

④ دنیا سے زہد و بے رغبتی جب تک شرعی حدود میں ہو قابل تعریف ہے، لیکن اگر کوئی ان حدود کو تجاوز کر جائے تو وہ قابل مذمت ہو جاتا ہے۔ گمراہ صوفیوں نے زہد کے نام پر خلوت گزینی اور خانقاہ نشینی ایجاد کی، پھر جہالت میں غوطہ زن ہو کر ہر ضلالت کو فروغ دیا، لہٰذا افراط و تفریط سے خبردار رہنا نہایت اہم ہے۔ کچھ لوگوں نے حلال کمانے، شادی کرنے، اولاد کی تعلیم و تربیت میں مشغول ہونے اور علم حاصل کرنے کو دنیا داری سمجھ لیا ہے، حالانکہ ان امور کا اسلامی شریعت میں حکم دیا گیا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب صبغ أنعم أهل الدنیا فی النار، و صبغ أشد هم بؤسًا فی الجنة، حدیث: ۲۸۰۷



اَلْحَدِيْثُ الثَّانِي وَالثَّلَاثُونَ (٣٢)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ سَعْدِبْنِ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ» حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَغَيْرُهُمَا مُسْنَدًا، وَرَوَاهُ مَالِكٌ فِي «الْمُوَطَّإِ» عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا، فَأَسْقَطَ أَبَا سَعِيدٍ، وَلَهُ طُرُقٌ يَقْوَى بَعْضُهَا بِبَعْضٍ. ①

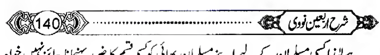
[ضرر رسانی کی ممانعت]

ابوسعید سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہ کسی کو (ابتدا میں) نقصان پہنچانا جائز ہے اور نہ انتقام کی صورت میں نقصان پہنچانا جائز ہے۔'' (یہ حدیث حسن ہے۔ ابن ماجہ اور دارقطنی وغیرہ نے مسنداً روایت کیا ہے اور امام مالک نے موطا میں عمرو بن یحیی عن ابیہ عن النبی ﷺ کے طریق سے مرسل روایت کیا ہے اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا مگر اس حدیث کی کئی سندیں ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں)

شرح وفوائد

① یہ حدیث دین کا ایک اہم اصول بیان کرتی ہے، وہ یہ کہ شرعی طور پر ضرر ختم کر دیا گیا

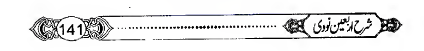
① (**ضعیف**) سنن ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب من بنی فی حقہ مایضر بجارہ: ٢٣٤٠، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت کی سند میں اسحاق بن یحیی مجہول الحال ہے جبکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (٢٣٤١) کی روایت جابر جعفی (متروک) کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔ سنن دار قطنی: ٤/ ٥١، الموطا: ٢/ ٧٤٥



ہے لہٰذا کسی مسلمان کے لیے اپنے مسلمان بھائی کو کسی قسم کا ضرر پہنچانا جائز نہیں خواہ قول وفعل سے ہو یا ناحق اشارے سے اور خواہ ضرر پہنچانے والے کو اس سے کوئی فائدہ ہو رہا ہو یا نہ ہو رہا ہو۔ اگر کسی نے کسی کو کوئی ضرر پہنچایا تو بھی بدلہ میں از خود ضرر پہنچانا جائز نہیں، بلکہ حاکم اور قاضی کے پاس معاملہ لے جانا چاہیے۔

اس حدیث کے تحت بہت سے فقہی مسائل آتے ہیں جن میں سے چند کا ہم یہاں بطور مثال ذکر کرتے ہیں۔

- ایک پڑوسی کے لیے اپنی ملکیت میں کوئی ایسا عمل کرنا حرام ہے جس سے اس کے پڑوسی کو ضرر ہو مثلاً اپنی زمین میں گڑھا کھودنے یا حمام بنانے یا چکی لگانے یا تنور جلانے سے اگر پڑوسی کو ضرر پہنچ رہا ہے تو یہ اعمال حرام ہوں گے۔
- پڑوسی کی دیوار میں اس کی اجازت کے بغیر میخ گاڑنا یا طاق کھولنا حرام ہے۔
- اگر پڑوسی کے ساتھ کی مشترک دیوار گر جائے یا چھت گر جائے یا گرنے سے نقصان کا خطرہ ہو تو دونوں کو مل کر اسے درست کرنا ہوگا اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اسے ایسا کرنے کے لیے مجبور کیا جائے گا۔
- بیوی کو تنگ کرنا اور اسے تکلیف پہنچانا تا کہ وہ خود خلع لینے پر مجبور ہو جائے، حرام ہے۔
- بچے کی وجہ سے بیوی شوہر کو یا شوہر بیوی کو تکلیف پہنچائے یا نقصان میں مبتلا کرے تو یہ عمل حرام ہے۔
- کسی وارث کی وجہ سے مورث کو نقصان پہنچانا یا وصیت کرنے والے کا اپنی وصیت میں نقصان پہنچانا حرام ہے۔
- اسلام میں نقصان پہنچانا ممنوع اور اس کے مقابلے میں اچھے برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے۔



اَلْحَدِیْثُ الثَّالِثُ وَالثَّلاثُونَ (٣٣)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ، لَادَّعَى رِجَالٌ أَمْوَالَ قَوْمٍ وَدِمَاءَهُمْ لٰكِنِ الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ» حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُ هٰكَذَا، وَبَعْضُهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ. ①

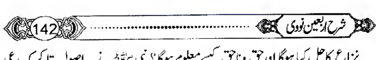
[دعویٰ کیسے ثابت ہوتا ہے؟]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر لوگوں کو صرف ان کے دعوؤں کی بنیاد پر دے دیا جائے تو کچھ لوگ دوسروں کے جان و مال کا دعویٰ کر بیٹھیں گے۔ لہٰذا دعوے دار کو دلیل دینا ہوگی اور انکار کرنے والے کو قسم کھانی ہوگی۔'' (یہ حسن حدیث ہے۔ اسے بیہقی وغیرہ نے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس کا بعض حصہ صحیحین میں ہے)

شرح وفوائد

① یہ بڑی عظیم حدیث ہے۔ اختلافات وتنازعات کے وقت فیصلہ کی بنیاد ہے۔ ایک آدمی دوسرے شخص پر کسی حق کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسرا اس کا انکار کرتا ہے یا ایک شخص اپنے اوپر کسی ثابت حق کی ادائیگی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور دوسرا انکار کرتا ہے تو آخر اس

① صحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب اليمين على المدعى عليه، حديث: ١٧١١؛ سنن الكبرى للبيهقي: ١٠/ ٢٥٢۔ نیز دیکھئے: صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب ان الذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلا، حديث: ٤٥٥٢.



نزاع کا حل کیا ہوگا اور حق وناحق کیسے معلوم ہوگا؟ نبی ﷺ نے یہ اصول بتا کر کہ مدعی کو دلیل پیش کرنی ہوگی اور دلیل نہ ہونے کی صورت میں مدعاعلیہ حلف اٹھائے گا، اختلاف کے حل کا ذریعہ بتادیا۔

② یہ حدیث ہر قسم کے دعاوی میں عام ہے۔ جو شخص کسی پر کسی حق یا قرض یا سامان کا دعویٰ کرے تو اس سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے گا، صحیح دلیل پیش کر دینے کی صورت میں اس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا اور اگر صحیح دلیل پیش نہ کر سکا تو مدعاعلیہ حلف اٹھا کر اس تہمت سے بری ہو جائے گا۔

ایسے ہی اگر کوئی شخص اپنے اوپر ثابت حق سے براءت کا دعویٰ کرے اور صاحب حق انکار کرے تو جب تک وہ اپنی براءت اور حق کی ادائیگی کی دلیل پیش نہ کرے اس کے ذمہ حق کو ثابت مانا جائے گا، کیونکہ یہی اصل ہے، البتہ صاحب حق کو حلف اٹھانا ہوگا کہ اس کا حق فلاں کے ذمہ باقی ہے۔

③ کسی مدعی کو صرف اس کے دعویٰ کی بنیاد پر کوئی چیز نہ دی جائے گی کیونکہ اگر ایسا ہو جائے تو کچھ لوگ دوسروں کے جان ومال کا دعویٰ کر دیں گے اور شر وفساد اس قدر بڑھ جائے گا کہ اس کا روکنا ممکن نہ ہوگا اور لوگوں کے جان ومال غیر محفوظ ہو جائیں گے۔ اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت کس قدر کامل اور حقوق انسانی کی محافظ ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ یہ اس رب کریم کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو علم وحکمت والا اور اپنے بندوں پر بڑا رحیم وکریم ہے۔ اسلامی شریعت کے تمام احکام عدل وانصاف، رحم وکرم اور مظلوم کی حمایت پر مبنی ہیں۔



اَلْحَدِیْثُ الرَّابِعَ وَالثَّلاثُونَ (٣٤)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ [1]

برائی کے خاتمے کی کوشش

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ''تم میں سے جو شخص کوئی منکر (برائی) دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل سے (برا جانے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔'' (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① یہ حدیث انکارِ منکر کے وجوب کی دلیل ہے۔ منکر کا انکار ایک فریضہ اور ایمانی وصف ہے جس کی ادائیگی ہاتھ، زبان یا دل سے حسب استطاعت ضروری ہے۔

② حدیث کے الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص منکر کو اپنی آنکھوں سے دیکھے اسی پر انکار لازم ہے، مگر چونکہ رؤیت علم کے معنی میں بھی آتا ہے اس لیے زیادہ راجح یہی ہے کہ یہ حدیث دیکھنے اور جاننے دونوں کو شامل ہے اور ہر اس شخص پر انکارِ منکر

[1] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کون النهي عن المنکر من الإیمان، حدیث: ٤٩.

ضروری ہے جسے منکر کا علم ہو یا جس نے منکر کو دیکھا ہو۔

③ انکارِ منکر کا پہلا درجہ یہ ہے کہ اگر طاقت ہو تو ہاتھ سے روکے مثلاً حاکم اپنے محکوموں کو، آدمی اپنے گھر والوں کو، استاد اپنے طلبہ کو۔ انکار کے مفہوم میں منکر کو ختم کرنا، اس کے مرتکب کو تنبیہ، سزا کی دھمکی اور سزا دہی وغیرہ سب داخل ہے۔

④ انکارِ منکر کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ جسے ہاتھ سے انکار کی طاقت نہ ہو وہ اپنی زبان استعمال کرے، پند و نصیحت کرے اور دنیاوی واخروی سزاؤں کا خوف دلائے۔ چونکہ قلم بھی ایک زبان ہے اس لیے کسی برائی کے خلاف کتاب تصنیف کرنا، لٹریچر تحریر کرنا، اخبارات و مجلات میں مضامین لکھنا، اس منکر کے خطرات و نقصانات سے لوگوں کو خبر دار کرنا اور اس سے بچنے کے طریقے بتانا بھی زبان سے روکنے میں داخل ہے۔

⑤ انکارِ منکر کا تیسرا درجہ ہے دل سے انکار کرنا۔ دل سے انکار ہر مسلمان پر فرض ہے کیونکہ یہ آخری درجہ ہے جس کے بعد کوئی درجہ نہیں۔ بعض احادیث میں صراحت کے ساتھ یہ لفظ آیا ہے کہ اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان باقی نہیں رہتا۔ دل کے انکار کا مطلب یہ ہے کہ اس منکر کو ناپسند کرے، اس کے وجود سے اس کو دلی تکلیف ہو اور اس کی یہ نیت ہو کہ جب بھی زبان یا ہاتھ سے اس برائی کے ختم کرنے کا موقع ملے گا فوراً اپنی طاقت کے مطابق اسے ختم کرے گا۔

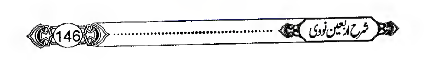
⑥ ایمانی خصلتوں میں فرقِ مراتب ہے۔ ہاتھ سے انکار کرنے والا صرف دل سے انکار کرنے والے سے افضل و اعلیٰ ہے۔ ایک شخص اگر کوئی ایمانی کام اپنی عاجزی اور ناتوانی کی بنا پر انجام نہیں دے پاتا تو وہ اگرچہ گنہگار نہیں، لیکن وہ شخص اس سے افضل ہے جو ایمانی کام سرانجام دے رہا ہے۔ اس اصول کی شریعت میں کئی مثالیں ہیں۔ ایک مثال عورتوں سے متعلق وارد وہ حدیث ہے جس میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”عورتوں کے دین کی کمی یہ ہے کہ وہ (ہر مہینے) کئی دن اور کئی راتیں نماز نہیں پڑھتیں۔“① مراد حیض (ماہواری) کے ایام ہیں۔ جبکہ ان دنوں میں خود شریعت نے

① صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب ترك الحائض الصوم، حدیث: ۳۰٤؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات، حدیث: ۸۰.

انہیں نماز سے روک دیا ہے اس کے باوجود اسے دین کی کمی بتایا گیا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ ایک امیر اپنے صدقہ وخیرات کی بنا پر اس فقیر سے افضل ہے جو صدقہ وخیرات نہیں کر سکتا، اگر چہ وہ صدقہ وخیرات نہ کرنے کی بنا پر گنہگار نہیں ہے۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ.

⑥ انکار منکر کے چار حالات ہیں، پہلی حالت یہ ہے کہ منکر ختم ہو جائے اور اس کی جگہ پر معروف آ جائے، دوسری حالت یہ ہے کہ منکر کم ہو جائے اگر چہ پوری طرح ختم نہ ہو، تیسری حالت یہ ہے کہ منکر تو ختم ہو جائے، لیکن اسی جیسا دوسرا منکر اس کی جگہ لے لے اور چوتھی حالت یہ ہے کہ منکر تو ختم ہو جائے لیکن اس کی جگہ پر اس سے بڑا منکر آ جائے۔ پہلی دو حالتوں میں انکار مشروع ہے، تیسری حالت میں اجتہاد کی ضرورت ہے اور چوتھی حالت میں انکار حرام ہے۔

برائیوں کے انکار میں اگر مسلمان کوتاہی برتنے لگیں گے تو اس کا انجام نہایت بھیانک ہوگا۔ اللہ کی رحمت سے دوری کے مستحق ہو جائیں گے، دنیا میں ہلاکت وبربادی ان کا مقدر ہو جائے گی اور ایک ایسی سزا سے دوچار ہو جائیں گے کہ دعائیں کرتے رہیں گے اور قبول نہیں ہوں گی۔



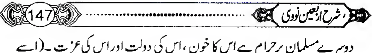
اَلْحَدِيثُ الْخَامِسَ وَالثَّلَاثُوْنَ (٣٥)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَكْذِبُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِىءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ ①

[اخوتِ اسلامی کے تقاضے]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''باہم حسد نہ کرو، ایک دوسرے کے بارے میں پراپیگنڈہ نہ کرو، ایک دوسرے کے بارے میں بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو، کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے، آپس میں اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اس کو بے سہارا نہیں چھوڑتا، اس سے جھوٹ نہیں بولتا اور نہ اسے حقیر ہی سمجھتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے اور آپ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا: آدمی کے براہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ایک مسلمان کا سب کچھ

① صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم ظلم المسلم ...، حديث: ٢٥٦٤.



دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون، اس کی دولت اور اس کی عزت ۔(اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① اس حدیث میں ایک پرامن اور مستحکم معاشرے کی تعمیر وتشکیل کی بنیادی اینٹوں کا ذکر کیا گیا ہے نیز ان بداخلاقیوں سے منع کیا گیا ہے جو سماج کے لیے ناسور کی حیثیت رکھتی ہیں۔

② حسد ایک بدترین اخلاقی مرض ہے، اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ حسد یہ ہے کہ انسان دوسرے پر اللہ کی نعمت کو ناپسند کرے یا دوسرے سے اللہ کی نعمت چھن جانے کی تمنا کرے۔

حسد کے بے شمار نقصانات ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

⊙ اللہ کے فیصلے سے ناراضی۔ کیونکہ محسود (جس سے حسد کیا گیا) کو ملی ہوئی نعمت اللہ کی طرف سے ہے، اس پر اگر کوئی اپنے بھائی سے حسد کرتا ہے تو گویا اللہ کی تقدیر اور تقسیم پر راضی نہیں، لہٰذا اس کے ایمان وتقویٰ میں خلل اور نقص ہے۔

⊙ حاسد اور محسود میں عداوت۔ کیونکہ عداوت ودشمنی حسد کا لازمی نتیجہ ہے، بسا اوقات اس پر زیادتی بھی ہو جاتی ہے۔

⊙ تنگدلی اور فکر وغم۔ کیونکہ محسود کو ملنے والی ہر نئی نعمت حاسد کی حسد کی آگ کے لیے نیا ایندھن ثابت ہوتی ہے اور حاسد کے فکر وغم اور جلن میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

⊙ یہود ونصاریٰ کی مشابہت۔ حسد اللہ کی مخلوق میں سب سے خبیث اور خسیس قوم یہودیوں اور نصرانیوں کی صفت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ﴾ ①

① ٢/البقرة: ١٠٩.

”اہل کتاب کے اکثر لوگ حق واضح ہو جانے کے باوجود محض حسد وبغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹادینا چاہتے ہیں۔“

حسد کرنے سے ان کی مشابہت ہوتی ہے جب کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

«مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ» ①

”جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے گا اس کا تعلق انھی کے ساتھ ہے۔“

⊙ اللہ کے ساتھ بے ادبی کیونکہ حاسد گویا اللہ کے فیصلے پر راضی نہیں ہے۔ حسد ہی نے ابلیس کو آدم کا سجدہ کرنے سے روکا، حسد ہی نے قابیل کو ہابیل کے قتل پر ابھارا، حسد ہی نے برادرانِ یوسف کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ یوسف علیہ السلام جیسے عزیز اور معصوم بھائی کو اندھے کنویں میں پھینک دیں اور اپنی دانست کے مطابق ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیں۔

یاد رہے کہ حسد بعض حالات میں قابل تعریف بھی ہے جسے رشک کہتے ہیں یعنی انسان دوسرے کی نعمت کی طرح خود پانے کی تمنا تو کرے مگر دوسرے پر اللہ کی نعمت کو ناپسند نہ کرے اور نہ اس سے اس نعمت کے زوال کی تمنا کرے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”رشک صرف دو چیزوں میں درست ہے: ایک اس شخص سے جس کو اللہ نے مال سے نوازا ہو اور پھر حق کی راہ میں خرچ کرنے پر لگا دیا ہو اور دوسرے اس شخص سے جس کو اللہ نے علم وحکمت عطا کی ہو وہ اس کے ذریعے سے فیصلہ کرتا ہو اور اس کی تعلیم دیتا ہو۔“②

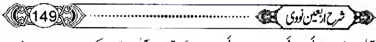
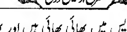
③ نجش حرام ہے۔ نجش یہ ہے کہ جو شخص کوئی سامان خریدنا نہیں چاہتا وہ خریدار یا بائع میں سے کسی ایک کو فائدہ اور دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لیے اس سامان کا بھاؤ بڑھادے۔ اس کے حرام ہونے کی حکمت یہ ہے کہ یہ سراسر فریب اور دھوکا ہے، نیز اس ہمدردی وخیر خواہی کے بھی خلاف ہے جسے ہر مسلمان پر واجب قرار دیا گیا ہے۔

④ آپس میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے بغض رکھنا حرام ہے، کیونکہ تمام مسلمان

---

① **(حسن)** سنن ابو داود، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، حديث: ٤٠٣١ ؛ ومسند أحمد: ٢/ ٥٠.

② صحيح البخاري، كتاب العلم، باب الاغتباط في العلم و الحكمة، حديث: ٧٣ ، صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب فضل من يقوم بالقرآن و يعلمه، حديث: ٢٦٨/ ٨١٦

آپس میں بھائی بھائی ہیں اور بھائی چارے کا تقاضا آپس میں ایک دوسرے سے محبت ہے نہ کہ بغض ونفرت اور عداوت۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں بغض وعداوت پیدا کرنے والی چیزوں کوحرام کردیا اوران کے درمیان الفت ومحبت پیدا کرنے والی چیز وں کا حکم دیا ہے۔ غیبت وچغلی اور لگائی بجھائی کوحرام کیا کیونکہ اس سے باہمی رنجش پیدا ہوتی ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:''جنت میں چغل خور داخل نہیں ہوگا۔''[1] نیز آپ ﷺ نے ارشادفرمایا:''جب تین لوگ ہوں تو تیسرے کوچھوڑکر دوآدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں کہ اس سے تیسرے کودکھ ہوگا۔''[2]

نبی ﷺ فرمایا ہیں:''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک مومن نہ ہو جاؤ اور مومن اس وقت تک نہیں ہوسکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جب تم اسے کروتو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے۔ آپس میں سلام کو عام کرو۔''[3]

⑤ اپنے کسی مسلمان بھائی سے پیٹھ پھیرنا اور تعلقات توڑنا حرام ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ بات چیت بند رکھے، دونوں ملاقات کریں تو ایک دوسرے سے منہ موڑلیں، ان دونوں میں زیادہ بہتر وہ ہے جوسلام کرنے میں پہل کرے۔''[4]

البتہ کسی فاسق اور گنہگار سے اس کی اصلاح کی خاطر تین دن سے زیادہ بات چیت بند کرنا جائز ہے بشرطیکہ بات بند کرنے میں مصلحت ہو۔ واللہ أعلم۔

---

① صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما يكره من النميمة، حديث: ٦٠٥٦، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم النميمة، حديث: ١٠٥. ② صحيح البخاري، كتاب الاستيذان، باب لا يتناجى اثنان دون الثالث، حديث: ٦٢٨٨، صحيح مسلم، كتاب السلام باب تحريم مناجاة الاثنين دون الثالث بغير رضاه، حديث: ٢١٨٣. ③ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون و [illegible]، حديث: ٥٤. ④ صحيح البخاري، كتاب الاستئذان، باب السلام للمعرفة و غير المعرفة، حديث: ٦٢٣٧، صحيح مسلم، كتاب الأدب، باب تحريم الهجر فوق ثلاثة أيام بلا عذر شرعي، حديث: ٢٥/ ٢٥٦٠.

⑥ ایک مسلمان کی بیع پر دوسرے مسلمان کا بیع کرنا حرام ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں بغض وعناد اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک شخص پچاس روپے میں کوئی سامان خرید رہا ہے، ایک دوسرا آدمی اس خریدار سے جا کر کہے کہ میں چالیس روپے میں تمہیں یہ سامان دے دوں گا یا پچاس روپے ہی میں اس سے بہتر دے دوں گا۔ اس بنا پر خریدار پہلے کے ساتھ اپنا معاملہ ختم کر کے دوسرے کے ساتھ معاملہ کر لے۔

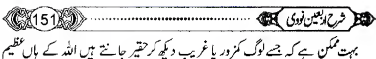
اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ ایک شخص کسی کے پاس جائے جس نے پچاس روپے میں کوئی سامان بیچا ہو، اس سے جا کر کہے: میں تم سے یہ سامان ساٹھ روپے میں خرید لوں گا، اس بنا پر بیچنے والا پہلے کے ساتھ معاملہ توڑ کر اس سے معاملہ کر لے۔ یہ دونوں صورتیں اسلام میں ممنوع اور حرام ہیں اور ان کی بکثرت نہی وارد ہوئی ہے۔

⑦ حدیث میں ان امور کو اپنانے کی ترغیب ہے جس سے مسلمانوں میں الفت ومحبت پیدا ہوتی ہے اور ان کے دل یکجا ہوتے ہیں۔ زیارت، صلہ رحمی، صدقہ اور ہدیہ وغیرہ الفت ومحبت پیدا کرنے کے چند اہم ذرائع ہیں۔

⑧ اسلامی اخوت کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر کسی طرح کا ظلم نہ کرے، بلکہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور اس کے حقوق کی ادائیگی کرے۔ اس کو بے سہارا نہ چھوڑے بلکہ اس کے کام آئے، اسے حقیر نہ جانے بلکہ اس کی عزت وتکریم کرے۔

⑨ تقویٰ دل میں ہوتا ہے اور اعضاء وجوارح سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اگر کوئی بندہ متقی ہوگا تو وہ اللہ کے احکامات کا پابند اور اس کی ممنوعات سے پرہیز کرنے والا ہوگا۔ کسی ظاہری گناہ پر ٹوکنے سے بعض لوگوں کا یہ جواب دینا کہ تقویٰ تو دل میں ہوتا ہے اور جب دل صاف ہو تو گناہ کا کوئی نقصان نہیں۔ یہ جواب کسی طرح درست نہیں، کیونکہ اگر دل صاف ہوگا تو اس کے اثرات اعضاء پر ضرور ظاہر ہوں گے۔

⑩ تقویٰ دل میں ہوتا ہے اور اللہ کے ہاں رتبے تقویٰ سے متعین ہوتے ہیں، اس لیے



بہت ممکن ہے کہ جسے لوگ کمزور یا غریب دیکھ کر حقیر جانتے ہیں اللہ کے ہاں عظیم رتبے کا مالک ہو۔ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ﴾ ①

''اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔''

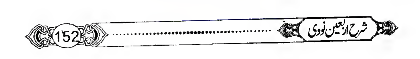
⑪ مسلمان کی جان و مال اوراس کی عزت وآبرومحترم ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''بے شک تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں جیسے اس شہر(مکہ)میں،اس مہینہ (ذوالحجہ) میں، آج کے دن (یوم النحر) کی حرمت ہے۔''②

جان میں خلافِ احترام یہ ہے کہ قتل یا زخمی وغیرہ کر کے تجاوز کیا جائے۔ آبرو میں خلافِ احترام یہ ہے کہ غیبت وچغلی، گالی گلوچ،عیب جوئی، تہمت تراشی یا آبروریزی وغیرہ کے ذریعے سے تجاوز کیا جائے اور مال میں خلافِ احترام یہ ہے کہ چوری ڈکیتی، قرض لے کر انکار اور ناحق جھوٹا دعویٰ یا غصب یا رشوت وغیرہ لے کر تجاوز کیا جائے۔

⑫ اسلام عقائد وعبادات اور اخلاق ومعاملات کا مجموعہ ہے۔ وہ ایک اچھے معاشرے کی تشکیل وتعمیر کی خاطر ہر اچھے اخلاق کو پروان چڑھاتا اور ہر بداخلاقی سے جنگ کرتا ہے۔

---

① ٤٩/الحجرات: ١٣. ② صحيح البخاري، كتاب العلم، باب قول النبي ﷺ: (رب مبلغ اوعى من سامع) حديث: ٦٧ ؛ صحيح مسلم، كتاب القسامة و المحاربين، باب تغليظ تحريم الدماء و الأعراض و الأموال، حديث: ١٦٧٩



اَلْحَدِيْثُ السَّادِسَ وَالثَّلاثُونَ (٣٦)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: «مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ، يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا، سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ، مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ، لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ. [1]

[آدابِ معاشرت اور طلب علم کی فضیلت]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی مومن کی دنیا کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور کردی اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت اس کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور کرے گا۔ اور جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی اللہ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی عیب پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی عیب پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ

[1] **(حسن)** صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن، حدیث: ٢٦٩٩.



بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اور جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے اور جب کوئی قوم اللہ کے کسی ایک گھر میں جمع ہوتی ہے، اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے اور اسے آپس میں پڑھتی پڑھاتی ہے تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ اپنے پاس موجود فرشتوں میں ان کا ذکر کرتا ہے۔ جس کا عمل اسے پیچھے کر دے اس کا نسب اسے آگے نہیں لے جا سکتا۔'' (اسے ان الفاظ کے ساتھ امام مسلم نے روایت کیا ہے)

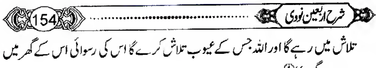
شرح وفوائد

① یہ حدیث بہت سارے علوم وقواعد اور اصول وآداب پر مشتمل ہے۔ اس میں اسلامی اخوت کے تقاضوں کی ادائیگی، علم حاصل کرنے اور قرآن مجید کے فہم وتلاوت، اس پر عمل اور اس کی نشر واشاعت پر ابھارا گیا ہے۔

② مشکلات میں اپنے کسی مومن بھائی کے کام آنے کی بڑی فضیلت ہے، خواہ وہ مالی اور معاشی مشکلات ہوں یا ذہنی اور نفسیاتی الجھنیں، سماجی پریشانیاں ہوں یا کچھ اور، جوان سختیوں کو ختم کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی سختیوں سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔

③ حدیث میں تنگدست پر آسانی کرنے کی ترغیب ہے۔ اس کی کئی شکلیں ہیں: قرض دار کو فراخی آنے تک مہلت دے دینا یا قرض معاف کر دینا یا مزید مالی تعاون کر دینا، نیز صبر وشکر کے اجر وثواب کی خوشخبری سنا کر اسے تسلی دینا۔

④ حدیث سے مسلمانوں کی عیب پوشی کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ وہ عیوب خواہ شکل وصورت اور جسمانی ساخت سے متعلق ہوں یا اقوال وافعال اور اخلاق وکردار سے متعلق ہوں۔ ایک حدیث میں ہے: ''اے لوگو! جو زبانی طور پر ایمان لائے ہو اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کی تلاش میں نہ رہو، کیونکہ جو ان کے عیوب کی تلاش میں رہے گا، اللہ اس کے عیب کی



تلاش میں رہے گا اور اللہ جس کے عیوب تلاش کرے گا اس کی رسوائی اس کے گھر میں ہو جائے گی۔"[1]

واضح رہے کہ جو شخص اعلانیہ طور پر فسق و فجور کا مرتکب ہو اس کی غیبت حرام نہیں، بلکہ لوگوں سے اس کی حالت بیان کر دینا ضروری ہے تا کہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

⑤ بدلہ عمل کی جنس سے ملتا ہے یعنی جیسا عمل ہوگا اس کی جزا بھی آخرت میں اسی طرح کی ملے گی، جیسے آسانی کرنے پر آسانی اور عیب پوشی پر عیب پوشی وغیرہ۔ اس ضمن میں دیگر نصوص بھی ملتی ہیں جیسے: "جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"[2]

⑥ حدیث میں کسی مسلمان کا تعاون کرنے، اس کی ضرورت پوری کرنے اور اس کی حاجت کی تکمیل کے لیے سعی و کوشش کی ترغیب دی گئی ہے۔ کسی ایسے شخص کے پاس سفارش کر دینا بھی تعاون کی ایک صورت ہے جس سے ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔

⑦ علم طلب کرنے والے کے لیے جنت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے۔ علم طلب کرنے کی بڑی فضیلت ہے نیز اس کے سوا طلب علم کے اور بھی بہت فضائل کتاب و سنت میں مذکور ہیں۔

⑧ مسجد میں جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت، تعلیم اور درس و تدریس بے حد فضیلت والا عمل ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد کے ساتھ خاص ہے لیکن صحیح مسلم کی دوسری روایت میں مسجد کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا وہ اپنے عموم کی بنا پر تمام مقامات کو شامل ہے۔

اللہ کے نزدیک بندوں کا مقام ان کے عمل و کردار اور تقوی کی بنیاد پر متعین ہوتا ہے، ان کے حسب و نسب سے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾[3]

"اور ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کے مطابق درجے ملیں گے۔"

⑨ نوح علیہ السلام کے نافرمان بیٹے کو نبی کی رشتہ داری کام نہ آسکی اور طوفان میں غرق ہو.

---

① (**حسن**) سنن ابو داود، کتاب الأدب، باب في الغيبة، حديث: ٤٨٨٠. ② صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيلة ومعانقه، حديث: ٥٩٩٧. ③ ٤٦/الاحقاف: ١٩.

گیا۔ ①

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد ایمان نہ لانے کی بنا پر جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔ ②
محمد ﷺ کے چچا ابوطالب شرک پر قائم رہنے کی وجہ سے جہنم داخل ہوں گے۔ ③

⑩ اپنے حسب ونسب اور رنگ ونسل پر غرور ایک فریب ہے جس کا آخرت میں کوئی فائدہ نہیں۔ دل کی صفائی اور عمل کی اصلاح ہی آخرت میں کام آنے والی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ ④

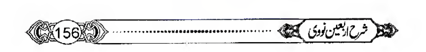
''اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔''

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔'' ⑤

---

① دیکھئے: سورة هود: ٤٢، ٤٣. ② صحيح البخاري، كتاب احاديث الأنبياء، باب قول الله تعالىٰ: واتخذ الله ابراهيم خليلا: ٣٣٥٠. ③ صحيح البخاري، كتاب مناقب الانصار، باب قصة ابى طالب: ٣٨٨٥؛ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب شفاعة النبي ﷺ لابى طالب: ٢١٠.

④ ٤٩/الحجرات: ١٣. ⑤ صحيح مسلم، كتاب الأدب، باب تحريم ظلم المسلم و خذله و احتقاره ودمه و عرضه و ماله، حديث: ٣٣/ ٢٥٦.



اَلْحَدِيْثُ السَّابِعَ وَالثَّلَاثُونَ (٣٧)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فِيْ صَحِيحَيْهِمَا بِهٰذِهِ الْحُرُوفِ.[1]

فَانْظُرْ يَاأَخِي وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكَ إِلَى عَظِيمِ لُطْفِ اللّٰهِ تَعَالَى، وَتَأَمَّلْ هٰذِهِ الْأَلْفَاظَ وَقَوْلُهُ: (عِنْدَهُ) إِشَارَةٌ إِلَى الْاعْتِنَاءِ بِهَا وَقَوْلُهُ (كَامِلَةً) لِلتَّأْكِيدِ وَشِدَّةِ الْاعْتِنَاءِ بِهَا وَقَالَ فِيْ السَّيِّئَةِ الَّتِي هَمَّ بِهَا ثُمَّ تَرَكَهَا: كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَأَكَّدَهَا بِـ(كَامِلَةً) وَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبَهَا سَيِّئَةً بِـ(وَاحِدَةً) فَأَكَّدَ تَقْلِيلَهَا بِـ(وَاحِدَةً) وَلَمْ يُؤَكِّدْهَا بِـ(كَامِلَةً) فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ سُبْحَانَهُ لَا نُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْهِ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ.

[اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے روایت فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیوں اور برائیوں کولکھ دیا ہے پھر اس کی

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب من همّ بحسنة أو بسيئة، حديث: ٦٤٩١، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب إذا همّ العبد بحسنة كتبت وإذا همّ بسيئة لم تكتب، حديث ١٣١

وضاحت یوں فرمائی کہ اگر ایک شخص نے کسی نیکی کا ارادہ کیا اور اسے نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس اسے ایک مکمل نیکی لکھتا ہے اور اگر اس نے نیکی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل بھی کیا تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس دس گنا سے سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ کئی گنا تک لکھتا ہے اور اگر کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اسے نہیں کیا تو اسے اللہ تعالیٰ اپنے پاس ایک مکمل نیکی لکھتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کر کے اس پر عمل کیا تو اسے اللہ تعالیٰ صرف ایک برائی لکھتا ہے۔ (اسے بخاری ومسلم نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے)

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو نیکی کی توفیق عنایت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے عظیم لطف وکرم کو دیکھئے اور ان الفاظ پر غور کیجئے۔

عِنْدَهُ: اپنے ہاں، اس لفظ میں اعمال کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔

كَامِلَةً: یہ لفظ تاکید اور اہمیت واضح کرتا ہے۔

جس گناہ کو انسان ارادہ کرنے کے بعد ترک کر دے اور عمل نہ کرے، اللہ اسے مکمل نیکی لکھتا ہے، یہاں کاملۃ کا لفظ تاکید کے لیے ہے۔

اگر کوئی مسلمان گناہ کر بیٹھے تو اسے اللہ تعالیٰ صرف ایک گناہ ہی لکھتا ہے۔ ''واحدۃ'' کا لفظ اس کی قلت کو ظاہر کرنے کے لیے ہے اس لیے واحدۃ کے ساتھ کاملۃ کا تاکیدی لفظ نہیں آیا۔ حمد واحسان اسی اللہ سبحانہ کا حق ہے، ہم کماحقہ اس کی ثنا نہیں کر سکتے۔

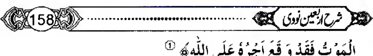
شرح وفوائد

① یہ عظیم حدیث اللہ تعالیٰ کے وسیع لطف وکرم اور فضل واحسان پر دلالت کرتی ہے۔

② جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اسے نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ ایک مکمل نیکی لکھتا ہے۔

یہاں ارادے سے مراد عزم اور پختہ ارادہ ہے۔ نیکی کے ارادے پر ہی اجر مل جانے کے دلائل کتاب وسنت میں بہت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ



الْمَوْتُ فَقَدْ وَ قَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ ①

''اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف نکل کھڑا ہو پھر اسے موت نے آ پکڑا تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ثابت ہو گیا۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب بندہ بیمار یا مسافر ہوتا ہے تو اس کے لیے وہی اجر وثواب لکھا جاتا ہے جو وہ صحت اور اقامت کی حالت میں کیا کرتا تھا۔'' ②

مومن بندوں پر یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اگر سفر یا بیماری کی وجہ سے ان کی یومیہ عبادات واعمال کا سلسلہ منقطع ہو جائے تو بھی اللہ تعالیٰ اجر وثواب کا سلسلہ جاری رکھتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر رکاوٹ نہ ہوتی تو بندہ ضرور اپنا عمل جاری رکھتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیت کے مطابق اعمال کا بھی اجر دیتا ہے اور بیماری کا الگ سے مخصوص ثواب بھی دیتا ہے۔

سنن ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے۔ (ان میں سے ایک وہ ہے) جسے اللہ نے علم سے نوازا ہے مگر مال سے محروم رکھا ہے، اس کی سچی نیت یہ ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں (دولت مند) شخص کی طرح عمل کرتا چنانچہ وہ اپنی نیت کے مطابق ثواب پائے گا اور دونوں کا ثواب برابر ہوگا۔'' ③

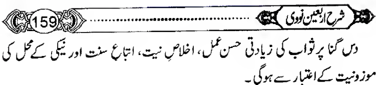
③ جس شخص نے کسی نیکی کا ارادہ کیا اور اسے کر بھی لیا تو اللہ تعالیٰ اسے دس گنا سے لے کر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب لکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ ④

''جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کا دس گنا (اجر) ملے گا۔''

---

① ٤/النساء: ١٠٠. ② صحیح البخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب یکتب للمسافر مثل ما کان یعمل فی الإقامة، حدیث: ٢٩٩٦. ③ (صحیح) سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء مثل الدنیا مثل اربعة نفر، حدیث: ٢٣٢٥. ④ ٦/الانعام: ١٦٠.



دس گنا پر ثواب کی زیادتی حسن عمل، اخلاصِ نیت، اتباعِ سنت اور نیکی کے محل کی موزونیت کے اعتبار سے ہوگی۔

④ جو شخص برائی کا ارادہ کرنے کے بعد اسے نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک کامل نیکی لکھتا ہے، بشرطیکہ اس نے وہ گناہ اللہ کے خوف سے چھوڑا ہو، اگر مخلوق کے ڈر سے یا اسباب ووسائل کے مہیا نہ ہونے کی بنا پر مجبوراً چھوڑا ہے تو اسے یہ فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔

⑤ جس شخص نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور اسے کر ڈالا تو اس کا ایک ہی گناہ لکھا جائے گا اور کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ [1]

''اور جو شخص برا کام کرے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہیں ہوگا۔''

لیکن بسا اوقات وقت یا مقام کے شرف وعظمت کی بنا پر برائیوں کا گناہ بڑھ جاتا ہے جیسے کوئی مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کی حدودِ حرم میں شر وفساد کا ارادہ کرے تو ارادے ہی پر گنہگار اور مستحق سزا ہو جائے گا۔

[1] ٦/ الانعام: ١٦٠.

اَلْحَدِيْثُ الثَّامِنَ وَالثَّلاثُونَ (٣٨)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى: قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا، فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَلَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ، كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَلَئِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

[تقربِ الٰہی اور اس کے حصول کا ذریعہ]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جس شخص نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ میرا بندہ جن چیزوں سے مجھ سے قریب ہوتا ہے ان میں سب سے محبوب وہ چیزیں ہیں جو میں نے اس پر فرض کی ہیں۔ پھر نوافل کے ذریعے سے میرا بندہ مجھ سے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ

[1] صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب التواضع، حديث: ٦٥٠٢.

مجھ سے مانگتا ہے تو اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔'' (اسے بخاری نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بندے اللہ کے ولی ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر موجود ہے:

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ﴾ ①

''یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز رکھتے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ ہر مومن و متقی بندہ اللہ کا ولی ہے لیکن چونکہ لوگ ایمان وتقویٰ میں مختلف ہوتے ہیں، لہٰذا درجاتِ ولایت میں بھی تفاوت ہوگا۔

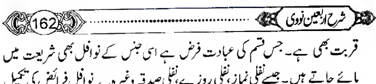
② اللہ کے نزدیک اولیاء کی بڑی عزت ہے اسی لیے ان سے دشمنی رکھنے والوں سے اللہ نے جنگ کا اعلان کیا ہے۔

③ حدیث میں ولایت حاصل کرنے کے اسباب بتائے گئے ہیں۔ فرائض کی ادائیگی ان میں سب سے اہم سبب ہے۔ فرائض کی ادائیگی میں نماز وروزہ، حج وزکاۃ کی پابندی نیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور اللہ اور اس کے بندوں کے تمام واجبی حقوق داخل ہیں۔ ان تمام فرائض کی ادائیگی بلا کسی کمی کے اللہ کے اولیا کی ایک صفت ہے۔ عوام اپنی جہالت کی بنا پر بہت سے ایسے لوگوں کو ولی سمجھ لیتے ہیں جو شریعت سے بے پروا اور صوم وصلاۃ سے لاتعلق ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کا ولی ہونا تو کجا ایک عاقل مسلمان ہونا بھی بعید ہے۔ شریعت کی پابندی اللہ والے کی سب سے اہم نشانی ہے۔

④ فرائض کی ادائیگی کے بعد ولایت کا ایک اہم سبب نوافل کے ذریعے سے اللہ کی

---

① ۱۰/یونس: ٦٢۔٦٣.



قربت بھی ہے۔ جس قسم کی عبادت فرض ہے اسی جنس کے نوافل بھی شریعت میں پائے جاتے ہیں۔ جیسے نفلی نماز، نفلی روزے، نفلی صدقہ وغیرہ۔ یہ نوافل فرائض کی تکمیل کا باعث اور اللہ کی محبت وقربت کا ذریعہ ہیں۔

⑤ نوافل کی بہ نسبت فرائض اللہ کو زیادہ محبوب اور زیادہ اجروثواب کا باعث ہیں نیز وہ نوافل سے مقدم ہیں۔ فرض نماز نفلی نماز اور فرضی روزہ نفلی روزے سے زیادہ اہم اور اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔

⑥ اللہ اپنے اولیاء سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ﴾ [1]

''اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی۔''

کچھ بدعتی فرقے محبت الٰہی کا انکار کرتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت اور سلف کا مسلک یہ ہے کہ اللہ کے لیے اللہ کے شایانِ شان محبت ثابت ہے جو مخلوق کی محبت کی طرح نہیں، بلکہ جس طرح اللہ کی ذات بے مثل ہے اسی طرح اس کی محبت اور دیگر تمام صفات بھی بے مثل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

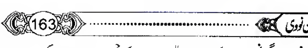
﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ [2]

''اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

⑦ اللہ جس سے محبت کرتا ہے اور جو اس کا ولی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پیر کو اپنی مرضی کے مطابق ٹھیک راستے پر چلاتا ہے۔ وہ وہی سنتے ہیں جس میں اللہ کی رضا ہو اور وہی دیکھتے ہیں جس میں اللہ کی رضا ہو اور ہاتھ اور پیر سے بھی وہی کام انجام دیتے ہیں جو اللہ کی خوشنودی کے مطابق ہو۔ وہ پابند شریعت ہوتے ہیں، کیونکہ شریعت کی پابندی ہی سے اللہ کی رضا حاصل کی جاسکتی ہے۔

---

① ٥/المآئدة: ٥٤. ② ٤٢/الشورى: ١١.



حدیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے جسم میں سرایت کر جاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو اپنی مخلوق سے الگ تھلگ اور جدا ہے۔ وہ سب سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے۔

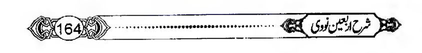
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ ①

''رحمٰن عرش پر بلند ہوا۔''

⑧ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی حرکات وسکنات کی حفاظت کرتا ہے اور انہیں راہ راست پر رکھتا ہے نیز ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ وہ مانگتے ہیں تو انہیں دیتا ہے اور وہ اس کی پناہ چاہتے ہیں تو انہیں اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔

① ۲۰/طٰہٰ: ۵۔



اَلْحَدِيثُ التَّاسِعَ وَالثَّلاثُونَ (۳۹)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَسُولَ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ»۔ حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَالْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُمَا. ①

[خطا، نسیان اور جبر کی معافی]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری خاطر میری امت سے غلطی، بھول چوک اور جس پر انہیں مجبور کر دیا جائے معاف کر دیا ہے۔'' (یہ حدیث حسن ہے، اسے ابن ماجہ اور بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے)

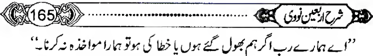
شرح وفوائد

① یہ حدیث بڑی اہم ہے بلکہ اسے نصف شریعت کہا گیا ہے، کیونکہ انسان کا ہر چھوٹا بڑا عمل یا تو اس کے قصد وارادہ اور اختیار سے صادر ہوگا یا قصد واختیار کے بغیر یعنی غلطی، بھول چوک اور زور زبردستی سے ہوگا اور یہ دوسری قسم معاف ہے جبکہ پہلی قسم قابل مؤاخذہ ہے۔

② اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے، چنانچہ اس نے بندوں سے سرزد ہونے والی خطاؤں، بھول چوک اور بوجہ مجبوری کی جانے والی چیزوں کو معاف کر دیا ہے۔ قرآن پاک میں ہے:
﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ ②

---

① (صحیح) سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب طلاق المكره و الناسي، حديث: ٢٠٤٥؛ سنن الكبرى للبيهقي: ٧/ ٣٥٦ ـ ٣٥٧؛ سنن دار قطني. ٤/ ١٧٠. ② ٢/البقرة:٢٨٦



''اے ہمارے رب اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمارا مواخذہ نہ کرنا۔''

نیز ارشاد ہے: ﴿وَ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَ لٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ ①

''تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم ارادہ دل سے کرو۔''

نیز ارشاد ہے: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَ قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ ②

''جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے، سوائے اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔''

③ غلطی اور بھول چوک کی پکڑ نہیں ہے، لیکن اہل علم نے ایک قاعدہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص بھول کر یا غلطی سے ایسا کام چھوڑ دے جس کا حکم دیا گیا ہے تو اس کام کو دوبارہ کرنا ہوگا، لیکن اگر غلطی یا بھول کی بنا پر کوئی ایسا کام کر ڈالے جس سے روکا گیا ہے تو اس کا عمل مکمل ہو جائے گا اور اسے دہرانا نہیں پڑے گا۔ مثال کے طور پر اگر کسی نے بھول کر طہارت کے بغیر نماز ادا کر لی تو اس پر گناہ نہیں ہوگا، لیکن اسے نماز دہرانی پڑے گی کیونکہ طہارت ایسا عمل ہے جس کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے برخلاف اگر کسی نے نادانی سے اس حالت میں نماز پڑھ لی کہ اس کے کپڑے پر گندگی لگی ہوئی تھی تو اس کی نماز درست ہوگی اور دہرانے کی ضرورت نہیں۔

④ زبردستی کرائے گئے کسی کام پر پکڑ نہیں ہے، سوائے ایک حالت کے اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی شخص کو کسی بے گناہ کے قتل پر مجبور کرے، ایسی صورت میں اپنی جان بچا کر دوسرے بے گناہ کی جان لینا درست نہ ہوگا۔ اگر کسی نے ایسا کر دیا تو جس نے زبردستی کی ہے اور جس سے زبردستی کی گئی ہے دونوں جرم میں اور قصاص میں شریک مانے جائیں گے۔

① ۳۳/الاحزاب:۵. ② ۱٦/النحل:۱۰٦.



اَلْحَدِيْثُ الْاَرْبَعُونَ (٤٠)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبَيَّ، فَقَالَ: «كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ». وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ، فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. ①

[دنیا کی بے ثباتی]

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''دنیا میں اس طرح رہو گویا پردیسی ہو یا راہ چلتے مسافر ہو۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: جب شام کرو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار مت کرو اور اپنی صحت میں اپنی بیماری کے لیے کچھ کر لو اور اپنی زندگی میں اپنی موت کے لیے کچھ کر لو۔ (اسے بخاری نے روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① دنیا مومن کے دل لگانے کی جگہ نہیں کہ سکون سے دیں کا ہو کے رہ جائے بلکہ دنیا تو منزل سے پہلے وہ مختصر پڑاؤ ہے جہاں مسافر تھوڑی دیر کے لیے ٹھہرتا ہے اور آگے جانے کے لیے ہمہ تن تیار رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب قول النبي ﷺ: كن في الدنيا ...، الحديث: ٦٤١٦۔

﴿يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ﴾ ①

''اے میری قوم! یہ حیاتِ دنیا متاعِ فانی ہے، یقین مانو کہ قرار اور ہمیشگی کا گھر تو آخرت ہی ہے۔''

نبی ﷺ نے فرمایا: '' مجھے دنیا سے کیا مطلب، میری مثال تو اس سوار کی ہے جس نے کسی درخت کے سائے میں قیلولہ کیا اور پھر اسے چھوڑ کر چلتا بنا۔'' ②

② تعلیم دینے کا ایک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ معلم اپنی بات کہنے سے پہلے طالب علم کی توجہ اپنی طرف موڑ لے، نبی ﷺ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں کندھوں پہ ہاتھ رکھ کے انہیں اپنی طرف متوجہ کر کے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔

③ اپنے نفس کا محاسبہ انتہائی ضروری ہے کہ اس سے اللہ کے حقوق میں کتنی کوتاہی ہوئی ہے اور بندوں کے حقوق میں کتنی، کیونکہ اسی سے حالات درست ہو سکتے ہیں اور دنیا کی طرف میلان ختم کر کے عبادت واطاعت میں لگا جا سکتا ہے۔

④ موت سے قبل زندگی کو اور بیماری سے قبل تندرستی کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ جب تک آدمی تندرست ہوتا ہے کشادہ دلی اور اطمینان خاطر کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتا ہے، لیکن یادر ہے کہ اگر وہ ان عبادات کا صحت کی حالت میں عادی تھا تو بیماری کی حالت میں اس کا وہی اجر لکھا جائے گا۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: '' جب بندہ بیمار پڑتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لیے وہی عمل لکھا جاتا ہے جسے وہ تندرستی اور اقامت کی حالت میں کیا کرتا تھا۔'' ③

ایسے ہی موت کے ذریعے انسان کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور جب انسان اور عمل کے درمیان موت رکاوٹ بن کر کھڑی ہو جاتی ہے تو انسان دنیا کی طرف واپس

---

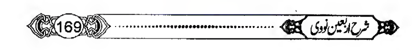
① ٤٠/المومن :٣٩. ② (حسن) سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب مثل الدنيا، حديث: ٤١٠٩؛ سنن الترمذي، كتاب الزهد، باب حديث ما الدنيا الا كراكب استظل، حديث. ٢٣٧٧. ③ صحيح البخاري، كتاب الجهاد و السير، باب يكتب للمسافر مثل ما كان يعمل في الإقامة، حديث: ٢٩٩٧.

آنے کی تمنا کرنے لگتا ہے تاکہ اسے عمل کا دوبارہ موقع مل سکے، لیکن اب حسرت وندامت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ارشاد باری ہے:

﴿حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ﴾ [1]

''یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے: اے میرے پروردگار! مجھے واپس لوٹا دے کہ اپنی چھوڑی ہوئی دنیا میں جا کر نیک اعمال کرلوں، ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ یہ تو صرف ایک قول ہے جس کا یہ قائل ہے، ان کے پیچھے تو ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک ایک حجاب ہے۔''

[1] ۲۳/المومنون:۹۹، ۱۰۰۔



اَلْحَدِيْثُ الْحَادِي وَالْاَرْبَعُوْنَ (٤١)

عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ»① حَدِيثٌ صَحِيْحٌ رَوَيْنَاه فِي كِتَابِ الْحُجَّةِ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ

[اطاعتِ رسول]

ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں۔'' (یہ حدیث صحیح ہے ہم نے اسے کتاب الحجہ میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

شرح وفوائد

① انسان اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی محبت رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے، آپ کے دیئے ہوئے حکموں سے محبت

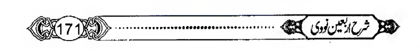
---

① **(ضعیف)** شرح السنة للبغوی: ١/ ٢١٢ - ٢١٣، حديث: ١٠٤. كتاب الحجة لقوام السنة: ١/ ٢٥١، حدیث: ١٠٣۔ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ، مشکاۃ (١٦٧) میں اس حدیث کی تحقیق میں فرماتے ہیں: ہشام بن حسان مدلس ہے اور عنعنہ کے ساتھ روایت کر رہا ہے۔ نعیم بن حماد ثقہ صدوق ہیں۔ جیسا کہ میں نے ''ارشاذ العبادفی توثیق نعیم بن حماد'' میں تحقیق کی ہے اور ان کی حدیث کبھی حسن کے درجے سے نہیں گرتی۔ سوائے اس روایت کے جس میں نکارت ثابت ہو اور جس نے ان پر کلام کیا ہے وہ غلطی پر ہے۔ ابن رجب حنبلی نے اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کے لیے بڑی عجیب علتیں بیان کی ہیں۔ میں نے ان کا ایک الگ رسالے میں جواب دیا ہے۔ والحمد للہ۔

کرے اور آپ کی منع کی ہوئی چیزوں سے نفرت کرے۔

جن لوگوں کی محبت اور خواہش رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے تابع نہیں ہے وہ کئی طرح کے لوگ ہیں، ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو پوری طرح آپ کی شریعت سے بیزار ہیں ایسے لوگ کافر ہیں۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو اپنے دل سے بیزار ہیں، لیکن زبان واعضاء سے اقرار کرتے ہیں ایسے لوگ منافق ہیں۔ تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو کبھی اپنی خواہش پہ چلتے ہیں اور کبھی شریعت پہ، حکموں کے اتباع میں کچھ کوتاہی کرتے ہیں اور بعض حرام کام کے مرتکب ہوتے ہیں ایسے لوگ مومن فاسق ہیں، اپنے ایمان واتباع کی بنیاد پر مومن ہیں اور اپنی مخالفت ومعصیت کی بنا پر فاسق ہیں۔

② حدیث میں خواہشاتِ نفس کی مذمت وارد ہوئی ہے، خصوصاً جب وہ شریعت کے خلاف ہوں اور واقعہ یہ ہے کہ تمام بدعات وخرافات اور تمام نافرمانیوں کی جڑ یہی ہے کہ لوگ خواہشاتِ نفس کو کتاب وسنت پر مقدم رکھتے ہیں۔



اَلْحَدِیْثُ الثَّانِیْ وَالْاَرْبَعُونَ (٤٢)

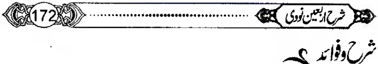
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: «قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: يَاابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَادَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا أُبَالِيْ يَا ابْنَ آدَمَ لَوبَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَآءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ. يَا بْنَ آدَمَ؛ إِنَّكَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَاتُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً» رَوَاهُ التِّرمَذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.①

[توبہ واستغفار کی فضیلت]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اے آدم کے بیٹے! تو جب بھی مجھ سے دعا کرتا ہے اور مجھ سے امید لگاتا ہے تو تیرے ہر طرح کے عمل کے باوجود میں تجھے بخش دیتا ہوں اور میں کوئی پروانہیں کرتا۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں کو پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ لے کے آئے پھر مجھ سے اس حالت میں ملاقات کرے کہ میرے ساتھ کچھ بھی شرک نہیں کرتا تھا تو میں تیرے پاس زمین بھر مغفرت لے کے آؤں گا۔'' (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا: حدیث حسن صحیح ہے۔)

---

① سنن الترمذی، كتاب الدعوات، باب خلق اللّٰه مئة رحمة: ٣٥٤٠



شرح وفوائد

① یہ اس کتاب کی آخری حدیث ہے اور نہایت اہم اور بنیادی باتوں پر مشتمل ہے۔ اسے حسن خاتمہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

② اس حدیث میں مغفرت کے تین اسباب ذکر کیے گئے ہیں۔

① دعا وامید ② استغفار ③ شرک سے اجتناب

⊙ دعا اور امید۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کا حکم دیا ہے اور قبولیت کا وعدہ کیا ہے: ارشاد ہے

﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾[1]

''اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔''

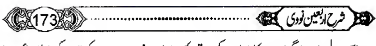
واضح رہے کہ دعا کی قبولیت کی کئی صورتیں ہیں، یا تو بعینہ مانگی ہوئی چیز مل جاتی ہے یا دعا کے مطابق کوئی مصیبت ٹل جاتی ہے یا دعا کا اجر وثواب آخرت کے لیے ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔

ایک مومن کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا رہتا ہے، اس کی رحمتوں کا طالب اور اس کی مغفرت کی امید رکھتا ہے، کبھی مایوسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیتا، کیونکہ اسے معلوم ہے کہ مایوسی اور ناامیدی کفر اور دعا کی قبولیت میں رکاوٹ ہے۔

⊙ استغفار۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اللہ سے مغفرت طلب کرے۔ مغفرت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عیب کو چھپا دے اور اسے معاف کر دے۔ دنیا میں لوگوں کو اس کے گناہ کی اطلاع نہ ہونے پائے تاکہ اسے شرمندگی نہ ہو اور آخرت میں بھی معاف ہو جائے۔ اسی لیے بروز قیامت اللہ تعالیٰ مومن بندے کے ساتھ خلوت میں ہو کر اس کے گناہوں کا اعتراف کرائے گا اور پھر فرمائے گا:'' میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں پر پردہ ڈال رکھا تھا اور آج بھی میں انہیں تیرے لیے بخش دیتا ہوں۔''[2]

---

① ٤٠/المومن: ٦٠. ② صحيح البخاري، كتاب الادب، باب ستر المؤمنين على نفسه، حديث: ٦٠٧٠؛ صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله على المؤمنين، حديث: ٢٧٦٨.



اسی لیے اپنے گناہوں کا اعلان کرتے پھرنا یا صرف دوسروں کو اس کی اطلاع دینا بہت سنگین غلطی ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''میری تمام امت معافی کے قابل ہے سوائے علانیہ گناہ کرنے والے کے اور علانیہ گناہ کرنا یہ بھی ہے کہ آدمی رات کو کوئی کام کرے، صبح ہونے تک اللہ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈال رکھا تھا، پھر وہ خود دوسروں سے کہنے لگے: اے فلاں! میں نے کل رات ایسے ایسے کیا، حالانکہ اس کے رب نے اس کے عمل پر پردہ ڈال رکھا تھا، اس نے خود اللہ کا پردہ چاک کر دیا۔''①

نبی ﷺ بکثرت توبہ واستغفار کیا کرتے تھے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر بار سے زیادہ اللہ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔''②

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں نبی ﷺ کو یہ کلمہ کہتے ہوئے سو بار شمار کرتے تھے:

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ③

''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول کر، یقیناً تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم وکرم والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی کئی آیات میں استغفار کا حکم دیا ہے۔

ارشاد ہے:

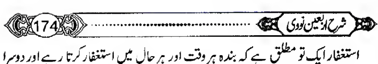
﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ﴾④

''اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور مومن مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی بخشش طلب کیجیے۔''

---

① صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ستر المؤمن على نفسه، حديث: 6069؛ صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب النهي عن هتك الإنسان ستر نفسه، حديث: 2990. ②صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب استغفار النبي ﷺ في اليوم و الليلة، حديث: 6307.

③ (صحيح) سنن ابي داود، كتاب الصلاة، باب في الاستغفار، حديث: 1516. سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب الاستغفار، حديث: 3814. ④ 47/محمد: 19.



استغفار ایک تو مطلق ہے کہ بندہ ہر وقت اور ہر حال میں استغفار کرتا رہے اور دوسرا مقید ہے جو بعض اوقات ومقامات کے ساتھ مخصوص ہے جن کا ذکر ہم آئندہ سطور میں کر رہے ہیں:

- فرض نمازوں کے بعد۔ نبی ﷺ جب سلام پھیرتے تھے تو تین بار استغفر اللّٰہ کہتے تھے۔[1]
- گناہ کے بعد۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾[2]

''جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے۔''

- بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد۔ نبی ﷺ جب بیت الخلاء سے نکلتے تو غُفْرَانَكَ پڑھتے تھے۔[3]
- آخری تشہد کے بعد۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ان کو کوئی ایسی دعا سکھلا دیں جسے وہ نماز کے اندر پڑھا کریں تو آپ ﷺ نے ان کو یہ دعا سکھلائی:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ»[4]

''اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اور صرف تو ہی گناہوں کو بخشنے

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، بیان صفۃ، حدیث: ٥٩١.
[2] ٣/آل عمران: ١٣٥. [3] (صحیح) سنن ابو داؤد، کتاب الطھارۃ، باب ما یقول الرجل إذا خرج من الخلاء، حدیث: ٣٠؛ سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب مایقول اذا خرج من الخلاء، حدیث: ٧. [4] صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب الدعاء قبل السلام، حدیث: ٨٣٤؛ صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب الدعوات و التعوذ، حدیث: ٢٧٠٥.

والا ہے۔ تو مجھ کو اپنے پاس سے خصوصی مغفرت اور بخشش عطا فرما اور مجھ پر رحم کر، یقیناً تو بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں اس طرح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آخر میں تشہد اور سلام پھیرنے کے درمیان یہ کہا کرتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ» [1]

''اے اللہ! مجھ کو بخش دے جو کچھ میں نے پہلے کیا ہے اور جو کچھ میں نے بعد میں کیا ہے، جو کچھ میں نے چھپ کر کیا ہے اور جو کچھ میں نے علانیہ کیا ہے اور جو کچھ میں نے حد سے تجاوز کیا ہے اور جو کچھ تو میرے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔''

- رکوع اور سجدہ کی حالت میں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے کے اندر یہ دعا کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے:

«سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ» [2]

''اے اللہ، اے ہمارے رب! میں تیری تسبیح اور تیری حمد بیان کرتا ہوں، اے اللہ! تو مجھ کو بخش دے۔''

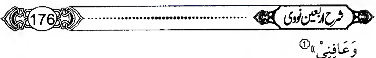
- دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو پڑھتے:

«رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب صلاة النبي ﷺ و دعائه بالليل، حديث: ٧٧١.

[2] صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب الدعاء في الركوع، حديث: ٧٩٤؛ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع و السجود، حديث: ٤٨٤.



وَعَافِنِيْ»[1]

''اے میرے رب! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے غنی کر دے، مجھے بلندی نصیب کر، مجھے رزق سے نواز، مجھے ہدایت دے اور مجھے عافیت عطا فرما۔''

⊙ بوقت سحر۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے مومن بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ﴾ [2]

''اور وہ رات کے پچھلے پہر استغفار کرتے ہیں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ [3]

''اور وہ وقت سحر استغفار کیا کرتے تھے۔''

حدیث میں صحیح سند سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری تیسرے پہر آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے: کیا ہے کوئی سائل جسے میں عطا کروں؟ ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا میں قبول کروں؟ ہے کوئی استغفار کرنے والا جس کے گناہوں کو میں معاف کروں؟ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔[4]

استغفار کے لیے سب سے شاندار الفاظ وہ ہیں جنہیں حدیث میں سید الاستغفار کا نام دیا گیا ہے اور جس کے الفاظ اس طرح ہیں:

«اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ

---

[1] (**ضعیف**)سنن ابوداود، کتاب الصلاة، باب الدعاء بين السجدتين، حديث: ٨٥٠؛ سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ما يقول بين السجدتين، حديث: ٢٨٤. **یہ روایت حبیب بن ابی ثابت کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، البتہ مکحول تابعی رحمہ اللہ سے دو سجدوں میں یہ دعا پڑھنا ثابت ہے۔**

[2] ٣/آل عمران:١٧. [3] ٥١/الذاريات:١٨. [4] صحيح البخاری، کتاب التهجد، باب الدعا و الصلاة من آخر الليل: ١١٤٥؛ صحيح مسلم، کتاب الصلاة، باب فی الترغيب فی الدعاء والذكر: ٧٥٨.

بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْلِيْ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ»

''اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں جس قدر طاقت رکھتا ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اپنے آپ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔''

سید الاستغفار کے بارے میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی بندہ یقین کے ساتھ اسے صبح میں پڑھ لے اور شام ہونے سے پہلے اسی دن اس کو موت آ جائے تو جنت میں داخل ہوگا اور اگر یقین کے ساتھ یہ دعا شام میں پڑھ لے اور صبح ہونے سے پہلے مر جائے تو جنت میں داخل ہوگا۔ ①

واضح رہے کہ زبانی طور پر استغفار کے کلمات دہراتے رہنا اور گناہ پر اصرار کیے جانا قطعاً سودمند نہیں، اسے صرف ایک دعا کی حیثیت حاصل ہوگی، اللہ چاہے تو قبول کرے ورنہ رد کردے۔ فائدہ مند استغفار وہ ہے جس میں دل وزبان کی موافقت ہو، اپنے کئے پر شرمندگی ہو اور دوبارہ گناہ کی طرف نہ پلٹنے کا پختہ عزم ہو۔

⊙ شرک سے اجتناب: حدیث میں شرک سے اجتناب کو مغفرت کا تیسرا سبب قرار دیا گیا ہے۔ درحقیقت شرک سے اجتناب اور توحید کا اختیار مغفرت کی اساس اور اس کا سب سے بڑا سبب ہے، جس کے پاس توحید نہیں اس کی مغفرت نہیں اور جس کے پاس توحید ہے اس کے لیے جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ یقینی ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ ②

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے

① صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب افضل الاستغفار، حديث: ٦٣٠٦. ② ٤/النسآء: ٤٨.



چاہے بخش دیتا ہے۔"

جو شخص کلمہ توحید کا پورا پابند تھا اور جس نے اپنے دل سے غیر اللہ کی محبت وتعظیم، ہیبت وجلال، خوف وخشیت، توکل واعتماد اور امید وبیم نکال باہر کی اس کے گناہ جل اٹھیں گے خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نیکیوں سے بدل دیے جائیں۔

شرک ایسا منحوس اور خطرناک عمل ہے جس کے ہوتے ہوئے انسان کی مغفرت نہیں ہوسکتی۔ شرک اس روئے زمین پر کیے جانے والے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ شرک کرنے والے انسان پر جنت حرام ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ شرک کیا ہے؟ حدیث (۲۹) میں بیان کیا جا چکا ہے۔ شرک کی مذمت میں بے شمار آیات واحادیث ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی توحید پر ثابت قدم رکھے اور شرک سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمين

وصلى الله على نبينا وسلم

اربعین نووی میں جن محدثین کی کتب سے احادیث لی گئی ہیں

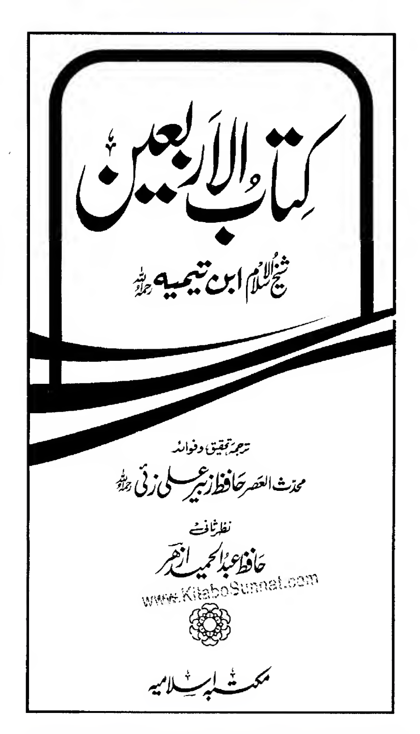
نمبر شمار	کتاب کا نام	اربعین کے حدیث نمبر	اربعین میں مرویات
١	متفق علیہ	١، ٣، ٤، ٥، ٦، ٨، ٩، ١٣، ١٤، ١٥، ٢٦، ٣٧، وبعض حصہ ٣٣	١٢
٢	صحیح البخاری	١٦، ٢٠، ٣٨، ٤٠	٤
٣	صحیح مسلم	٢، ٧، ١٠، ١٧، ٢١، ٢٢، ٢٣، ٢٤، ٢٥، ٢٧، ٣٤، ٣٥، ٣٦	١٢
٤	سنن الترمذي	١١ (مع النسائی) ١٢، ١٨، ١٩، ٢٨ (مع ابی داود) ٢٩، ٤٢	٧
٥	سنن النسائی	١١ (مع الترمذي)	١
٦	مسند الإمام أحمد	٢٧ (مع الدارمي)	١
٧	سنن أبی داود	٢٨ (مع الترمذی)	١
٨	سنن الدارمی	٢٧ (مع مسند الأمام أحمد)	١
٩	مسند الدارقطنی	٣٠، ٣٢ (مع ابن ماجه ومالك)	٢
١٠	سنن ابن ماجه	٣١، ٣٢ (مع الدارقطنی ومالك) و ٣٩ (مع البيهقي)	٣
١١	مؤطا الإمام مالك	٣٢ (مع ابن ماجه والدارقطنی)	١
١٢	سنن الكبرى للبيهقي	٣٣ (وبعضه في صحيحي البخاری ومسلم) و ٣٩ (مع [illegible])	٢
١٣	كتاب الحجة للإمام الضياء المقدسي	[illegible]	١

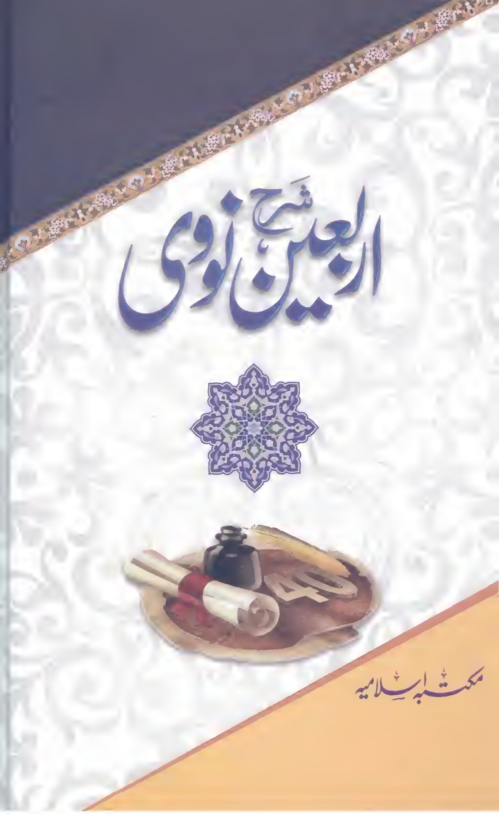
اربعین نووی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرویات

نمبر شمار	صحابہ کرام کے اسمائے گرامی	اربعین کے حدیث نمبر	اربعین میں مرویات
١	سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	١، ٢	٢
٢	سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	٣، ٨، ٤٠	٣
٣	سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	٤، ١٤	٢
٤	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا	٥	١
٥	سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ	٦	١
٦	سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ	٧	١
٧	سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	٣٨، ٣٦، ٣٥، ٢٦، ١٦، ١٥، ١٢، ١٠، ٩	٩
٨	سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ	١١	١
٩	سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ	١٣، ٤٢	٢
١٠	سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ	١٧	١
١١	سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	١٨، ٢٤، ٢٥	٣
١٢	سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	١٩، ٣٣، ٣٧، ٣٩	٤
١٣	سیدنا ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ	٢٠	١
١٤	سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ	٢١	١
١٥	سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما	٢٢	١
١٦	سیدنا ابومالک الاشعری رضی اللہ عنہ	٢٣	١

١٧	سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ	٢٧	١
١٨	سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ	٢٨	١
١٩	سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	٢٩	١
٢٠	سیدنا ابوثعلبہ الخشنی	٣٠	١
٢١	سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ	٣١	١
٢٢	سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ	٣٤،٣٢	٢
٢٣	سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما	٤١	١
	احادیث کی کل تعداد		٤٢

اطراف الحدیث


كتاب الاربعين
شيخ الاسلام ابن تيميه رحمہ اللہ
ترجمہ تحقیق وفوائد
محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ
نظر ثانی
حافظ عبدالحمید ازہر
www.KitaboSunnat.com
مكتبہ اسلامیہ


شرح
اربعین نووی
مکتبہ اسلامیہ